فرانس میں خانہ جنگی کے محرکات

CIVIL WAR IN FRANCE

ڈاکٹر عثمان رسول ۔ ڈاکٹر عائشہ رسول

انٹرنیٹ ایڈیشن دوم سال 2006 www.Nayaab.Net

دیباچہ

مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ فرانس میں خانہ جنگی پر انٹرنیشنل کی جنرل کونسل کے خط کا نیا ایڈیشن تیار کرنے اور اس پر دیباچہ لکھنے کا کام مجھے تفویض کیا جائے گا۔ چنانچہ میں یہاں نہایت اہم نکات پر مختصراً ہی کچھ کہہ سکوں گا۔

متذکرہ بالا مضمون کے دیباچے کے طور پر میں جنرل کونسل کے ان دو مختصر خطوں کو استعمال کر رہا ہوں جو فرانس اور پرشیا کی جنگ کے بارے میں لکھے گئے تھے۔ اس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ دوسرے خط کا حوالہ خانہ جنگی والے اصل مضمون میں آیا ہے اور یہ خط پہلے کو پڑھے بغیر پوری طرح سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ پھر ایک اور وجہ یہ کہ ان خطوط کا خاکہ بھی مارکس کے قلم کا ہی ثمر ہے۔ یہ خطوط مصنف کی خداداد قابلیت کا غیر معمولی نمونہ ہونے کی وجہ سے خانہ جنگی والے مضمون سے کچھ کم درجہ نہیں رکھتے۔ اس کی یہ قابلیت لوئی بوناپارٹ کی اٹھارویں برومیئر میں ثابت ہو چکی ہے جسے پڑھ کر یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مارکس نے کس خوبی اور صفائی سے بڑے تاریخی واقعات کے مزاج، ان کے آثار اور اثر تاثیر کو ایسے وقت میں اپنی ذہنی گرفت میں لیا جب یہ واقعات ہماری نظروں کے سامنے چل رہے تھے اور انہیں گزرے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا۔ آخری وجہ یہ کہ مارکس نے ان واقعات سے جو نتائج قبل از وقت اخذ کیے تھے ہمیں آج بھی جرمنی میں ان کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

کیا پہلے خط میں کہی گئی بات صحیح ثابت نہیں ہوئی کہ اگر لوئی بوناپارٹ کے مقابلے میں جرمنی اپنا بچاؤ کرنے کی جنگ سے قطع نظر کر کے فرانسیسی علاقے پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے گا تو وہ ساری مصیبتیں جو نام نہاد جنگ آزادی (3) کے بعد

اس کے سر پڑی تھیں از سر نو اور زیادہ شدت سے اس پر ٹوٹ پڑیں گی۔ کیا ہمیں بسمارک کی حکمرانی کے مزید بیس سال نہیں بھگتنے پڑے؟ کیا ہنگامی قانون (4) اور اشتراکیوں کو پھنسانے کی کارروائی نے پولیس کی ویسی ہی دھاندلی اور قانونی زور زبردستی عام نہیں کر دی جو Demagogue لوگوں 5 کے ساتھ روا رکھی جاتی تھی؟

اور کیا یہ پیش گوئی لفظ بلفظ پوری نہیں ہو گئی کہ الزاس لاربن علاقے کو جرمنی میں ملانے کا اثر یہ ہو گا کہ "فرانس مجبور ہو کر روس کی مدد طلب کرے گا" اور علاقہ ملا لینے کے بعد جرمنی کو یا تو روس کا کھلے وام پیرو کر بننا پڑے گا یا تھوڑی سی محنت کے بعد ایک اور جنگ کے لئے کمر بستہ ہونا پڑے گا؟ جنگ بھی کیسی؟ "متحدہ سلاف اور رومن نسلوں" سے نسلی جنگ۔ کیا فرانسیسی صوبوں کو ادھر ملا لینے کے باعث فرانس کو روس کی زبردست پشت پناہی نہیں مل گئی؟ کیا بسمارک نے پورے بیس سال تک زار روس کو خوش کرنے کی فضول کوششیں نہیں کیں؟ اور ان کوششوں میں وہ اس پست سطح تک اتر گیا کہ چھوٹے سے پروشیا نے بھی "یورپ میں اول نمبر طاقت" بننے سے پہلے "روس مقدس" کے قدموں میں اتنا ماتھا نہیں رگڑا تھا۔ کیا یہ حقیقت جھٹلائی جاسکتی ہے کہ ہمارے سر پر آج بھی اس جنگ کا خطرہ منڈلا رہا ہے جو اگر وہ چھڑ گئی تو پہلے ہی دن والیان ریاست کے سارے پکے عہدنامے ہوا میں اڑ جائیں گیا ور ایسی جنگ ہو گی جس کے بارے میں کچھ بھی یقینی نہیں سوائے اس کے کہ نتیجہ قطعی غیر یقینی ہو گا، ایسی نسلی جنگ چھڑے گی جو ڈیڑھ یا دو کروڑ ہتھیار بند فوجیوں کے ہاتھوں پورے یورپ کو تباہی و بربادی کا نشانہ بنا دے گی، اور اگر ابھی تک یہ جنگ نہیں چھڑی تو صرف اس لئے کہ سب سے بڑی طاقت بھی یہ سوچ کر گھبراتی ہے کہ یہ

اونٹ نجانے کس کروٹ بیٹھے۔

اس طرح ہمارے لیے یہ اور بھی ضروری ہو گیا ہے کہ ہم انٹرنیشنل مزدور طبقے 1870 والی پالیسی کی دوراندیشی کے وہ روشن ثبوت عام کر دیں جو وہ بھولتے جا رہے ہیں۔

جوبات میں نے ان دونوں خطوں کے بارے میں کہی ہے وہی "فرانس میں خانہ جنگی" والے اصل مضمون پر بھی صادق آتی ہے۔ پیرس کمیون کے آخری جانباز 28 مئی کو بلویل کی ڈھلوانوں پر اپنے سے زیادہ طاقتور فوج کے سامنے موت کے گھاٹ اتر گئے۔ اور صرف دو دن بعد 30 مئی کو جنرل کونسل کے سامنے مارکس نے وہ مضمون پڑھا جس میں پیرس کمیون کا تاریخی مرتبہ، مختصر لفظوں، جاندار اشاروں لیکن ایسے پرمغز اور تہہ دار بیان اور خاص کر ایسی سچائی کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ اس موضوع پر جو بہت سا انبار لکھا جا چکا ہے، وہاں کہیں اس کا نظیر نہیں ملتی۔

فرانس میں 1789 کے بعد سے جو معاشی اور سیاسی ترقی ہوئی ہے، اس کی بدولت پچھلے پچاس سال سے پیرس کی حالت ایسی ہو گئی ہے کہ وہاں ہونے والا کوئی انقلاب پرولتاری کردار رکھے بغیر وقوع پذیر نہیں ہو سکتا یعنی پرولتاری طبقہ جو فتح کی راہ میں اپنا لہو بہاتا تھا فتح کے بعد اپنے مطالبے آگے نہ بڑھائے۔ پیرس کے مزدور جس جس مقام پر ترقی کر کے پہنچے، اس کی نسبت سے دیکھا جائے تو ان کے مطالبے کم و بیش دھندلے بلکہ الجھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تاہم لے دے کے سب کا حاصل یہی ہے کہ سرمایہ داروں اور مزدوروں کے درمیان طبقاتی تضاد کا خاتمہ کیا جائے۔ یہ درست ہے کہ اس وقت کسی کو خبر نہ تھی کہ طبقاتی تضاد کا یہ خاتمہ ہو تو کیوں کر ہو۔ پھر بھی خود یہ مطالبہ، چاہے اسے کتنے ہی بے ڈھنگے طریقے سے کیوں نہ پیش

کیا گیا ہو، سماج کے موجود نظام کے لئے خطرے سے خالی نہیں تھا۔ اس مطالبے کو پیش کرنے والے مزدور ابھی تک ہتھیار بند تھے۔ اس لئے مزدوروں سے ہتھیار رکھوالینا اس بورژوازی کے لئے ایک غیبی حکم تھا جو اسٹیٹ کی باگ دوڑ سنبھالے ہوئے تھی۔ یہی سبب ہے کہ مزدوروں کے جیتے ہوئے ہر ایک انقلاب کے بعد ایک نئ کشمکش ہوتی تھی جس کا اختتام مزدوروں کی ہار پر ہوتا تھا۔

پہلی بار یہ واقعہ 1848 میں رونما ہوا۔ پارلیمنٹ میں فریق مخالف آزادخیال بورژوازی نے کئی دعوتیں کر ڈالیں تا کہ لوگوں کو رائے دہندگی کے حق میں اصلاحات پر راضی کیا جائے اور س طرح اپنی پارٹی کی بالادستی مضبوط کرلی جائے۔ گورنمنٹ سے کھینچا تانی میں انہیں بہت زیادہ مجبور ہوکر عوام سے رجوع کرنا پڑا اور اس طرح وہ بتدریج ان لوگوں کو آگے آنے کا موقع دیتے گئے جو بورژوازی اور چھوٹی بورژوازی میں ریڈیکل اور رپبلکن خیالات رکھتے تھے۔ مگر ان کے پیچھے انقلابی مزدور کھڑے تھے۔ 1830 کے بعد سے 6 ان انقلابی مزدوروں نے اتنی سیاسی خودمختاری حاصل کر لی تھی جو بورژوازی تو کیا، رپبلکنوں کے بھی گمان سے باہر تھی۔ گورنمنٹ اور مخالف پارٹی میں مخالفت بڑھی تو مزدوروں نے گلی کوچوں میں ہتھیار سنبھال لئے۔ بادشاہ لوئی فلپ غائب ہوگیا اور اسی کے ساتھ رائے دہندگی کی اصلاح بھی ہوگئی۔ اس کی جگہ ایک ریپبلک اٹھنے لگی، واقعی ایسی ریپبلک جسے فتح مند مزدووں نے خود ہی سماجی ریپبلک کا رنگ ڈھنگ دیا تھا۔ کسی کے ذہن میں یہ بات صاف نہ تھی کی اس سماجی ریپبلک کی عملی صورت کیا ہوگی۔ خود مزدوروں کو بھی خبر نہ تھی۔ لیکن ان کے پاس ہتھیار تھے اور ریاست میں ان کی قوت بنی ہوئی تھی۔ اس لئے جیسے ہی ان بورژوازی رپبلکنوں نے، جن کے ہاتھ میں اختیارات تھے،

اپنے پاؤں جمتے دیکھے تو سب سے پہلا نشانہ یہ تا کا کہ مزدوروں کو نہتا کیا جائے۔ یہ موقع ایسے ہاتھ لگا کہ مزدوروں کو جون 1848 کی عام شورش میں باہر نکالا گیا۔ سبب یہ ہوا کہ ان سے وعدے کی صاف خلاف ورزی کی گئی اور اس کھلی بے ایمانی سے جو لوگ بے روزگار ہو گئے تھے انہیں دور دراز صوبے میں جلاوطن کر دینے کی ٹھانی۔ سرکار نے پہلے سے اہتمام کر رکھا تھا کہ وقت پر اس کی طاقت زبردست رہے۔ پانچ دن کی جانبازانہ جنگ کے بعد مزدوروں کو شکست ہو گئی۔ اس کے بعد نہتے قیدیوں کے خون کی ایسی ہولی کھیلی گئی کہ رومی ریپبلک پر زوال لانے والی خانہ جنگیوں کے بعد کبھی اتنا خون نہیں بہایا گیا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا جب سرمایہ دار طبقے نے دکھا دیا کہ اگر پرولتاریہ اس کے مقابلے پر ایک علیحدہ طبقے کی حیثیت سے خود اپنے مفاد اور اپنی مطالبے لے کر اٹھنے کی جرات کرے، تو وہ پرولتاریہ سے کیسا جنونی اور بے رحمانہ انتقام لینے پر کمر بستہ ہو سکتا ہے۔ پھر بھی دیکھا جائے تو 1871 کے خونی واقعات بچوں کا کھیل معلوم ہوں گے۔

بورژوازی کو اس کی فوراً سزا بھی مل گئی۔ اگرابھی پرولتاریہ میں فرانس کی حکومت سنبھالنے کا دم خم نہ تھا تو بورژوازی میں بھی نہیں تھا۔ کم از کم اس دور میں تو سرمایہ دار طبقہ اس قابل نہیں تھا کیونکہ اس میں اکثر کے دل بادشاہی طرز میں اٹکے ہوئے تھے، وہ تین شاہی خاندان والی پارٹیوں میں بٹے ہوئے تھے 7 اور چوتھی ریپبلکن پارٹی تھی۔ اندرونی چپقلش نے ایک منچلے لوئی بونا پارٹ کو یہ موقع دے دیا کہ حکم چلانے کے سارے تار، فوج، پولیس اور سرکاری انتظامی محکمے اپنے ہاتھ میں لے لے اور دوسری دسمبر 1801 کو 8 بورژوازی کے آخری گڑھ یعنی قومی اسمبلی کو ہی اس نے دھماکے سے اڑا دیا۔ فرانس کی دوسری سلطنت شروع ہوئی۔ یہ تھی سیاسی

اور مالی ہاتھ مارنے والے ایک ٹولے کے ہاتھوں فرانس کی لوٹ کھسوٹ ۔ لیکن ساتھ ساتھ صنعتی ترقی نے بھی وہ زور باندھا کہ لوئی فلپ کے اس ٹٹ پونجیا دور حکومت میں جہاں مٹھی بھر بڑے بڑے سرمایہ داروں کا گروہ سفید و سیاہ کا مالک و مختار بنا ہوا تھا، ہرگز اتنی ترقی نہیں ہو سکتی تھی۔ لوئی بونا پارٹ نے سیاسی طاقت سرمایہ داروں سے لی تھی اس بہانے کہ وہ بورژوازی کو مزدوروں کے فتنے سے بچائے گا اور مزدوروں کو ان سے۔ لیکن اپنی باری کو اس کی حکومت نے سٹہ بازی اور صنعتی سرگرمی کا زور باندھا یا مختصر یہ کہ پوری بورژواری میں طاقت اور دولت کی ایسی روح پھونک دی جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔ اگر چہ یہ سچ ہے کہ اس سے بھی بڑے پیانے پر بے ایمانی، بدعنوانی اور چوری کا بازار گرم ہو گیا جس کا مرکز تھا شاہی محل کہ وہ خود اس بہتی گنگا میں اپنا بھی بڑا حصہ مار لیتا تھا۔

مگر یہ دوسری سلطنت فرانس کے قومی تعصب کو ایک بہلاوا تھی ۔ یہ اس بات کا تقاضا تھی کہ پہلے سلطنت کی وہی سرحدیں بحال کی جائیں جو 1814 کی شکست میں ہاتھ سے نکل گئی تھیں یا کم از کم پہلی ریپبلک کی ہی سرحدیں قائم ہوں۔ ایسی فرانسیسی سلطنت جو پچھلی بادشاہت کی حدوں میں، 1810 کی اس سے بھی کٹی پھٹی سرحدوں کے اندر بند ہو کر رہ جائے زیادہ عرصے چلنے والی بات نہیں تھی۔ س لئے بار بار جنگوں کی اور سرحدیں پھیلانے کی نوبت آئی۔ لیکن فرانسیسی کٹر قوم پرستوں کے خیالوں میں جگمگانے والی سب سے بڑی توسیع وہ تھی جو دریائے رائن کے بائیں کنارے پر جرمنوں کی طرف کی جائے۔ رائن کے کنارے ایک مربع میل سرحد بڑھا لینا ان کے نزدیک کوہ الپس یا کسی اور طرف دس میل سرحد بڑھا لینا ان کے نزدیک کوہ ایلپس یا کسی اور طرف دس میل بڑھ جانے سے کہیں بہتر تھا۔ جب

دوسری سلطنت نصیب ہوگئی تو یہ جلد یا بدیر ہونے ہی والا تھا کہ رائن کے بائیں کنارے کی سرحد ایک دم یا آہستہ آہستہ بحال کرنے کا تقاضا کر دیا جائے۔ چنانچہ آسٹریا اور پروشیا میں جب 1866 کی جنگ چھڑی تو وہ لمحہ آ پہنچا۔ بسمارک سے "علاقوں کی تلافی" کی جو آس تھی، اس میں دھوکا کھا کر، اور خود اپنی ضرورت سے زیادہ چالاک اور ڈانواڈول پالیسی کے ہاتھوں دغا پا کر اب لوئی بونا پارٹ کے سامنے جنگ کے سوا کوئی چارہ نہ رہ گیا، اور 1870 میں جنگ کا شعلہ بھڑکا تو پہلے سیدان تک اور پھر ولہلم سہوئے تک اسے اپنی لپیٹ میں لے گیا۔

اس کا خمیازہ بھگتنا ہی تھا، سو 4 ستمبر 1870 کو پیرس میں انقلاب ہوگیا۔ سلطنت تاش کے پتوں کی طرح بکھر گئی اور پھر سے فرانسیسی ریپلک کا اعلان ہوگیا۔ لیکن دشمن دروازے پر دستک دے رہا تھا۔ سلطنت کی فوجیں یا تو میتز کے مقام پر بری طرح گھری ہوئی تھیں یا جرمنی میں قید تھیں۔ ایسے توڑ کے وقت عوام نے پچھلی قانون ساز آسمبلی میں پیرس کے نمائندوں کو یہ اختیار دیا کہ وہ مل کر "قومی بچاؤ کی حکومت" بنالیں۔ بغیر کسی حیل و حجت کے یہ بات یوں مان لی گئی کہ پیرس کے وہ تمام لوگ جو ہتھیار اٹھانے کے قابل تھے، اور ان میں مزدوروں کی بڑی زبردست اکثریت ہوگئی تھی۔ لیکن جلد ہی سرکار، جو قریب قریب پوری طرح سرمایہ داروں کی تھی اور ہتھیار بند پرولتاریہ کے درمیان کھلے عام ٹکر کی نوبت آ گئی۔ 31 اکتوبر کو مزدوروں کی بٹالینوں نے ٹاون ہال پر یلغار کر دی اور گورنمنٹ کے کچھ ممبروں کو نرغے میں لے لیا۔ مگر ہوا یہ کہ دغا بازی سے، وعدہ کر کے گورنمنٹ کے صاف مکر جانے کی وجہ سے اور چھوٹی بورژوازی کی کچھ بٹالینوں کے بیچ میں پڑ جانے سے انہیں پھر چھوڑ دیا گیا اور اس اندیشے سے کہ اس شہر میں جو غیر ملکی فوجی طاقت کے

محاصرے میں پھنسا ہے، کہیں خانہ جنگی نہ پھوٹ پڑے اسی پرانی سرکار کو اپنی جگہ رہنے دیا گیا۔

آخر 28 جنوری 1871 بھوکوں مرتے پیرس نے ہتھیار ڈال دیے۔ لیکن یہ کام اس شان کے ساتھ کیا کہ جنگ کی تاریخ میں کوئی اور مثال نہیں ملتی۔ قلعے حوالے کر دیے، شہر کی فصیل پر سے توپیں ہٹالی گئیں، چھاؤنی رجمنٹوں کے اور گشتی گارڈ کے ہتھیار دشمن کے سپرد کر دیے، اور خود کو جنگی قیدی شمار کرا دیا۔ لیکن نیشنل گارڈ نے اپنے ہتھیار بھی بچا لئے اور توپیں بھی_ اور فاتح فوجوں کے ساتھ صرف جنگ بندی مان لی جس کے باعث وہ پیرس میں فاتحانہ شان سے داخل نہیں ہو سکیں۔ انہیں صرف اتنی جرات ہوئی پیرس کے ایک چھوٹے سے گوشے میں اپنی چھاؤنی ڈال لیں اور جب وہ گوشہ طے ہونے لگا تو اس میں ایک حصہ عام پارکوں کا شامل کر دیا جہاں یہ فوجیں صرف چند روز قابض رہ سکیں۔ جتنے دن یہ فاتحانہ فوج وہاں پڑی رہی، جس نے 131 دن سے پیرس کو نرغے میں لے رکھا تھا، وہ خود ہی پیرس کے ہتھیار بند مزدوروں کے نرغے میں آ گئی، جنہوں نے اس پر سخت پہرہ بٹھا دیا کہ کوئی "پروشیائی" اس تنگ حلقے کی حد نہ پھلانگنے پائے جو غیر ملکی فاتح کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ اپنا ایسا نقش بٹھا دیا گیا پیرس کے مزدوروں نے اس فوج کے دلوں پر جس فوج کے سامنے سلطنت کی تمام فوجوں نے ہتھیار ڈال دیے تھے کہ پروشیائی یونکر جو انقلاب کے گھر پر انتقام لینے آئے تھے وہ ادب سے کھڑے ہونے اور عین اس مسلح انقلاب کو سلامی دینے پر مجبور ہو گئے۔

جب تک لڑائی چلتی رہی، پیرس کے مزدوروں کا مطالبہ صرف اس قدر تھا کہ لڑائی میں پورا زور لگا دیا جائے۔ لیکن پیرس کے ہتھیار ڈالتے ہی صلح نامے پر دستخط

ہوئے 9 تو نئے وزیر اعظم تیئر کو یہ سوچنے پر مجبور ہونا پڑا کہ جہاں تک پیرس کے مزدوروں کے ہاتھ میں ہتھیار رہیں گے، صاحب جائداد طبقوں یعنی بڑے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی عملداری مستقل خطرے میں رہے گی۔ چنانچہ اس نے مزدوروں سے ہتھیار رکھوا لینے کی کوشش میں پہلی کارروائی کی۔ 18 مارچ کو اس نے چھاونی کی فوج کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ نیشنل گارڈ سے اس کا وہ توپ خانہ چھین لیا جائے جو پیرس کے محاصرے کے زمانے میں پبلک چندوں سے بن کر تیار ہوا تھا۔ کوشش ناکام ہوگئی۔ پیرس ایک ہو کر مقابلے کے لئے اٹھا۔ ایک طرف یہ شہر، دوسری طرف وارسائی میں بیٹھی ہوئی فرانسیسی سرکار، دونوں کے درمیان اعلان جنگ ہوگیا۔ 26 مارچ کو اس نے اختیارات سنبھال لئے۔ نیشنل گارڈ کی مرکزی کمیٹی نے، جو فی الوقت سرکار چلا رہی تھی، پہلے تو پیرس کی بدنام زمانہ "احتسابی پولیس" کو توڑنے کا فرمان جاری کیا اور پھر اپنا استعفیٰ کمیون کے حوالے کر دیا۔ 30 مارچ کو کمیون نے جبری بھرتی اور صف بند باقاعدہ فوج دونوں کو توڑ دیا اور نیشنل گارڈ کو تنہا ہتھیار بند طاقت قرار دے دیا جس میں سارے باشندے جو ہتھیار اٹھانے کے قابل تھے، بھرتی کئے جانے لگے۔ اکتوبر 1870 سے اپریل 1871 تک رہائشی مکانوں کے سب کرائے معاف کر دیے اور جو کرائے ادا کئے جا چکے تھے انہیں پیشگی کرایہ شمار کر کے رجسٹر میں چڑھا لیا اور میونسپل محافظ خانے میں قرضے کے بدلے جو سامان گروی رکھا تھا، اس کی فروخت بالکل بند کر دی۔ کمیون میں جن غیر ملکیوں کا چناؤ ہوا تھا اسی دن ان کو عہدے سپرد کئے گئے کیوں کہ "کمیون کا جھنڈا ساری دنیا کی ریپبلک کا نشان تھا"۔ پہلی اپریل کو ہی طے پا گیا کہ کمیون کے کسی ملازم، اور خود اس کے ممبروں کی بھی بڑی سے بڑی تنخواہ چھ ہزار

فرانک (تب کے چار ہزار آٹھ سو مارک) سے زیادہ نہیں ہو گی۔ دوسرے دن کمیون نے فرمان جاری کیے کہ کلیسائی نظام (چرچ) اسٹیٹ سے بالکل الگ تھلگ رہے، سرکار کی طرف سے مذہبی کاموں کے لئے جو رقمیں دی جاتی تھیں، ان کا خاتمہ کیا، اور چرچ کی ساری جائیداد قومی ملکیت قرار دے دی گئی۔ نتیجہ یہ کہ 8 اپریل کو اسکولوں میں سے تمام مذہبی نشان، تصویریں، کلمے اور دعائیں، غرض وہ سارے تام جھام "جن کا تعلق آدمی کے ذاتی عقیدے سے ہے" اٹھا دینے کا حکم جاری ہوا اور رفتہ رفتہ اس کی تعمیل ہونے لگی۔ چونکہ وارسائی کی فوج کمیون کے گرفتار شدہ حامیوں کو روز بہ روز گولی سے اڑا رہی تھی، اس کے جواب میں (5) تاریخ کو ایک فرمان جاری ہوا کہ یرغمال کے آدمی گرفتار کر لئے جائیں لیکن اس پر آخر تک عمل نہیں کیا گیا۔ 6 اپریل کو نیشنل گارڈ کی 137 ویں بٹالین سزائے موت میں گردن کاٹنے کے تختے اٹھا کر لائی اور انہیں خوشی کے عام نعروں میں جلا کر بھسم کر دیا گیا۔ 12 تاریخ کو کمیون نے فیصلہ کیا کہ ویندوم میدان پر وہ فتح مینار جوان توپوں کو گلا کر ڈھالا گیا تھا جنہیں نپولین نے 1809 کی جنگ کے بعد دشمن سے چھینا تھا اسے قومی تعصب اور دوسری قوموں سے نفرت کا ایک نشان سمجھ کر ڈھا دیا جائے۔ 16 مئی کو یہ حکم جاری ہوا کہ ان کارخانوں کا بھی کھاتہ تیار کیا جائے جن پر مالکان کارخانہ نے تالے ڈال دیے ہیں، اور ایسا بندوبست کیا جائے کہ جو مزدور ان میں پہلے کام کر رہے تھے، انہی کو یہ کارخانے چلانے کے لئے سپرد ہوں تاکہ وہ کوآپریٹو سوسائیٹیوں میں اکٹھے ہو کر ان کارخانوں کا انتظام کریں، اور یہ بھی منصوبے بنے کہ امداد باہمی کی ایسی تمام سوسائیٹیاں ایک بڑی یونین میں منظم ہو جائیں۔ 20 تاریخ کو کمیون نے بیکریوں کے لئے رات کے کام کی ممانعت کر دی اور مزدوروں کے بھرتی دفتر بھی توڑ

دیے جو دوسری سلطنت کے زمانے سے پولیس کے چھٹے ہوئے گرگوں، اول نمبر کے منافع نچوڑنے والوں نے اپنا اجارہ بنا رکھے تھے۔ یہ دفتر وہاں سے توڑ کر پیرس کی بیس محکمے والی میونسپلٹی میں منتقل کر دیا گیا۔ 30 اپریل کو حکم نکلا کہ گروی پر قرض دینے والے ٹھلے اٹھا دئے جائیں کیونکہ ان میں مزدوروں کی کمائی ناجائز طریقے سے نجی ہاتھوں میں چلی جاتی ہے اور یہ اس حق کی خلاف ورزی ہے جو محنت کرنے والے کو اپنے اوزار پر اور قرض کی رقم پر حاصل ہے۔ 5 مئی کو کمیون نے حکم نافذ کیا کہ "توبہ کا گرجا گھر" مسمار کر دیا جائے جو لوئی شانزدہم کا سر اڑا دینے کے کفارے کے طور پر بنایا تھا۔

یوں 18 مارچ کے بعد سے برابر پیرس کی تحریک کا وہ طبقاتی کردار تیزی کے ساتھ اجاگر ہوتا چلا گیا جو غیر ملکی حملہ آوروں سے لڑائی شروع ہونے کی وجہ سے پہلے نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ چونکہ کمیون میں خود مزدور بیٹھے تھے یا مزدوروں کے مانے ہوئے نمائندے، اس لئے جتنے بھی فیصلے ہوئے ان کا کردار قطعی طور سے پرولتاری تھا۔ یا تو ان فیصلوں کے ذریعے ان اصلاحات کو نافذ کیا گیا جنہیں ریپبلیکن خیالات کی بورژوازی محض بزدلی کے مارے پاس کرنے سے رہ گئی تھی، حالاں کہ ہونا یہ چاہیے تھا مزدور طبقے کی آزادانہ سرگرمی کے لئے ان اصلاحوں کا نفاذ ایک لازمی بنیاد بنتا۔ مثلاً اس اصول کی تعمیل کہ ریاست کے تعلق سے مذہب صرف ایک ذاتی معاملہ ہوتا ہے۔ یا پھر کمیون نے ایسے احکام نافذ کئے جو مزدور طبقے کا مفاد سیدھے سیدھے پورا کرتے تھے اور کسی نہ کسی حد تک سماج کے پرانے نظام میں اندر تک شگاف ڈالنے والے تھے۔ لیکن ایک ایسے شہر کے اندر جو دشمن کے نرغے میں ہو زیادہ سے زیادہ اتنا ہی ممکن تھا کہ ان تمام باتوں کو عملی جامہ پہنانے کی شروعات کر

دی جائیں۔اور مئی کے شروع سے کمیون کی ساری طاقت اس لڑائی میں کھپنے لگی جو وارسائی والی حکومت کی ان فوجوں سے لڑنی تھی جن کے ٹھٹھ برابر لگتے چلے جا رہے تھے۔

7 اپریل کو وارسائی کی فوجوں نے پیرس کے مغربی مورچے پر نیئی کے نزدیک دریائے سین کے آر پار قبضہ کرلیا۔مگر دوسری طرف گیارہ تاریخ کو جنوبی مورچے پر ایک حملے میں جبرل یودے (Eudes) کے ہاتھوں انہیں بھاری نقصان اٹھا کر پیچھے ہٹنا پڑا۔پیرس پر اب مسلسل گولہ باری ہو رہی تھی وہ بھی ان لوگوں کی طرف سے جو اسی شہر پر پہلے پروشیا کی گولہ باری کو مذہبی جرم قرار دے کر لعنت بھیج چکے تھے۔ انہی لوگوں نے پروشیائی حکومت سے درخواست پر درخواست کی کہ سیدان اور میتز کے 10 مقاموں پر قید ہونے والے فرانسیسی فوجوں کو جلدی سے واپس بھیجا جائے تا کہ وہ پیرس کو ان کی خاطر پھر چھین سکیں۔ان فوجوں کی رفتہ رفتہ واپسی نے وارسائی حکومت کا فوجی پلہ مئی کے شروع میں بھاری کر دیا۔یہ بات 23 اپریل کو ہی کھل کر سامنے آ گئی جب صدر حکومت تیئر نے کمیون کی تجویز سے قیدیوں کے اس تبادلے کی بات چیت توڑ دی جس کے مطابق پیرس کے بڑے پادری (جارج دربوئی) اور بہت سے دوسرے پادریوں کو جنہیں یرغمال کے طور پر شہر میں رکھا گیا تھا،صرف ایک لیڈر بلانکی کے بدلے میں چھوڑنا تھا۔یہ بلانکی دوبار کمیون کا ممبر چنا جا چکا تھا لیکن ابھی تک کلیرو وو کے جیل خانے میں پڑا تھا۔اور اس سے بھی زیادہ یہ بات ظاہر ہوئی تیئر کے بدلے ہوئے لب ولہجہ سے۔پہلے وہ گول مول اور رنذ بذب سی زبان استعمال کرتا تھا مگر اب گستاخی، ڈانٹ ڈپٹ اور حیوانیات پر اتر آیا۔ وارسائی حکومت کی فوج نے جنوبی مورچے پر 3 مئی کو مولیں _ ساکے کا قلعہ چھین

لیا، 9 مئی کو فورٹ یسی پر قبضہ ہوا جو توپوں کی مار میں پہلے ہی ڈھیر ہو چکا تھا اور 14 تاریخ کو فورٹ وانوان کے ہاتھ لگ گیا۔ مغربی مورچے پر یہ فوجی دستے شہر کی فصیل تک پھیلے بہت سے دیہات اور عمارتوں پر قبضہ کرتے ہوئے دھیرے دھیرے بڑھ کر بچاؤ کے خاص خاص ٹھکانوں تک پہنچ گئے۔ 21 مئی کو اس مورچے پر غداری اور نیشنل گارڈ کی بے فکری کی بدولت وہ شہر کے اندر گھس پڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ پروشیائی جن کے پاس شمالی اور مشرقی قلعے تھے، انہوں نے وارسائی کے فوجیوں کو شہر کے شمال والا حصہ پار کر کے اندر بڑھنے کا موقع دے دیا جو جنگ بندی کی رو سے ان کے لئے ممنوعہ علاقہ تھا اور اس طرح انقلاب دشمن فوج کو دور تک پھیلے ہوئے اس محاذ پر آگے بڑھ آنے کا پورا موقع مل گیا جس کو پیرس والے سمجھتے تھے کہ جنگ بندی کے معاہدے کی رو سے یہ راستہ بند ہے اور اسی لئے حفاظت کا بندوبست کم رکھا تھا۔ اس سب کا نتیجہ یہ نکلا کہ پیرس کے مغربی حصے میں جو خاص شہر کے اندر کا آسائشی علاقہ تھا، کمزور سا مقابلہ ہوا، البتہ پیش قدمی کرتی ہوئی فوج مشرقی حصے کی طرف جتنی بڑھتی گئی، مقابلہ اتنا ہی جاندار ہونے لگا اور ڈٹ کر اس کا سامنا کیا گیا۔ یہ خاص شہر کے اندر مزدور طبقے کا علاقہ تھا۔ آٹھ دن کے لگاتار خونی معرکوں کے بعد کمیون کے آخری محافظ بیلویل اور مینل ماں تاں کی چڑھائیوں پر ڈھے گئے۔ اس کے بعد نہتے مردوں عورتوں اور بچوں کا قتل عام، جو ہفتہ بھر سے برابر بڑھتا جا رہا تھا، اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔ چونکہ توڑے دار بندوقوں سے جلدی جلدی لوگوں کو موت کے گھاٹ نہیں اتارا جا سکتا تھا اس لئے ہارے ہوئے فریق کو سیکڑوں کی تعداد میں مترالیوز (ہلکی توپ) کی باڑھ مار کر ٹھنڈا کر دیا گیا۔ پیرلاشیز کے قبرستان میں "فیڈرلوں کی دیوار" (جسے آجکل ''کمیون والوں کی دیوار'' کہتے

ہیں) جہاں آخری قتل عام ہوا تھا، آج بھی کھڑی ہوئی زبان خاموشی سے گواہی دے رہی ہے کہ مزدور طبقہ اپنے حق کے لئے میدان میں اترے تو حاکم طبقے کے سر پر کیسا خون سوار ہو جاتا ہے۔ آخر جب دیکھا کہ سب کو چن چن کر ذبح کرنا ممکن نہیں تو اندھا دھند عام گرفتاریوں کا، قیدیوں میں سے آنکھ بند کر کے چنے ہوئے لوگوں کو گولی سے اڑا دینے کا، اور باقی کو ان کیمپوں میں دھکیل دینے کا بازار گرم ہوا جہاں سے انہیں فوجی عدالت کے سامنے ملزم کی طرح پیش ہونا تھا۔ پروشیائی فوج جو شہر کا آدھا شمال مشرقی حصہ گھیرے ہوئے تھی، اسے آرڈر ملا کہ ادھر سے کوئی جان بچا کر بھاگنے نہ پائے۔ لیکن جب عام فوجی اپنے ہائی کمان کا حکم سننے کی بجائے انسانیت کی پکار پر کان دھرتے تو پروشیائی افسر دیکھی ان دیکھی کر دیتے، سیکسن فوجی دستوں کو خاص طور سے شاباش ملنی چاہئے کہ انہوں نے بڑی انسانیت سے کام لیا اور ایسے بہت سے لوگوں کو نکل جانے دیا جو صاف صاف کمیون پر جان چھڑک رہے تھے۔

****

آج ہم بیس سال بعد جب 1871 کے پیرس کے کمیون کی سرگرمی اور اس کی تاریخی اہمیت پر پلٹ کر نظر ڈال رہے ہیں تو ضروری معلوم ہوتا ہے کہ "فرانس کی خانہ جنگی" والے مضمون کے بیان میں کچھ اور اضافے بھی کرتے چلیں۔

کمیون کے ممبر اکثریت اور اقلیت میں بٹے ہوئے تھے بلانکی کے حامی اکثریت ہونے کے علاوہ نیشنل گارڈ کی مرکزی کمیٹی پر بھی حاوی تھے اور انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن کے ممبر اقلیت میں تھے، جن میں زیادہ تر سوشلزم کے پرودھوں والے نظریے کو مانتے تھے۔ بلانکی کے حامیوں کی بڑی اکثریت اس

وقت اتنی ہی اشترا کی تھی کہ ان میں انقلابی پرولتاری جذبہ تھا۔ ان میں صرف تھوڑے سے لوگوں نے وائیاں vaillant کے ذریعے، جسے خود جرمن سائنٹفک سوشلزم کی خبر تھی، اصولوں کی اچھی سوجھ بوجھ پیدا کی تھی۔ اس لئے یہ بات سمجھ میں آنے والی ہے کہ معاشی دائرے میں ایسے بہت سے کام ہونے سے رہ گئے جو آج ہم سوچتے ہیں کہ پیرس کمیون کو کر دینے چاہئے تھے۔ جو بات کسی طرح گلے نہیں اترتی وہ یہ کہ وہ بینک آف فرانس کے پھاٹک کے سامنے سر جھکا کر ادب کے ساتھ کھڑے کیوں رہ گئے؟ یہ ایک گھمبیر سیاسی غلطی تھی۔ پورا بینک اور کمیون کے ہاتھ میں ہو، یہ ایک ہی بات یرغمال میں رکے ہوئے دس ہزار آدمیوں کے برابر بھاری پڑتی۔ اگر ایسا ہو جاتا تو پوری فرانسیسی بورژوائی وارسائی حکومت پر دباؤ ڈال کر کہتی کہ کمیون سے صلح کرلو۔ تاہم بلانکی اور پرودھوں دونوں مختلف خیالات والوں کی شرکت کے باوجود کمیون نے جتنی صحیح کاروائی کی، وہ بھی بڑے کمال کی بات ہے۔ قدرتی امر ہے کہ کمیون کی طرف سے جو معاشی احکام جاری ہوئے اپنی خوبیوں اور خامیوں دونوں میں ان کا سہرا بڑی حد تک پرودھوں والوں کے سر ہے۔ اور بلانکی والوں پر سیاسی کارگزاری اور کوتاہی کی ذمے داری جاتی ہے۔ اور ایسے موقعوں پر جب طاقت ایسے لوگوں کے ہاتھ لگ جائے جو نظریے کے پرستار ہوں، جیسا ہوتا آیا ہے، یہاں بھی تاریخ نے مذاق کیا کہ دونوں نے ہی اپنے مکتب فکر کی تعلیم کے بالکل برخلاف عمل کر کے دکھایا۔

چھوٹے کسانوں اور استاد کاریگروں کے ترجمان سوشلسٹ پرودھوں کو انجمن سازی سے کھلی نفرت تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ انجمن بنانے میں اتنی اچھائی نہیں جتنی برائی ہے۔ وہ اپنی فطرت سے صرف لاحاصل ہی نہیں بلکہ نقصان دہ بھی ہے کیوں

کہ وہ مزدور کی آزادی پر ایک بندش ہو جاتی ہے۔وہ محض ایک اندھا اعتقاد ہے، جس کا کوئی حاصل نہیں اور مفت کا بوجھ بھی ہے۔جس کا مزدور کی آزادی سے بھی اتنا ہی ٹکراؤ ہوگا جتنا محنت کی کفایت کو نقصان پہنچے گا۔فائدوں کے مقابلے میں اس کے نقصانات کہیں تیزی سے دوگنے چوگنے ہو جاتے ہیں اور اگر موازنہ کیا جائے تو کھلا مقابلہ، محنت کی تقسیم اور پرائیویٹ ملکیت کارآمد معاشی طاقتیں معلوم ہوتی ہیں۔ پرودھوں کے بقول صرف خاص خاص موقعے ایسے ہیں بڑی صنعت اور بڑے کاروبار کے، جیسا کہ ریلیں کہ ان میں مزدوروں کی انجمنیں ہونا مناسب رہتا ہے۔ (ملاحظہ ہو انقلاب کا عام خیال (11) تیسرا خاکہ)

1871 کے قریب نازک دستکاریوں کے مرکز پیرس تک میں بڑے پیانے کی صنعت اتنی پھیل چکی تھی کہ وہ خاص نہیں رہ گئی تھی اور کمیون کی طرف سے جو نہایت ہی اہم حکم جاری ہوا اس نے بڑی صنعت کی تنظیم قائم کی اور تنظیم بھی کیسی کہ ایک ایک کارخانے میں مال بنانے والوں کی انجمن نہیں، بلکہ ان سب کو ملا کر ایک بڑی انجمن میں جوڑنے والی تنظیم، مختصر یہ کہ ایسی تنظیم جس کے متعلق مارکس نے اپنے مضمون "خانہ جنگی" میں سچ کہا ہے چلتی تو آخر میں کمیونزم تک پہنچا کر دم لیتی ۔ اسے یوں کہئے کہ پرودھوں نے اپنے نظریے اور ایمان کے برخلاف عمل کیا۔ چنانچہ اس کمیون میں پرودھوں والے سوشلزم کی قبر بن گئی۔آج یہ طرز فکر فرانس کے مزدور طبقے کے حلقوں میں بالکل ناپید ہے۔اب یہاں "امکانیوں" (12) کے درمیان بھی مارکس کا نظریہ اتنا ہی چھا گیا ہے جتنا خود مارکسیوں میں۔البتہ تیز خیال (radicals) بورژوازی میں پرودھوں کے ماننے والے مل جاتے ہیں۔

بلانکی والوں کا بھی کچھ یہی حال ہوا۔ان کی اٹھان سازش کی تعلیم گاہ میں ہوئی

تھی اور سازش کے ساتھ ساتھ جو سخت ڈسپلن چلتا ہے وہی ان کو جوڑے ہوئے تھا۔ وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ پکے ارادے کے، خوب مضبوطی سے منظم کیے ہوئے کسی قدر تھوڑے لوگوں کا گروہ مناسب وقت آنے پر نہ صرف یہ کہ معاملات کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لینے کے قابل ہو جائے گا بلکہ اپنے انتھک اور بےلوچ دم خم سے کام لے کر اس وقت تک حکومت سنبھالے رہے گا جب تک کہ عوام میں روح پھونک کر انقلاب کے ہنگامے میں نہ کھینچ لائے اور پھر یہ انقلابی ہجوم لیڈروں کی چھوٹی سی ٹولی کے گرد سمٹ آئے گا۔ اس کا اول تقاضا یہ تھا کہ تمام اختیارات نہایت سختی اور ڈکیٹٹری کے ساتھ نئی انقلابی حکومت کے ہاتھ میں دے دیے جائیں۔ جب کمیون قائم ہوا اور اس میں انہی بلانکی والوں کی اکثریت بنی تھی تو کمیون نے کیا کر کے دکھایا؟ باہر صوبوں میں فرانسیسیوں کے نام جتنے اعلان شائع کئے ان میں یہ اپیل کی کہ ملک میں جتنے کمیون بنتے ہیں ان سب کا پیرس کمیون کے ساتھ آزادانہ فیڈریشن بنایا جائے، ایک قومی تنظیم بنے جو حقیقت میں پہلی بار خود قوم کے ہاتھوں بنی تھی۔ پہلے سے مرکزیت لئے ہوئے ایک استبدادی عمل داری، فوج، سیاسی پولیس اور سرکاری عملے کے ساتھ چلی آرہی تھی جسے 1789 میں نپولین نے جمایا تھا اور بعد میں جو بھی نئی حکومت آتی وہ اسے بڑی خوشی سے کام کا ایک اوزار سمجھ کر اپنا لیتی اور اپنے حریفوں کے خلاف استعمال کیا کرتی تھی۔ یہی تھی وہ عملداری جسے پیرس کی طرح اور سب جگہوں پر بھی ٹوٹ پھوٹ کر ہٹ جانا تھا۔

شروع سے کمیون کو یہ مان لینا پڑا کہ جب مزدور طبقے کے ہاتھ میں ایک بار اختیارات آ گئے تو ممکن نہیں کہ وہ اسی پرانی سرکاری مشین سے کام لیتا رہے۔ جو برتری کی حیثیت اس طبقے نے چھین کر حاصل کی ہے، کہیں یہ پھر نہ جاتی رہے، اس

کے لئے ضروری ہے کہ ایک طرف تو اس پرانی مشینری سے نجات پائی جائے جو زور زبردستی سے کام لیتی تھی اور خود مزدور طبقے کے خلاف ہی استعمال کی جاتی تھی، اور دوسری طرف اپنے ہی مقرر کیئے ہوئے نمائندوں اور عہدیداروں سے بچاؤ کی یہ صورت رکھی جائے کہ بلا رعایت ہر ایک کو ممبری یا عہدے سے ہٹا دینے کا اختیار ہر وقت حاصل رہے۔ پہلے کی حکومت کی خاصیت کیا تھی؟ سماج نے شروع میں کارگزاری کے الگ الگ خانے بنا کر اپنے دست و بازو یا خاص ادارے تیار کئے تا کہ وہ اس کے مفادات کی نگرانی رکھیں۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ ادارے یا محکمے، جن کے سر پر خودسرکاری اقتدار کھڑا تھا، اپنی ذاتی مصلحتیں پوری کرنے کی خاطر، سماج کے خدمت گزار ہونے کی بجائے سماج کے آقا بنتے چلے گئے۔ یہ بات مثال کے طور پر صرف موروثی بادشاہی میں نہیں بلکہ جمہوری ریپبلک میں بھی اسی طرح نظر آتی ہے۔ شمالی امریکہ کو لیجئے جہاں "سیاست دانوں "نے خود کو قوم کا ایک ایسا الگ تھلگ اور طاقتور حصہ بنالیا ہے جو اور کہیں نہ ہوگا۔ وہاں دونوں بڑی سیاسی پارٹیاں جن میں سے کوئی ایک برسر اقتدار ہوتی ہے، ایسے لوگوں کے قبضہ قدرت میں رہتی ہیں جنہوں نے سیاست کو اپنا کاروبار بنا رکھا ہے اور شمالی امریکی یونین کی اور الگ الگ ریاستوں کی قانون ساز اسمبلیوں میں نشستیں دلانے کا بازار بھاؤ ہاتھ میں رکھتے ہیں یا اپنی اپنی پارٹی کے لئے تحریک چلا کر روزی کماتے اور پارٹی کے جیتنے پر اس کا انعام وصول کرتے ہیں۔ مشہور بات ہے کہ پچھلے تیس سال سے امریکہ والے کوشش میں ہیں کہ اس بلا کو اپنے سر سے اتاریں جو نا قابل برداشت ہو چکی ہے، لیکن سارے جتن کر لینے کے باوجود وہ بدعنوانی کی اس دلدل میں اور دھنستے جا رہے ہیں۔ خاص طور پر امریکہ میں یہ منظر آنکھوں کے

سامنے ہے کہ سرکاری اقتدار اپنے آپ کو اسی سماج سے الگ ایک وجود بنانے کا عمل کیوں کر اختیار کرتا ہے جس سماج کا شروع میں اسے ایک آلہ کار بنانا سوچا گیا تھا۔ یہاں نہ تو کوئی پشتینی بادشاہی ہے، نہ امیر دربار دار، اور مقامی انڈین آبادی پر نگرانی رکھنے والے مٹھی بھر سپاہیوں کے علاوہ نہ کوئی باقاعدہ فوج ہے، نہ سرکاری نوکریاں اور مستقل عہدے اور نہ پنشن کا حق۔ پھر بھی دیکھئے تو دو بڑے سیاسی بولی لگانے والے گروہ ہیں جو باری باری سرکاری اقتدار اپنی مٹھی میں لیتے رہتے ہیں اور بہت گرے ہوئے ہتھکنڈوں سے اور نہایت گندی غرضوں کے لئے اس کا استعمال کرتے ہیں۔ لیکن پوری قوم سیاست دانوں کے ان دو بڑے کارٹلوں کے آگے بالکل بے بس ہے، جو بظاہر قوم کے خادم لیکن اصل میں خدمت لینے اور اسے ٹھگنے والے ہیں۔

سرکار اور سرکاری اداروں یا محکموں کے اس طرح سماج کے خدمت گزار بننے کی بجائے اس کے مالک بن بیٹھنے کی جو یہ کایا کلپ ہوتی ہے، جو پہلے کی تمام سرکاروں میں بہر حال چلتی رہی، کمیون نے اسی کا توڑ کرنے کے لئے دو بے خطا تدبیریں اختیار کیں۔ اول تو یہ کہ اس نے سارے عہدے، چاہے وہ انتظامی ہوں، عدالتی یا تعلیمی، تمام لوگوں کے ووٹ سے انتخابی کر دئے اور ووٹ دینے والوں کو یہ بھی اختیار دیا کہ جب چاہیں، مقررہ عہدے دار کو ہٹا دیں۔ دوسرے یہ کہ تمام عہدے داروں کی تنخواہ، چاہے وہ اونچے ہوں یا نیچے، وہی رکھی جو مزدوروں کو ملتی۔ کمیون نے بڑی سے بڑی تنخواہ چھ ہزار مارک مقرر کی تھی۔ اس طرح عہدے تاکنے اور نوکریوں کی سیڑھی چڑھ جانے کے راستے میں ایک کارگر رکاوٹ کھڑی کر دی۔ اوپر سے یہ بندش بھی بڑھا دی کہ نمائندہ اداروں میں جو لوگ چناؤ کے راستے پہنچیں

وہ اپنے حلقے کی مرضی کے پابند رہیں گے۔

پہلے کی سرکاری طاقت کا یوں پرزے اڑانا (sprengung) اور نئی اور صحیح معنوں میں جمہوری طاقت کا اس کی جگہ لینا "خانہ جنگی" کے تیسرے حصے میں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ لیکن یہاں بھی اس کے بعض پہلوؤں کا مختصر تذکرہ ضروری تھا کیونکہ جرمنی میں خاص کر اسٹیٹ پر ایک عینی فلسفے سے ہوتا ہوا دل و دماغ میں بیٹھ گیا ہے اور صرف بورژوازی کے نہیں بلکہ بہت سے مزدوروں کے دلوں میں بھی اس نے جگہ بنا لی ہے۔ فلسفیانہ تصور کہتا ہے کہ اسٹیٹ "خیال کا عملی جامہ پہننا" ہے یا زمین پر "حکومت الٰہیہ" ہے جسے فلسفے کے لفظوں میں یوں کہیں گے کہ وہ دائرہ کار جس میں ابدی سچائی یا انصاف کا بول بالا ہوتا ہے یا ہونا چاہئے۔ یہیں سے وہ غیبی عقیدہ بنتا ہے جس سے اسٹیٹ کے اور اس کے متعلقات کے سامنے لوگوں کے سر جھک جاتے ہیں۔ وہ اور بھی جڑ پکڑ لیتا ہے کیوں کہ لوگوں کے تخیل میں بچپن سے یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ پورے سماج کے مشترکہ معاملات اور مصلحتوں کا خیال رکھنے کی بس وہی ایک صورت ہے جو پہلے سے چلی آرہی ہے یعنی اسٹیٹ یا سرکار اور اس کے بڑی بڑی تنخواہیں پانے والے عہدے داروں کے ذریعے ہی یہ دیکھ بھال ہوسکتی ہے۔ لوگ سوچتے ہیں کہ موروثی بادشاہی پر سے اپنا عقیدہ ہٹا کر اور جمہوری ریپبلک پر ایمان لاکر انہوں نے بہت ہی غیر معمولی دلیری کا قدم اٹھایا ہے۔ سچ پوچھئے تو اسٹیٹ محض ایک مشین ہے جسے ایک طبقہ دوسرے طبقے کو اپنے دباؤ میں رکھنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ اور یہ عمل جیسا بادشاہی دور میں تھا ویسا ہی جمہوری ریپبلک میں ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہی کہ پرولتاریہ اپنے طبقے کے حاوی ہوجانے کی جنگ جیتنے کے بعد بھی اس برائی کو اگلوں کی وراثت میں پائے گا

تو جیسا کمیون نے کیا، فتح مند پرولتاریہ کو بھی کرنا ہوگا کہ اس وراثت کے بدترین پہلوؤں کو جتنا جلد ممکن ہو، چھانٹ کر نکال پھینکے اور باقی اس وقت تک چلتا رہے جب تک کہ وہ نسل پروان نہ چڑھے جو نئے آزادانہ سماجی حالات میں پلی ہو اور ریاست کے پورے کاٹھ کباڑ کو اٹھا کر کوڑے کے ڈھیر میں پھینکنے کے قابل نہ ہو جائے۔

ادھر کچھ عرصے سے سوشل ڈیموکریٹک (سماجی جمہوریت پسند) کم ظرفوں (13) کے دلوں میں پرولتاری ڈکٹیٹری کے لفظ سے دہشت بیٹھنے لگی ہے۔ اچھا تو جناب والا، کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ پرولتاری ڈکٹیڑی کیسی ہوتی ہے؟ پیرس کمیون ملاحظہ فرمائے۔ یہی تھی پرولتاری ڈکٹیٹری۔ لندن، پیرس، کمیون کی 20 ویں سالگرہ کے موقع پر 18 مارچ 1891۔ فرانس اور پرشیا کی جنگ پر پہلا خط جو انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن کی جنرل کونسل نے بھیجا 14۔

یورپ اور امریکہ میں ایسوسی ایشن کے ممبران کے نام

انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن کے نومبر 1864 والے ''تاسیسی مینی فسٹو'' میں ہم نے کہا تھا کہ: ''محنت کش طبقوں کے سر کا بوجھ اتارنے کے لئے اگر ضروری ہے کہ ان میں برادرانہ ہم آہنگی ہو تو وہ اپنے اس شاندار مشن کو اس خارجہ پالیسی کے ہوتے ہوئے کیوں کر پورا کر سکتے ہیں جس کی نیت میں فتور ہو، اور جو قومی تعصب بھڑکا کر لوگوں کا لہو اور دھن دولت غارت گری کی جنگ میں بہا دینے پر تلی ہو؟'' انٹرنیشنل جس خارجہ پالیسی کو مانتا ہے، اس کی تعریف ہم نے ان لفظوں میں کی تھی'' اخلاقی برتاؤ اور انصاف کے وہی سیدھے سادے اصول جو افراد کے ذاتی بیوہار میں برتے جانے چاہئیں قوموں کے باہمی معاملات میں بھی انھی کو حرف آخر سمجھ کر

اختیار کیا جائے''۔

کچھ تعجب کی بات نہیں کہ لوئی بوناپارٹ، وہ شخص جس نے فرانس میں طبقوں کے درمیان لڑائی سے فائدہ اٹھا کر طاقت ہتھیائی، اور وقتاً فوقتاً دوسرے ملکوں سے جنگ چھیڑ کر اس کی طاقت مٹھی میں رکھے ہوئے تھا، پہلے دن ہی سے انٹرنیشنل کو ایک خطرناک دشمن شمار کر رہا ہے۔ عین اس وقت جب عام رائے شماری ہونے والی تھی 15 اس نے انٹرنیشنل کی انتظامی کمیٹیوں کے ممبروں پر سارے فرانس میں چھاپے مارنے کا حکم دے دیا، پیرس لیون، روآن، مارسیلز، بریست وغیرہ میں چھاپے مارے گئے اور بہانہ یہ کہ انٹرنیشنل ایک خفیہ سوسائٹی ہے جو اسے قتل کرنے کی سازش میں لگی ہے۔ یہ ایسا جھوٹا بہانہ تھا کہ خود اسی کے ججوں نے تھوڑے دن بعد اس کے بے تکے پن کی قلعی کھول دی۔ انٹرنیشنل کی فرانسیسی شاخوں کا اصلی جرم کیا تھا؟ انہوں نے فرانسیسیوں سے ڈنکے کی چوٹ پر زور دے کر یہ کہا کہ رائے شماری میں ووٹ دینا ملک کے اندر من مانی حکومت اور ملک کے باہر جنگوں کے حق میں ووٹ دینا ہے۔ انہی کی کوششوں کا ثمرہ تھا کہ فرانس کے تمام بڑے بڑے شہروں اور صنعتی مرکزوں میں مزدور طبقہ ایک ہو کر اٹھا اور اس نے رائے شماری کو ٹھکرا دیا۔ بدقسمتی سے دیہاتی حلقوں میں جہالت کے بوجھ نے ترازو کا پلڑا دوسری طرف جھکا دیا۔ یورپ کے اسٹاک ایکسچینجوں، وزارتوں، حاکم طبقوں اور اخبارات نے رائے شماری پر خوب بغلیں بجائیں کہ یہ فرانس کے مزدور طبقے پر فرانسیسی شہنشاہ کی شاندار فتح ہے، حالانکہ یہ ایک اشارہ تھا کسی ایک آدمی کے گلے پر نہیں، بلکہ قوموں کے گلے پر چھری پھیر دینے کا اشارہ۔

جولائی 1870 میں جنگ چھیڑنے کی سازش (16) دسمبر 1851 میں

حکومت کا تختہ الٹنے کا دوسرا ترمیم شدہ ایڈیشن تھی، اور کچھ نہیں۔ پہلی نظر میں یہ بات اتنی واہیات معلوم ہوتی تھی کہ جنگ کے چرچے پر فرانس نے شروع میں کان ہی نہیں دھرے۔ بلکہ اس ممبر (ژیول فاور) کی بات کو زیادہ قابل اعتبار سمجھا جس نے کہا تھا کہ وزیروں کی جنگی دھواں دھار تقریریں شیئر بازار کو جھانسا دینے کے لئے ہیں۔ آخر کار 10 جولائی کا دن آیا جب قانون ساز اسمبلی کے سامنے جنگ کا سرکاری اعلان کیا گیا تو پورے فریق مخالف نے ابتدائی خرچوں کی منظوری دینے سے صاف انکار کر دیا۔ تیئر تک نے اس جنگ کو "ناگوار" کہا اور پیرس کے تمام آزاد اخباروں نے اس کی مذمت کی۔ کمال تو یہ ہوا کہ صوبائی اخباروں تک نے قریب قریب اتفاق رائے سے جنگ کی مخالفت کی۔

اس عرصے میں انٹرنیشنل کے پیرس والے ممبر پھر اپنے کام میں لگ گئے۔ 12 جولائی کے Revel (17) میں "تمام قوموں کے محنت کشوں کے نام" انہوں نے اپنا مینی فیسٹو شائع کیا جس کے بعض اقتباس ہم یہاں دے رہے ہیں۔

"یورپی توازن کے نام پر اور قومی عزت کا واسطہ دے کر سیاسی امنگوں نے پھر دنیا کے امن کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ فرانس، جرمنی اور اسپین کے محنت کرنے والو، آؤ، ہم سب آواز ملا کر جنگ کے خلاف مذمت کا نعرہ لگائیں! اپنا رتبہ اونچا رکھنے کی خاطر، یا کسی شاہی خاندان کے حق کے لئے جنگ کرنا مزدوروں کی نظر میں ایک احمقانہ جرم کے سوا کچھ نہیں۔ ہم لوگ، جو امن، روزگار اور آزادی کے حامی ہیں، ہم ایسے لوگوں کے جنگی طنطنے کے خلاف احتجاج کرتے ہیں جنہوں نے خود کو "خون کے ٹیکس" سے بری سمجھ رکھا ہے اور جن کے لئے سماج کی مصیبت صرف ایک سرچشمہ ہے نئی سٹہ بازی کا! جرمن بھائیو، اگر ہم میں پھوٹ پڑی تو اس کا خمیازہ یہ

بھگتنا پڑے گا کہ دریائے رائن کے دونوں کناروں پر من مانی حکمرانی پوری طرح قدم جمالے... تمام ملکوں کے محنت کشو! چاہے فی الحال ہماری مشترکہ کوششوں کا کوئی بھی نتیجہ نکلے لیکن ہم، انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن کے ممبر، جن کے نزدیک ریاستی سرحدوں کا کوئی وجود نہیں، ہم آپ کو اپنے اٹوٹ برادرانہ رشتے کی نشانی سمجھ کر فرانس کے مزدوروں کی طرف سے دلی تمنائیں اور سلام بھیجتے ہیں۔"

ہماری پیرس کی شاخوں کے اس مینی فیسٹو کے بعد اسی طرح کے کئی فرانسیسی اعلان نکلے جن میں سے یہاں صرف ایک نیئی سیور سیین صوبے کا اعلان کا حوالہ دے سکتے ہیں جو اخبار marseillaise میں (18) جولائی کی 22 تاریخ کو شائع ہوا۔

" کیا یہ جنگ برحق ہے؟ نہیں۔ کیا یہ جنگ قومی ہے؟ نہیں۔ یہ جنگ محض موروثی بادشاہی کی ہے۔ انسانیت کا، جمہوریت کا اور فرانس کے سچے مفاد کا واسطہ دے کر ہم لوگ، جنگ کے خلاف انٹرنیشنل کے احتجاج سے پوری یک دلی اور قوت کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔"

ان احتجاجوں نے فرانسیسی محنت کشوں کے صحیح جذبات ظاہر کئے تھے اور بہت دن نہ گزرنے پائے کہ ایک عجیب وغریب اتفاق سے یہ بات ثابت ہوگئی۔ ہوا یہ کہ دس دسمبر والوں کی ٹولی 19 کو، جو شروع میں لوئی بونا پارٹ کی ریپبلکن صدارت کے سائے میں تیار ہوئی تھی، مزدوروں کی کرتی پہنا کر جب پیرس کی سڑکوں پر نکالا گیا کہ اپنے کرتبوں سے لوگوں کا جنگی موڈ دکھا دیں تو پاس کی بستیوں کے اصلی مزدوروں نے امن کے حق میں ایسے زبردست جلوس نکالے کہ پولیس پریفیکٹ پیئتری نے اس میں خیریت سمجھی کہ سڑکوں کی اس سیاست کا سلسلہ فوراً بند کر دے اور

اس نے یہ کہہ کر مظاہرے روک دیئے کہ پیرس کے اصلی باشندوں نے اپنے وطنی جوش وخروش کا اور جنگی غیظ وغضب کا جتنا مظاہرہ کرلیا، بس وہی کافی ہے۔

پروشیا کے ساتھ لوئی بونا پارٹ کی جنگ چاہے کسی کل بیٹھے مگر پیرس میں تو دوسری شہنشاہی کی موت کی گھنٹی بج چکی۔ یہ دوسری شہنشاہی جس گھٹیا سوانگ سے شروع ہوئی تھی اسی پر ختم بھی ہونی ہے۔ تاہم بھولنے کی بات نہیں کہ یہ یورپ کی حکومتیں اور حاکم طبقے ہی ہیں جنھوں نے لوئی بونا پارٹ کو اٹھارہ سال سے بانس پر چڑھا کر پھر سے جمائی ہوئی شہنشاہی کا بے درد تماشا کرایا تھا۔

رہا جرمنی کا معاملہ، تو اس کے لئے یہ اپنے بچاؤ کی جنگ ہے۔ مگر کون ہے جس نے جرمنی کو اپنے بچاؤ پر مجبور کیا؟ کس نے لوئی بونا پارٹ کو اس قابل کیا کہ وہ جرمنی پر ہتھیار اٹھائے؟ پروشیا نے۔ وہ بسمارک ہے جس نے اس شخص لوئی بونا پارٹ سے سانٹھ گانٹھ کر کے یہ قدم اٹھوایا تا کہ اپنے ملک پروشیا میں جمہوری مخالفت کو کچل ڈالے اور جرمنی کو ہوہینز ولرن کی موروثی بادشاہت میں جوڑ لے۔ اگر جرمنی سادووا کے مقام پر جنگ جیتنے کے بجائے ہار گیا ہوتا تو فرانسیسی بٹالینیں پروشیا کے حلیف کی حیثیت سے جرمنی کو روندتی ہوئی بڑھ جاتیں۔ کیا پروشیا نے اپنی فتح کے بعد ایک لمحے کو بھی یہ سوچا کہ دبے ہوئے فرانس کے مقابلے پر آزاد جرمنی کو کھڑا کر دیا جائے؟ نہیں۔ اس کے بالکل برخلاف۔ اپنے پرانے سسٹم کی تمام فطری خوبیاں باقی رکھتے ہوئے، اس نے دوسری سلطنت کے سارے ہتھکنڈے بھی اپنا لئے۔ اس کی سچی من مانی حکمرانی، اور جھوٹ موٹ کی جمہوریت پسندی، اس کے سیاسی کرتب اور مالی کرتوت، بلند بانگ لفظوں کا طومار لیکن گرے ہوئے اطوار۔ بونا پارٹ کی عملداری اب تک تو دریائے رائن کے صرف ایک کنارے پر بہار دے

رہی تھی، اب دوسرے کنارے پر بھی اس کا نقلی نمونہ بن کر تیار ہو گیا۔ جب حالت یہ ہو تو جنگ کے سوا اور کیا امید ہو سکتی تھی؟

اگر کہیں جرمن مزدور طبقے نے اس جنگ کو اپنے بچاؤ کی حد سے گزرنے دیا اور اسے فرانسیسی عوام کے خلاف جنگ کی طرف بہک جانے دیا تو چاہے فتح ہو یا شکست، دونوں حالتوں میں تباہی و بربادی یقینی ہے۔ نام نہاد آزادی کی جنگ لڑ لینے کے بعد سے جرمنی پر جو مصائب آئے ہیں وہ اور بھی شدت سے ٹوٹ پڑیں گے۔

لیکن انٹرنیشنل اصول جرمن مزدور طبقے میں اتنے عام ہیں اور اس قدر گہری جڑیں پکڑے ہوئے ہیں کہ ان کی طرف سے ایسی افسوسناک بدگمانی نہیں رکھنی چاہئے۔ فرانسیسی محنت کشوں کی صدا جرمنی سے صدائے بازگشت لے کر پھری ہے۔ برنشویگ میں 16 جولائی کو مزدوروں کے ایک عام جلسے نے پیرس والے مینی فیسٹو سے پورا اتفاق رائے ظاہر کیا ہے اور فرانس سے کسی قومی ناچاقی کو بے جا قرار دیا ہے۔ اس جلسے کی تجویز ان لفظوں پر تمام ہوتی ہے۔

"ہم ہر قسم کی جنگ کے دشمن ہیں، خاص طور سے ان جنگوں کے جو شاہی خاندانوں کے لئے کی جائیں۔۔۔ نہایت افسوس اور رنج کیساتھ ہم اپنے بچاؤ کی جنگ لڑنے پر مجبور ہوئے ہیں، ایسی برائی اختیار کرنے پر، جس سے کوئی فرار نہیں۔ لیکن ساتھ ہی ہم پورے جرمن مزدور طبقے کو آواز دیتے ہیں کہ وہ اس قسم کی بے پناہ سماجی آفت کے لئے آئندہ کوئی امکان نہ چھوڑے۔ خود لوگوں (قوموں) کو یہ اختیار دلوا کر کہ وہ جنگ اور امن کا فیصلہ آپ کر سکیں اور اپنی تقدیر کے آپ مالک ہوں۔"

خیمنتز کے مقام پر سیکسونیا کے ۵۰ ہزار مزدوروں کے نمائندوں کے ایک بڑے جلسے میں اس مضمون کی تجویز اتفاق رائے سے منظور ہوئی:

"ہم لوگ عام طور پر جرمن جمہوریت کی طرف سے، اور خاص کر ان محنت کشوں کی طرف سے جو سوشل ڈیموکریٹک پارٹی میں ہیں، اعلان کرتے ہیں کہ موجودہ جنگ خاندانی بادشاہت کی جنگ ہے۔۔۔ہمیں وہ برادرانہ ہاتھ تھام کر خوشی ہوتی ہے جو فرانس کے مزدوروں نے ہماری طرف بڑھایا ہے۔۔۔انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن کے اس نعرے کو "دنیا کے مزدور، ایک ہو!" ذہن میں رکھتے ہوئے ہم یہ کبھی نہیں بھول سکتے کہ سبھی ملکوں کے محنت کش ہمارے دوست ہیں اور سبھی ملکوں کے من مانے حاکم ہمارے دشمن ہیں۔"

انٹرنیشنل کی برلن والی شاخ نے بھی پیرس کے مینی فسٹو کا جواب دیا:

"ہم دل وجان سے آپ کے احتجاج میں شریک ہیں۔۔۔اور پکا عہد کرتے ہیں کہ چاہے جنگ کا بگل ہو یا توپ کی گرج چاہے فتح ہو یا شکست، ہمیں اس مشترکہ کام سے کوئی نہیں ہٹا سکتا جو تمام ملکوں کے محنت کے سپوتوں کو متحد کرنے کے لئے ہم کر رہے ہیں۔"

ایسا ہی ہو!

خودکشی کے اس جنگی ہنگامے کے پس منظر میں روس کا سیاہ سایہ منڈلا رہا ہے۔ یہ ایک برا شگون ہے کہ موجودہ جنگ کا سگنل ایسے وقت میں دیا گیا جب ماسکو سرکار نے موقع کی جگہوں پر ریلوے لائنیں بچھانے کا کام پورا کرلیا اور دریائے پروتھ کی سمت دھڑا دھڑ فوجیں بھیجی جانے لگیں۔ بونا پارٹ کی چڑھائی کے مقابلے میں

جرمنوں کو اپنے بچاؤ کی جنگ لڑتے وقت جو ہمدردیاں حاصل ہو سکتی ہیں، اگر کہیں انہوں نے یہ موقع دیا کہ پروشیا کی سرکار کزاکوں کی مدد طلب کرے یا اسے منظور کرے تو وہ فوراً ساری ہمدردیاں کھودیں گے۔ جرمنی کو خوب یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے نپولین بوناپارٹ سے جب اپنی آزادی کی جنگ لڑی تھی، اس کے کئی نسل بعد وہ زار روس کے قدموں میں پڑا رہا۔

انگلینڈ کا مزدور طبقہ بھی فرانسیسی اور جرمن محنت کش عوام کی طرف بھائی چارے کا ہاتھ بڑھا رہا ہے۔ اسے اچھی طرح یقین ہے کہ آنے والی ہولناک جنگ چاہے جو موڑ لے، لیکن وہ وقت آئے گا کہ تمام ملکوں کہ محنت کش طبقوں کا اتحاد ہر قسم کی جنگوں کا خاتمہ کردے گا۔ خود یہ حقیقت، کہ جب فرانس اور جرمنی کے سرکاری حلقے ایک دوسرے کے خلاف برادر کشی کی جنگ میں اترے ہوئے ہیں، دونوں ملکوں کے محنت کش ایک دوسرے کو امن اور خیر خواہی کے پیغام بھیج رہے ہیں۔ یہ شاندار حقیقت، جو ماضی کی تاریخ میں اپنا جواب نہیں رکھتی، ایک روشن مستقبل کی راہ دکھا رہی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اقتصادی بربادیوں اور سیاسی سرساموں والے پرانے سماج کے مقابلے میں ایک نیا سماج ابھر رہا ہے جس کا بین الاقوامی اصول ہوگا۔ امن، کیوں کہ ہر قوم کی حکمرانی اسی ایک ہاتھ میں ہوگی، محنت کے ہاتھ میں!

اس نئے نظام معاشرت کی پیشوا ہے انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن۔

256، ہائی ہولبورن،

لندن، ویسٹرن سنٹرل،

23 جولائی، 1870

مارکس نے 19 اور 23 جولائی 1870 کے درمیان تحریر کیا۔

انگریزی میں جولائی 1870 میں پہلے دستی اشتہار کی شکل میں چھپا۔ پھر لیف لیٹ کے علاوہ، جرمن، فرانسیسی اور روسی اخبارات میں اگست ستمبر 1870 میں شائع ہوا

دستی اشتہار کے پہلے انگریزی ایڈیشن کی لفظ بلفظ عبارت سے ترجمہ کیا گیا ہے، جس کا دوسرے 1870 والے انگریزی ایڈیشن اور جرمن ایڈیشن سے مقابلہ کیا گیا۔

فرانس اور پروشیا کی جنگ پر انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن کی جنرل کونسل کا دوسرا خط

یورپ اور امریکہ میں ایسوسی ایشن کے ممبروں کے نام۔

23 جولائی کے اپنے پہلے خط میں ہم نے کہا تھا کہ "دوسری شہنشاہی کی موت کی گھنٹی پیرس میں بج چکی ہے۔ یہ دوسری شہنشاہی جس گھٹیا سوانگ سے شروع ہوئی تھی، اسی پر ختم بھی ہونی ہے۔ تاہم بھولنے کی بات نہیں کہ یہ یورپ کی حکومتیں اور حاکم طبقے ہی ہیں جنھوں نے لوئی بوناپارٹ کو اٹھارہ سال سے بانس پر چڑھا کر پھر سے جمائی ہوئی شہنشاہی کا بے درد تماشہ کرایا تھا۔

اس طرح جنگ کی کاروائی شروع ہونے سے پہلے ہی ہمیں نظر آ گیا تھا کہ لوئی بوناپارٹ کا صابن کا جھاگ اب گئی گزری بات ہے۔ دوسری شہنشاہی کے کس بل کا اندازہ کرنے میں ہم نے ٹھوکر نہیں کھائی اور نہ اس اندیشے میں ہم سے غلطی ہوئی کہ کہیں جرمنی کی "جنگ اپنے بچاؤ کی حد سے گزر کر فرانسیسی عوام کے خلاف جنگ کی طرف نہ بہک جائے۔ سچ پوچھئے تو بچاؤ کی جنگ اسی وقت ختم ہوگئی تھی جب لوئی

بوناپارٹ نے ہتھیار ڈالے، سیدان میں فوجوں نے شکست کھائی اور پیرس میں ریپبلک کا اعلان ہو گیا۔لیکن ان واقعات سے بہت پہلے، اسی وقت جب شہنشاہی فوجوں کا پول کھل چکا تھا، پروشیا کے فوجی ٹولے (camarilla) نے فرانس پر قبضہ کرنے کی نیت باندھ لی تھی۔ان کی راہ میں بس ایک ناگوار رکاوٹ کھڑی تھی، یعنی لڑائی شروع ہوتے وقت قیصر ولہلم کا اپنا اعلان جنگ۔شمالی جرمن رائخ ستاگ کے نام قیصر نے تخت کی طرف سے تقریر کرتے وقت یہ پختہ عہد کیا تھا کہ جو لڑائی لڑی جائے گی وہ شہنشاہ فرانس کے خلاف ہو گی، فرانسیسی عوام کے خلاف نہیں۔گیارہ اگست کو اس نے فرانسیسی قوم کے نام ایک اعلان شائع کیا جس میں وہ کہتا ہے

"شہنشاہ نپولین نے خشکی اور تری کے راستے چونکہ اس جرمن قوم پر حملہ کر دیا ہے جو فرانس والوں کے ساتھ پہلے بھی امن سے رہنا چاہتی تھی اور اب بھی یہی چاہتی ہے،لہذا میں نے جرمن فوجوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی ہے تاوقتیکہ اس کے حملے کو پسپا کردوں اور یہ فوجی صورت حال کا تقاضا تھا کہ فرانس کی سرحد پار کی جائے۔"

اس جنگ میں جو اپنے بچاؤ کی نوعیت اسے اجاگر کرنے میں قیصر ولہلم نے صرف ہی نہیں کہا کہ "حملے کو پسپا کرنے کے لئے "جرمن فوجوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی ہے بلکہ یہ بھی بڑھا دیا کہ "فوجی صورت حال کا تقاضا" تھا کہ فرانس کی سرحد پار کی جائے۔اپنے بچاؤ کی جنگ میں، یقیناً یہ بھی ہوتا ہے کہ "فوجی صورت حال کے تقاضے" سے بڑھ کر حملہ کیا جائے۔

چنانچہ یہ نیک طینت بادشاہ فرانس کے اور ساری دنیا کے سامنے اپنے اس عہد

کا پابند ٹھہرا کہ جنگ صرف اپنے بچاؤ کی حد تک کی جائے گی۔ اب اس عہد سے اسے بری کیسے کیا جائے؟ تماشے کا بندوبست کرنے والوں کو یہ سوانگ رچانا تھا کہ جرمن قوم کے دباؤ کی تاب نہ لا کر بادشاہ سلامت کو اپنی مرضی کے بغیر جھکنا پڑا ہے۔

انہوں نے آزاد خیال جرمن درمیانی طبقے کو، جس میں پروفیسر، سرمایہ دار، میونسپل کونسلر، اور اخبار نویس شامل ہیں، اشارہ کر دیا۔ درمیانی طبقے کے لوگ جو شہری آزادی کی خاطر اپنی جدوجہد میں 1846 سے 1870 تک ہچکچاہٹ کا، نااہلی کا، اور بزدلی کا بے مثال منظر پیش کرتے رہے تھے، ایک دم خوشی سے دمک اٹھے کہ انہیں یورپ کے اسٹیج پر جرمن وطن پروری کے دھاڑتے ہوئے شیر کی طرح اچھل کود کرنا تھی۔ اس طبقے کی شہری آزادی بھی کھل کر سامنے آ گئی کہ وہ پروشیا کی حکومت کو خود اسی کے خفیہ منصوبے پورے کرنے پر مجبور کرنے کا دکھاوا کر رہا تھا۔ لوئی بونا پارٹ کے اٹل اور بے خطا ہونے پر اس طبقے کو جو ایک زمانے سے پکا ایمان دار تھا، اب اس گناہ کا کفارہ یوں ادا کرنا پڑ رہا ہے کہ فرانسیسی ریپبلک کا شیرازہ بکھیرنے کے حق میں شور مچایا جائے۔ آئیے، ذرا سنیں تو کہ یہ شیر دل دیش بھگت کیا کیا خاص دعوے کر رہے ہیں۔

وہ یہ بات بنانے کی تو ہمت نہیں کرتے کہ الزاس اور لارین علاقے کے لوگ جرمنی کی آغوش میں آنے کو بے قرار ہیں۔ اصلیت اس کے برعکس ہے۔ استراسبورگ کا شہر، جس کا قلعہ الگ تھلگ کھڑا ہوا پورے منظر پر حاوی ہے، اسے فرانسیسی حب وطن کی سزا دینے کے لئے چھ دن تک "جرمن" آتشی گولوں کی زد میں لے کر بے تحاشہ اور بے وجہ گولہ باری سے پھونک ڈالا گیا اور اس کے نہتے، بے بس لوگوں کی بڑی تعداد مٹی میں ملا دی گئی۔ پھر بھی کہنے کو چونکہ ان صوبوں کی سرزمین

کبھی کسی زمانے میں مرحوم جرمن سلطنت میں (20) رہ چکی ہے، اس لئے یہ زمین اوراس پر بسنے والے، دونوں جرمنی کی غیر منقولہ جائداد قرار دے کر ضبط کر لئے جائیں۔ اگراسی طرح قدیم کے حامیوں کا شوق پورا کرنے میں یورپ کے پرانے نقشے کوپھر سے بحال کیا جائے تو یہ ہرگز نہیں بھولنا چاہئے کہ برانڈن برگ کاللکٹور بھی پروشیائی علاقوں کے والی ریاست کی حیثیت سے پولینڈ کی ریپبلک کا باج گزار تھا(21)

تاہم جو زیادہ ہوشیار محبان وطن ہیں، وہ الزاس صوبےاورلارین کے جرمن زبان بولنے والے علاقے کوفرانسیسی حملہ آوری کے توڑ پر ایک " ٹھوس ضمانت " کہہ کرلینا چاہتے ہیں اس گھٹیا چال نے چونکہ بہت سے کم نظرلوگوں کو آنکھوں میں دھول جھونک دی ہےتو ہمارافرض ہے کہ ذرا تفصیل سے اس پر روشنی ڈالیں۔

اس میں شک نہیں کہ رائن کے دوسرے کنارے کی نسبت سے الزاس کی عام ساخت اور بازل اور گیرمیر سگیئم کے تقریباً بیچوں بیچ استراسبورگ جیسے بڑے قلعہ بند شہر کاواقع ہونا جنوبی جرمنی پر چڑھائی کرنے میں کچھ دشواریاں پیدا کرتا ہے۔اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ الزاس کواورلارین کے جرمن بولنے والے علاقے کو اگر مان لیا جائے تو جنوبی جرمنی کے ہاتھ اتنی مضبوط سرحد آجائے گی کہ وہ ووسگیس پہاڑی سلسلے کی ایک چڑھائی پر پوری طرح حاوی ہوجائے گااور وہ قلعے بھی اس کے قبضے میں رہیں گے جوشمالی دروں کے پہرہ دار ہیں۔ اگراس کے ساتھ میتز بھی ملالیا جائے تو پھر جرمنی کے خلاف جنگی کاروائی کرنے میں فرانس اپنے دو خاص گڑھ فی الحال کھودے گالیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ نانسی یا ویردیں کے مقام پر نئے گڑھ بنانے سے رک جائے۔ جب خود جرمنی کے پار کوبلینٹس ، مائنس ، گیرمیر سگیئم،

رشٹاڈ اور اولم جیسے ٹھکانے فرانس پر کاروائی کرنے کے لئے موجود ہیں اور موجودہ جنگ میں ان کا جی بھر کر استعمال بھی ہوا ہے تو پھر اس میں جلنے کی کیا بات ہے۔اگر فرانس کے پاس دریا پار صرف دو اہم قلعے رہتے ہیں استراسبورگ اور میتز۔پھر یہ بھی کہ استراسبورگ سے جنوبی جرمنی کو صرف اسی حالت میں خطرہ ہوگا جب شمالی جرمنی سے علیحدہ ایک طاقت ہو۔1792 سے 1795 تک جنوبی جرمنی پر اس سمت سے کبھی چڑھائی نہیں ہوئی کیوں کہ انقلاب فرانس کے خلاف جنگ میں پروشیا خود ایک فریق تھا۔لیکن جیسے ہی پروشیا نے 1790 میں اپنے طور پر صلح نامہ (22) کرکے ،جنوبی جرمنی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا تو جنوبی جرمنی پر چڑھائی شروع ہوگئی جو 1809 تک چلی اور استراسبورگ نے جنگی اڈے کا کام دیا۔واقعہ یہ ہے کہ ایک متحدہ جرمنی استراسبورگ کے گڑھ کو اور الزاس میں کسی بھی فرانسیسی فوج کو، جیسا کہ موجودہ جنگ میں کیا، اس طرح بے اثر کرسکتی ہے کہ سارلوئی اور لانداؤ مقامات کے درمیان اپنی فوجیں جمع کردے اور مائنس اور میتز کے درمیان سڑک کے کنارے کنارے فوج آگے بڑھا دے یا لڑنا منظور کرے۔جرمن فوجوں کی بھاری تعداد وہاں تعینات وہ تو پھر کوئی فرانسیسی فوج جو استراسبورگ سے جنوبی جرمنی میں پیش قدمی کرے گی دونوں بازوؤں سے گھر جائے گی اور عقب سے اس کے درمیانی رابطے خطرے میں پڑیں گے۔اگر حال کی جنگی مہم نے کچھ ثابت کیا ہے تو یہ کہ جرمنی سے فرانس پر چڑھائی کرنے کی سہولت موجود ہے۔

لیکن ایمان داری سے جانچیے تو کیا یہ محض حماقت اور دقیانوسی پن نہیں ہے کہ فوجی مصلحتوں کو وہ اصول مانا جائے جس کی رو سے قوموں کی سرحدیں طے پائیں؟ اگر اسی اصول پر عمل درامد ہونے لگے تو آج بھی آسٹریا کا حق ہوگا کہ وینس اور مینچو کی

لائن تک کا علاقہ ملے تا کہ پیرس کی حفاظت کی جا سکے، کہ اگر شمال مشرق کی سمت سے حملہ ہو تو پیرس تک راستہ زیادہ کھلا ہے بہ نسبت برلن کے، جس پر جنوب مغرب سے حملہ کیا جائے۔ اگر سرحدیں طے کرنے میں جنگی مصلحتوں کی ہی پابندی کی جائے تو پھر دعووں کی کوئی انتہا نہیں رہے گی کیوں کہ ہر ایک فوجی لائن میں کہیں نہ کہیں خرابی ہے، کچھ اور باہر کے علاقے کو جوڑ کر یہ خرابی کم کی جا سکتی ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ قطعی طور سے اور انصاف کے ساتھ سرحدیں کبھی طے نہیں کی جا سکتیں کیونکہ وہ ہمیشہ فاتح کی طرف سے مفتوح کے سر منڈھی جاتی ہیں۔ اور انجام اس کا یہ کہ ان سرحدوں کے اندر نئی جنگوں کے بیج دبے رہ جاتے ہیں۔

پوری تاریخ کا یہی سبق ہے۔ جو بات افراد کے حق میں صحیح ہے وہی قوموں کے حق میں بھی ہے۔ اگر انہیں دوسرے پر ہاتھ اٹھانے کی طاقت سے محروم کرنا ہے تو اپنی حفاظت کے ذریعے سے بھی محروم کرنا ہوگا۔ گلا گھونٹنا کافی نہیں، قتل بھی کرنا پڑے گا۔ اگر کبھی کسی فاتح نے کسی قوم کی نسیں توڑنے کے لئے " ٹھوس ضمانت " طلب کی ہے تو وہ نپولین اول تھا جس نے تلست کے صلح نامے کے وقت ایسا کیا (23) اور پروشیا اور باقی جرمنی کے خلاف اس پر عمل کر کے دکھا دیا۔ لیکن کچھ ہی سال گذرے تھے کہ اس کی زبردست طاقت جرمن لوگوں پر ایک گلے ہوئے نرکل کی طرح بکھر کر رہ گئی۔ جو " ٹھوس ضمانتیں " کسی وقت نپولین اول نے پروشیا سے زبردستی وصول کی تھیں کیا اب پروشیا ان سے بڑھ کر " ٹھوس ضمانتیں " انتہائی طیش میں فرانس سے وصول کرنے کی ہمت کر سکتا ہے؟ نتیجہ اس سے کچھ کم تباہ کن نہیں نکلنے والا۔ تاریخ جب جرمانہ لگائے گی تو وہ اس حساب سے نہیں ہوگا کہ فرانس سے کتنے مربع میل علاقہ چھینا گیا تھا بلکہ اس حساب سے ہوگا کہ 19ویں صدی کے

دوسرے نصف میں ملک ہتھیانے کی پالیسی کو پھر سے زندہ کرنے کا جرم کتنا شدید تھا۔

لیکن تیوتونی (24)حب الوطنی کے حمایتی کہتے ہیں: آپ جرمنوں کو فرانسیسیوں سے غلط ملط نہ کیجئے۔ہمیں شان بگھارنی نہیں ہے،ہمیں سلامتی چاہئے۔جرمن اصل میں امن پسند قوم ہیں۔ان کی شریفانہ نگرانی میں آ کر کسی علاقے کی فتح مستقبل میں جنگ کا سبب رہنے کی بجائے مستقل امن کی ضمانت بن جاتی ہے۔اس میں کیا شک ہے!وہ کوئی جرمنی تھوڑی تھا جس نے 1792 میں اس اعلیٰ مقصد کی خاطر کہ سنگینوں سے اٹھارویں صدی کے انقلاب کا سینہ چھلنی کر دیا جائے فرانس پر چڑھائی کی تھی! اور وہ بھی جرمنی نہیں،کوئی اور تھا جس نے اٹلی کو اپنا ماتحت بنا کر ہنگری کو کچل کر،پولینڈ کے ٹکڑے کر کے اپنے نام کو بٹہ لگایا۔اور جرمنی کا یہ موجودہ فوجی نظام،جس میں تمام تندرست نرینہ آبادی دو حصوں میں تقسیم ہے۔ ایک حصہ مستقل صف بندی کی ہوئی فوج اور دوسرا حصہ مستقل ریز رو فوج،اور دونوں کے دونوں خدا کے فضل سے اپنے حاکموں کی مرضی کے آگے سر جھکائے ہوئے،یہ فوجی نظام امن کی "ٹھوس ضمانت "تو خیر ہے ہی،اوپر سے تہذیب کا اعلیٰ مقصد بھی معلوم ہوتا ہے۔اور جگہوں کی طرح جرمنی میں بھی حکومت وقت کے خوشامدی جھوٹ موٹ اپنی تعریفوں کے پل باندھ کر لوگوں کے دماغوں کو زہر آلود کر دیتے ہیں۔

یہ جرمن محبان وطن میتز اور استراسبورگ میں فرانسیسی قلعہ بندیاں دیکھ کر تو بہت ناک بھوں چڑھاتے ہیں،لیکن انہیں وارسا،موڈلین اور ایوان گورود میں ماسکو والوں کی قلعہ بندیوں کے جال میں کوئی ہرج نہیں دکھائی دیتا۔ بوناپارٹ کی یلغار

کی دہشت پر تو وہ بہت شور مچاتے ہیں لیکن اپنے سر پر زار کی شخصی حکومت کا سایہ دیکھ کر آنکھیں میچ لیتے ہیں۔

جس طرح 1860 میں لوئی بونا پارٹ اور بسمارک نے ایک دوسرے سے عہد و پیمان کیے تھے، اسی طرح اب 1870 میں گرچاکوف نے یہ سوچ کر دل خوش کر لیا تھا کہ 1866 کی جنگ آسٹریا اور پروشیا دونوں کو ہلکان کر چکی، اور اب میرا وقت ہے کہ جرمنی کی قسمت کا فیصلہ کروں، اسی طرح اب زار روس الیکسا ندر دل میں خوش ہو رہا ہے کہ 1870 کی جنگ سے جرمنی اور فرانس دونوں نڈھال ہو چکے، لہٰذا میں مغربی یورپ کا سرپنچ بن جاؤں گا۔ جس طرح دوسری شہنشاہی کو اندیشہ تھا کہ شمالی جرمنی کی یونین اور وہ دونوں کی ایک وقت میں بسر نہیں ہو سکتی، اس طرح زار شاہی روس کو یہ فکر لگ گئی ہو گی کہ جرمن سلطنت اور وہ بھی پروشیائی لیڈر شپ کے سائے میں خود اس کے لئے ایک خطرہ ہے۔ پرانے سیاسی نظام کا قانون کچھ ایسا ہی ہے۔ اس نظام کے اندر ایک ریاست کا فائدہ دوسری ریاست کا نقصان ہے۔ یورپ پر زار روس کی بالا دستی کی جڑ یہاں ہے کہ جرمنی پر اس کی پرانی گرفت چلی آتی ہے۔ ایسے وقت جبکہ خود روس میں ہی لاوے کی طرح ابلتی ہوئی سماجی طاقتیں شخصی حکومت کی جڑ بنیاد ہلا ڈالنے پر تلی ہوئی ہیں، کیا زار روس ملک سے باہر اپنے وقار کا اتنا بڑا نقصان برداشت کر سکتا ہے؟ ابھی سے ماسکو کے اخبار وہ زبان بول رہے ہیں جو 1866 کی جنگ کے بعد بونا پارٹ والے اخبار بولا کرتے تھے۔ کیا واقعی تیوتونی دیش بھگت یہ سوچتے ہیں کہ فرانس کو جبراً روس کی پناہ میں دے کر جرمنی امن و آزادی کی ضمانت حاصل کر لے گا؟ اگر جنگ میں فتح یاب رہنے کی بدولت، کامیابی کے نشے اور شاہی خاندانوں کے جوڑ توڑ کے سبب سے جرمنی نے فرانس کے علاقوں

پر ہاتھ صاف کرنے کا راستہ اپنایا تو پھر خود جرمنی کے لئے دو ہی راستے رہ جائیں گے: یا تو یہ کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے، روس کی قابضانہ سیاست کا ایک کھلا پرزہ بن کر رہے، یا تھوڑی سی مہلت گذارنے کے بعد پھر ایک اور "بچاؤ" کی جنگ کے لئے کمر بستہ ہو جائے، اس قسم کی جنگ نہیں جیسی نو ایجاد محدود "مقامی" جنگیں ہونے لگی ہیں، بلکہ نسلی جنگ کے لئے، ایسی جنگ جو متحدہ سلاف اور رومن نسلوں سے لڑنی ہوگی۔

جرمن مزدور طبقے نے، کہ اس جنگ کو روکنا اس کے بس کی بات نہ تھی ثابت قدمی سے جنگ کا ساتھ دیا اور اسے جرمنی کی آزادی کی جنگ، فرانس اور یورپ کو دوسری شہنشاہی کے گھناؤنے عذاب سے نجات دلانے کی جنگ قرار دیا۔ جرمنی کے صنعتی مزدوروں نے دیہات کے محنت کشوں سے مل کر اس سورما فوج کی شہ رگ مہیا کی اور آدھے پیٹ کھا کر جینے والے کنبوں کو چھوڑ کر نکل گئے۔ وطن سے باہر میدان جنگ میں وہ تباہ ہو چکے، اب وطن میں افلاس اور محتاجی سے تباہ ہوں گے۔ اب اپنی باری کو وہ " گارنٹی "طلب کرتے ہیں، اس بات کی گارنٹی یا ضمانت کہ ان کی بے شمار قربانیاں ضائع نہ جائیں، انہیں آزادی نصیب ہو، اور بونا پارٹ کی فوجوں پر جو فتح پائی ہے وہ 1810 کی فتح کی طرح جرمن عوام کی شکست 81 میں تبدیل نہ ہونے پائے۔ اور ان سب میں پہلی ضمانت کے طور پر ان کا تقاضا ہے کہ فرانس سے عزت آبرو کے ساتھ صلح ہو اور فرانسیسی ریپبلک کو تسلیم کیا جائے۔

جرمن سوشل ڈیموکریٹک مزدور پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے ستمبر کو ایک مینی فیسٹو (اعلان نامہ) شائع کیا ہے جہاں پورے زور شور سے ان ضمانتوں کا تقاضا موجود ہے:

" ہم الزاس اور لارین کو اپنے علاقے میں ملا لینے کے خلاف احتجاج کرتے ہیں ۔ ہمیں پورا شعور ہے کہ جرمن مزدور طبقے کی طرف سے یہ آواز بلند کر رہے ہیں ۔ فرانس اور جرمنی کے مشترکہ مفاد کی خاطر، امن اور آزادی کی خاطر، مشرقی درندگی کے مقابلے پر مغربی تمدن کی خاطر، جرمن محنت کش الزاس اور لارین کے ملا لئے جانے کو ہرگز خاموشی سے برداشت نہیں کریں گے .... پرولتاریہ کے مشترکہ بین الاقوامی مقصد کے لئے تمام ملکوں میں ہم اپنے رفیق محنت کشوں کا دیانت داری سے ساتھ دیں گے ۔

بد قسمتی سے ہمیں یہ امید نہیں بندھتی کہ انہیں فوری کامیابی میسر ہو جائے گی ۔ فرانس کے محنت کش جب امن کی حالت میں حملہ آور کا ہاتھ تھامنے سے ہار گئے تو اب جرمن محنت کش ہتھیاروں کی جھنکار میں فاتح کو کیسے روک سکتے ہیں ۔ جرمن مزدوروں کا اعلان نامہ کہتا ہے کہ لوئی بونا پارٹ کو ایک عام مجرم کی حیثیت سے فرانسیسی ریپبلک کے حوالے کر دیا جائے ۔ مگر ان کے حاکموں کی، اس کے برخلاف انتہائی کوشش ہے کہ اسے پھر تویلری کے تخت 82 پر بٹھا دیا جائے کیونکہ وہ فرانس کو تباہی تک پہنچانے کے لئے سب سے موزوں آدمی ہے ۔ جو بھی صورت بنے، بہر حال تاریخ ثابت کر دے گی کہ جرمن مزدور طبقہ اس پھس پھسے مسالے سے نہیں بنا جس سے جرمن درمیانی طبقے کا خمیر اٹھا ہے، محنت کش اپنا فرض ادا کر دیں گے ۔

ان کے ساتھ ہم بھی فرانس میں ریپبلک کی آمد کا استقبال کرتے ہیں ۔ لیکن چند ایسی باتوں پر ماتھا ٹھنکتا ہے جو امید ہے کہ بے بنیاد ثابت ہوں گی ۔ اس ریپبلک نے راج سنگھاسن کو ہٹایا نہیں بلکہ اس کی خالی جگہ بھر دی ہے ۔ خود کو اس نے ایک سماجی فتح کے طور پر نہیں، بلکہ ڈیفنس کی ایک قومی تدبیر بنا کر دنیا کے سامنے

رکھا ہے۔ ریپبلک ابھی عارضی حکومت کے ہاتھوں میں ہے جو کچھ تو بدنام اورلین والوں 83 سے مل کر بنی ہے اور کچھ درمیانی طبقے کے ریپبلکنوں سے جن میں بعض کی آستینوں پر جون 1848 کی بغاوت کا لہو ایسا لگا ہے کہ دھل نہیں سکتا۔ عارضی حکومت کے ممبروں میں کام کی تقسیم بھی بے تکی ہے۔ اورلین والوں نے فوج اور پولیس پر اپنی گرفت مضبوط کر لی ہے اور جنہیں ریپبلکن ہونے کا دعویٰ ہے ان کے ہاتھ صرف بحثا بحثی کے محکمے آئے ہیں۔ اس حکومت کی شروع کی ہی بعض کاروائیاں حد سے آگے بڑھ کر یہ دکھاتی ہیں کہ ان لوگوں کو پچھلی شہنشاہی سے صرف کھنڈر ہی وراثت میں نہیں ملے بلکہ مزدور طبقے کی دہشت بھی پہنچی ہے۔ اگر یہ حکومت ریپبلک کے نام پر اناپ شناپ وعدے کر رہی ہے تو کہیں اس کی غرض یہ تو نہیں کہ جیسی حکومت " کام چلا سکے " یہ اس کے حق میں شور برپا کرنے کی تیاری ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں ہونے والا کہ درمیانی طبقے کے بعض کرتا دھرتاؤں کے خیال کے مطابق ریپبلک کو محض ایک درمیانی سیڑھی یا پل بنا لیا جائے اور لین والوں کو پھر سے تخت حکومت پر پہنچانے کے لئے؟

غرض کہ فرانس کا مزدور طبقہ انتہائی دشوار حالات سے گذر رہا ہے۔ ایسے توڑ کے وقت میں، جب دشمن پیرس کے دروازے پر دستک دے رہا ہے، نئی سرکار کو الٹنے کی کوشش کرنا انتہائی حماقت ہوگی۔ فرانسیسی محنت کشوں کا فرض ہے کہ وہ شہری کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کریں، لیکن ہوشیار رہیں کہ کہیں 1792 والے ماضی کی قومی یادیں انہیں اسی طرح راہ سے بے راہ نہ کر دیں جیسے فرانسیسی کسان پہلی شہنشاہی کی قومی یادوں کے بہکاوے میں آ گئے تھے۔ انہیں اپنا سارا ماضی نہیں دہرانا، مستقبل ضرور بنانا ہے۔ انہیں چاہیئے کہ پختہ ارادے اور ٹھنڈے دل کے

ساتھ ریپبلکن آزادی کے ذریعوں کو ابھارتے چلے جائیں تاکہ ان سے اپنی طبقاتی تنظیم کا کام لیتے رہیں۔ اس کی بدولت انہیں فرانس کو نئی زندگی عطا کرنے کے لئے اور ہماری مشترکہ منزل، یعنی محنت کے سر کا بوجھ اتارنے کے لئے زبردست سورمائی کس بل میسر آئے گا۔ انہی کی توانائی اور دانائی پر اب ریپبلک کی قسمت کا دارو مدار ہے۔

انگریز محنت کشوں نے ایسی کچھ تدبیریں اختیار کر لی ہیں کہ فرانسیسی ریپبلک کو تسلیم کرنے میں ان کی حکومت جو ٹال مٹول کرتی رہی، باہر سے دباؤ ڈال کر اس کا تدارک کیا جائے 84۔ فی الحال انگریزی حکومت کی طرف سے جو وقت گذاری ہو رہی ہے، وہ غالباً اس لئے کہ 1792 والی جیکوبی دشمن جنگ کے داغ دھبے مٹائے اور پچھلے انقلاب حکومت 85 کو تسلیم کر لینے میں ناگوار جلد بازی کا کفارہ ادا کر دیا جائے۔ انگریز محنت کشوں نے اپنی حکومت پر یہ زور بھی ڈالا ہے کہ فرانس کے حصے بخرے کرنے کے خلاف اپنی پوری طاقت استعمال کرے، حالانکہ کچھ انگریزی اخبارات بے شرمی سے اس کے حق میں بہت چیخ و پکار مچائے ہوئے ہیں۔ یہ وہی اخبارات ہیں جنہوں نے پورے بیس برس تک لوئی بوناپارٹ کو یورپ کا کرتا دھرتا بتا کر اس کی پوجا کی تھی اور امریکی بردہ فروشوں کی بغاوت پر شادیانے بجائے تھے۔ تب کی طرح وہ آج بھی بردہ فروشوں کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن کی شاخوں کو یہ کرنا ہے کہ ہر ایک **ملک** میں مزدور طبقے کے اندر عمل کی روح دوڑا دیں۔ اگر مزدوروں نے اپنا فرض بھلایا، اگر وہ بے عمل رہ گئے، تو آج کی خوفناک جنگ اس سے بھی زیادہ ہولناک اور تازہ بین الاقوامی جنگوں کا پیش خیمہ بن جائے گی اور ہر ایک **ملک** میں مزدوروں کے سر پر اہل

شمشیر کو، زمین اور زر کے مالکوں کو پھر سے سوار کردے گی۔

Vive La Re'publique!

256 ہائی ہولبورن

لندن، ویسٹرن سنٹرل،

9 ستمبر، 1870

مارکس نے 6 اور 9 ستمبر 1870 کے درمیان لکھا۔

فرانس میں خانہ جنگی

انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن کا خط

یورپ اور امریکہ میں ایسوسی ایشن کے تمام ممبروں کے نام

4 ستمبر 1870 کو پیرس کے مزدوروں نے ریپبلک کے قیام کا اعلان کیا۔ تقریباً اسی وقت پورے فرانس نے ایک آواز ہو کر اس کا خیر مقدم کیا۔ لیکن عہدوں کے بھوکے بیرسٹروں کی ایک ٹولی نے، جس کا سیاسی رہنما تیئر تھا اور فوجی جنرل تروشیو، ٹاؤن ہال (Hotel de Ville) کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ اس وقت ان لوگوں کے سروں میں سودا سمایا ہوا تھا کہ تاریخ کے ایسے تمام نازک ادوار میں پورے فرانس کی نمائندگی کرنا پیرس ہی کا منصب ہے۔ فرانس کے حاکم کہلانے کی دھاندلی کو جائز ثابت کرنے کے لئے انہوں نے اتنا کافی سمجھا کہ پیرس سے اپنی منتخبہ ممبری کا وہ اختیار ہی دعویٰ میں پیش کر دیں جس کی میعاد گذر چکی تھی۔ ان لوگوں کے اس مرتبے پر پہنچنے کے پانچ دن بعد ہم نے پچھلی جنگ کے متعلق اپنے دوسرے خط میں آپ پر واضح کر دیا تھا کہ ان لوگوں کی حقیقت کیا ہے۔ پھر بھی اچانک تلاطم برپا ہونے کی اس حالت میں، جب مزدور طبقے کے اصلی رہنما، بونا پارٹ کی جیلوں میں پڑے تھے اور پروشیا کی فوج پیرس کی طرف بڑھ رہی تھی، پیرس نے ان کے ہاتھ میں اختیارات کی باگ ڈور صرف یہ سوچ کر گوارا کر لی کہ انہیں قومی دفاع کی خاطر استعمال ہونا ہے۔ پیرس کو مسلح کیا جائے، انہیں واقعی ایک جنگی طاقت بنایا جائے، اور خود لڑائی کی آنچ میں تپا کر فن جنگ سکھایا جائے۔ لیکن پیرس کو مسلح کرنے کے معنی تھے انقلاب کو ہتھیار سجانا۔ پروشیا کے حملہ آوروں پر پیرس کا فتح یاب ہونا خود

فرانسیسی سرمایہ داروں اور ان کی سرکار کے مفت خوروں پر فرانس کے مزدوروں کا فتح یاب ہونا بن جاتا۔ قومی دفاع کے لئے بننے والی حکومت قومی فرض اور طبقاتی مفاد کے اس ٹکراؤ میں ذرا بھی نہ ہچکچائی اور قومی دغا کی سرکار بن کر رہ گئی۔

ان لوگوں نے پہلی حرکت یہ کی کہ تیئر کو یورپ کے تمام راج درباروں کے دورے پر بھیج دیا تاکہ وہاں وہ ریپبلک دے کر بادشاہ لینے کی شرط پر بیچ بچاؤ کی بھیک مانگتا پھرے۔ جب پیرس کے محاصرے کو چار مہینے گذر گئے تو انہوں نے اندازہ لگایا کہ اب ہتھیار ڈالنے کے بول زبان پر لانے کا لمحہ آ پہنچا۔ چنانچہ جنرل تروشیو نے ژیول فاور کی اور اپنے دوسرے رفیقوں کی موجودگی میں پیرس کے میئر نے حاضرین کے سامنے یوں لب کشائی کی:

"چار ستمبر کی شام کو ہی میرے رفیقوں نے میرے سامنے یہ سوال رکھا تھا کہ کیا اس بات کی گنجائش ہے کہ پروشیائی فوج کے محاصرے میں رہ کر پیرس کامیابی سے مقابلہ کر لے؟ میں نے بغیر ہچکچاہٹ کے نفی میں جواب دیا تھا۔ کچھ حضرات جو یہاں موجود ہیں، میرے ان الفاظ کی سچائی اور رائے کے استقلال کی تصدیق کریں گے۔ میں نے اسی وقت کھلے لفظوں میں جتا دیا تھا کہ موجودہ حالت میں پیرس کی یہ کوشش کہ پروشیائی فوج کے محاصرے میں پڑ کر وہ مقابلے سے کامیاب نکلے، ایک حماقت ہوگی۔ میں نے یہ بھی بڑھا دیا تھا کہ اس میں شک نہیں کہ بڑی جانبازانہ حماقت ہوگی... "بعد کے واقعات نے (یہ واقعات اسی کے ہاتھ میں تھے) "میری پیش گوئی ثابت کر دی ہے۔"

جو میئر حاضر تھے ان میں سے کوربوں نام کے ایک میئر نے جنرل تروشیو کی یہ چھوٹی سی پیاری تقریر بعد میں شائع کر دی۔

چنانچہ اسی شام جب ریپبلک کا نشان بلند کیا گیا تروشیو کے ساتھ والوں کو اس کا یہ "منصوبہ" کہ پیرس ہتھیار ڈال دے معلوم تھا۔ اگر قومی دفاع تیئر، فاور اینڈ کمپنی کی ذاتی حکومت قائم کرنے کا بہانہ بننے کے سوا اور کچھ ہوتا تو 4 ستمبر کے نو دولتیوں کو چاہئے تھا کہ 5 ستمبر کو ہی گدی چھوڑ دیتے، اور پیرس والوں پر جنرل تروشیو کا منصوبہ کھول کر صاف کہہ دیتے کہ یا تو وہ فوراً ہتھیار ڈالیں، ورنہ اپنے معاملات کے خود مالک ومختار بنیں۔ اس کے بجائے ان بے ایمانوں اور دغابازوں نے طے کیا کہ پیرس کی "جانبازانہ حماقت" کا علاج فاقہ کشی اور خونریزی سے کیا جائے اور علاج ہونے تک ان بلند بانگ اعلانوں سے شہر کو بے وقوف بنایا جائے کہ "پیرس کا گورنر تروشیو ہرگز ہتھیار نہیں ڈالے گا" ژیول فاور وزیر خارجہ "ہماری سرزمین کا ایک انچ اور ہمارے قلعوں کا ایک پتھر بھی دینے پر آمادہ نہیں ہوگا۔" اور اسی وزیر خارجہ نے گمبیٹا کے نام ایک خط میں خود اپنی زبان سے مان لیا کہ "دفاع" پروشیائی فوج سے نہیں بلکہ پیرس کے مزدوروں سے کیا جا رہا ہے۔ محاصرے کے پورے عرصے میں بوناپارٹ کے یہ ٹھگ، جنہیں تروشیو نے بڑی ہوشیاری سے پیرس کی فوج کی کمان سونپ رکھی تھی، ذاتی خط وکتابت میں جھوٹ موٹ کے اس دفاع پر گندے فقرے کسنے سے بھی نہیں چوکتے تھے (مثال کے طور ملاحظہ ہو پیرس کی دفاعی فوج کے توپ خانے کے کمانڈر انچیف اور سب سے بڑے خطاب یافتہ الفونس سیموں گئر کی توپ خانہ ڈویژن کے جنرل سیوزن سے وہ خط وکتابت جسے پیرس کمیون کے Journal Officiels میں (30) شائع کر کیا گیا۔ 28 جنوری 1871 کو (31) آخر ان بہروپیوں نے نقاب اتار دیا قومی دفاع کی حکومت نے ہتھیار ڈالنے کے معاملے میں اپنی گراوٹ کا ایسا شاندار مظاہر کیا کہ وہ

فرانس کی حکومت ہوتے ہوئے بسمارک کے قیدی بنے نظر آئے۔ یہ ایسا گرا ہوا فعل تھا کہ لوئی بونا پارٹ جیسا آدمی سیدان میں اسے قبول کرنے پر تیار نہیں تھا۔ 18 مارچ کے واقعے کے بعد جب وہ سر پر پاؤں رکھ کر وارسائی کی طرف فرار ہوئے تو یہ شکست خورے (capitulards) (32) بھاگتے وقت پیرس کے ہاتھ اپنی غداری کی وہ تحریری شہادتیں بھی چھوڑ گئے، جنہیں مٹا دینے کی خاطر، بقول کمیون

"یہ لوگ پیرس کو خون کے سمندر میں ڈوبا ہوا خاک کا ڈھیر بنانے سے بھی باز نہ آتے۔"

کمیون کے یہ الفاظ اس اعلان نامے میں لکھے ہیں جو صوبوں کے نام بھیجا گیا۔

قومی دفاع کی حکومت کے بعض خاص ممبروں کو اتنا تہس نہس کرانے کی جو بے چینی لگی ہوئی تھی اس میں بھی ان کی کچھ مخصوص ذاتی مصلحتیں کام کر رہی تھیں۔

جنگ بندی معاہدے پر دستخط ہونے کی دیر تھی کہ قومی اسمبلی میں پیرس کے ایک نمائندے موسیو میلیئر نے جسے بعد میں ژیول فاور کے حکم خاص پر گولی ماردی گئی، اس بات کے ثبوت میں مستند قانونی تحریروں کا ایک سلسلہ شائع کیا کہ ژیول فاور کے ایک عورت سے ناجائز تعلقات تھے۔ یہ عورت الجیریا جا کر بسنے والے کسی شرابی کی بیوی تھی۔ کئی سال تک نہایت ذلیل جعل سازیوں سے کام لے کر اس نے اس عورت کی اولاد کے نام پر ایک بڑی میراث پر ہاتھ مارا اور مالدار بن بیٹھی۔ جب اس کے جائز وارثوں نے مقدمہ دائر کیا تو راز فاش ہوتے ہوتے اس لئے بچا کہ بونا پارٹ کی خاص عدالتوں نے ارادتاً اس سکینڈل پر پردہ ڈال دیا۔ چونکہ لچھے

دار تقریروں کے ذریعے ان خشک قانونی دستاویزوں کی زد سے بچ نکلنا اس کے بس کا روگ نہ تھا اس لئے ژیول فاور نے زندگی میں پہلی بار زبان پر قابو رکھا۔ وہ خاموشی سے اس تاک میں رہا کہ خانہ جنگی چھڑ جائے تو بعد میں بے تحاشا پکار پکار کر کہے کہ پیرس کے لوگ قانون سے بچنے سے بھاگے ہوئے وہ مجرم ہیں جنہیں نہ خاندان کی آبرو کا لحاظ ہے، نہ مذہب کا، نہ قاعدہ قانون کوئی معنی رکھتا ہے، نہ ملکیت جائداد۔ اس جعل ساز نے ابھی 4 ستمبر کو بمشکل طاقت سنبھالی ہی تھی کہ سماج کے سر پر پیک اور تا ئفیر جیسے لوگوں کو براہ کرم سوار کر دیا، جنہیں لوئی بونا پارٹ کے زمانے میں ہی اخبار Etendard والی بدنامی (33) کے ساتھ جعل سازی کے جرم میں سزا ہو چکی تھی۔ ان دونوں میں سے ایک تا ئفیر نے دیدہ دلیری کی جرم کہ کمیون کے دنوں میں پیرس واپس آ گیا اور پہنچتے ہی پھر جیل میں ڈال دیا گیا۔ پھر ژیول فاور نے قومی اسمبلی کے سٹیج سے پکار کر کہا کہ پیرس والے داغی مجرموں کو جیلوں سے رہا کر رہے ہیں!

ارنسٹ پی کار جسے قومی ڈیفنس والی حکومت کا تیس مار خاں کہنا چاہئے، پچھلی شہنشاہی میں وزیر خارجہ بننے کی کوششیں کر کر کے تھک گیا، اب ریپبلک کا وزیر مال بن بیٹھا، ایک شخص آرتھر پی کار کا بھائی ہے، جو پیرس کے شیئر بازار سے روپیہ مار لینے کے جرم میں نکالا جا چکا ہے (ملاحظہ ہو پولیس پریفیکٹ کی رقورٹ، بابت 31 جولائی 1867) اور خود یہ اقبال جرم کر کے سزا کاٹی ہے کہ جس زمانے میں سوسائٹی جنرل (34) کی پالسترو نمبر 5 شاخ کا ڈائریکٹر تھا، 3 لاکھ فرانک کی خیانت مجرمانہ کر چکا ہے (ملاحظہ ہو پولیس پریفیکٹ کی رپورٹ، بابت 11 ستمبر 1868)۔ اسی آرتھر پی کار کو ارنسٹ پی کار نے اپنے اخبار Electeur libre

(35) کا ایڈیٹر مقرر کیا۔ جن دنوں وزارت مالیات کا یہ اخبار سرکاری چھاپ کے جھوٹ بول کر اسٹاک بروکروں کو بدحواس کیے ہوئے تھا، یہی آرتھر پی کا روزارت مالیات اور شیئر بازار کے درمیان دوڑا پھرتا تھا تاکہ فرانسیسی فوج کی تباہی سے اپنا کمیشن وصول کر لے۔ ان لائق بھائیوں کی جوڑی نے جو مالی خط و کتابت کی تھی، وہ ساری کی ساری پیرس کمیون کے ہاتھ لگی۔

ژیول فیری جو 4 ستمبر سے پہلے ایک قلاش بیرسٹر تھا، محاصرے کے دنوں میں پیرس کے میئر کی حیثیت سے ایسے جوڑتوڑ کرتا رہا کہ لوگوں کے خالی پیٹ سے اُس نے اپنی تجوری بھر لی۔ جس دن اسے اپنے انتظامی کرتوتوں کا حساب دینا پڑتا، اسی روز سزایاب ہو جاتا۔ ایسے لوگوں کو جیل سے رہائی کا اجازت نامہ tickets of leave (انگلینڈ میں قاعدہ تھا کہ سزایافتہ لوگ جب اپنی سزا بڑا حصہ کاٹ چکے ہوتے تو انہیں ticket of leave دے کر جیل سے رہا کر دیا جاتا تھا لیکن رہائی کے بعد وہ پولیس کی نگرانی یا تھانے کی حاضری میں رہتے تھے۔) صرف پیرس شہر کے ملبے میں ہی مل سکتا تھا اور بسمارک کو بھی اسی قماش کے لوگ درکار تھے تیئر جو کل تک حکومت کے پس پردہ کرتا دھرتا بنا ہوا تھا، اب اس نے پتے ایسے پھینٹے کہ خود حکومت کا سربراہ بن بیٹھا اور دس نمبری داخلہ بازوں ticket of leave men کو اپنا وزیر بنالیا۔

اس جادو کے بالشتیے، تیئر نے قریب آدھی صدی سے فرانسیسی بورژوازی کا من موہ رکھا تھا کیونکہ وہ اپنی ذات سے کرتا ہے سیاست کے میدان میں اترنے سے پہلے وہ مورخ کی حیثیت میں جھوٹ بولنے کی اپنی قابلیت منوا چکا تھا اس کی سماجی زندگی کا روزنامچہ فرانس کی مصیبتوں کی روئداد ہے۔ 1830 سے پہلے تک وہ

ریپبلکنوں سے خلا ملا رکھتا تھا، لیکن اپنے سرپرست لافیت سے غداری کر کے بادشاہ لوئی فلپ کے زیر سایہ حکومت میں چپکے سے در آیا اور پھر پادریوں کے خلاف لوگوں میں اشتعال پھیلا کر، بلوے کرا کے جن بلووں میں سینٹ ژرمین ل، اوسے روا کا گرجا گھر اور اسقف اعظم کا محل دھڑلے سے لوٹا گیا، اور پھر نواب زادی دے بیری پر خفیہ نظر رکھنے والے وزیر اور آخر اسے جیل تک پہنچوانیوالے کی حرکتیں کر کے 36 بادشاہ کی ناک کا بال بن گیا ٹرانسونانان والی سڑک پر ریپبلکنوں کا قتل عام، اور بعد میں اخبارات اور انجمن سازی کے حق کے خلاف ستمبر کے بدنام زمانہ قانون اسی شخص کے کرتوت ہیں (37) مارچ 1840 میں وہ پھر وزیر اعظم کے رتبے پر نمودار ہوا۔ اور پیرس کی قلعہ بندی کرنے کا نقشہ پیش کر کے اس نے سارے فرانس کو مبہوت کر دیا 38 ریپبلکنوں نے جب اس کی تجویز پر الزام عائد کیا کہ یہ پیرس کی آزادی کو جکڑنے کی گندی چال ہے تو اس نے بھری پارلیمنٹ کے سامنے جواب دیا کہ

" کیا! آپ کو یہ خیال کیسے آیا کہ کسی قسم کی قلعہ بندی آگے چل کر آزادی کے لیے خطرہ بن جائے گی؟ سب سے اول تو یہ کہ آپ لوگ خواہ مخواہ بدگمانی میں مبتلا ہیں کہ یہاں کوئی ایسی بھی حکومت ہوگی جو کسی حالت میں شہر پر گولہ باری کا فیصلہ کرے اور اس طرح طاقت اپنے ہاتھ میں رکھے ... اگر ایسی کوئی حکومت ہو تو فتح پانے سے پہلے اس کا چلنا جس قدر ناممکن تھا، فتح پانے کے بعد اس سے سوگنا زیادہ ناممکن ہو جائے گا۔"

واقعی، کوئی حکومت پیرس شہر پر قلعوں سے گولہ باری کرنے کا فیصلہ نہ کرتی، سوائے اس حکومت کے جو پہلے ہی ان قلعوں کو پروشیائیوں کے حوالے کر چکی ہو۔

جب جنوری 1848 میں شاہ بومبا نے 39 پالیرمو کے مقام پر طاقت آزمائی کی تو یہی تیئر جو ایک زمانے سے وزارت کے باہر تھا، پارلیمینٹ میں کہنے کے لئے اٹھا

"حضرات، آپ کو معلوم ہے، پالیرمو میں کیا ہو رہا ہے آپ صاحبان یہ سن کر کانپ اٹھتے ہیں۔ پارلیمنٹری معنوں میں کہ 48 گھنٹے سے ایک بڑا شہر گولہ باری کا شکار ہے کس کی طرف سے کیا غیر ملکی دشمن کی طرف سے جسے جنگ نے گولہ باری کا حق دیا؟ جی نہیں۔ خود اپنی ہی حکومت کی طرف سے۔ وجہ کیا؟ وجہ صرف یہ کہ اس بد نصیب شہر نے اپنے حق طلب کئے تھے حق طلب کرنے کی پاداش میں اس پر 42 گھنٹے گولے برسائے گئے... مجھے اجازت دیجئے کہ یورپ کی رائے عامہ سے اپیل کروں۔ اٹھ کر پوری آواز میں یورپ کے سب سے اونچے اسٹیج پر یہ الفاظ پکارنا چاہتا ہوں (واقعی محض الفاظ) کہ اس قسم کی حرکت کے خلاف غم وغصہ کا اظہار عالم انسانیت کی ایک خدمت ہوگی.... جب ریجنٹ اسپارتیرو نے، جو اپنے ملک کی خدمت کر چکا تھا،، (جو خود تیئر صاحت نے کبھی نہ کی۔) بارسلونا شہر پر، وہاں شورش فرو کرنے کی خاطر گولہ باری کا ارادہ کیا تو دنیا کے گوشے گوشے سے غم وغصہ کی صدائیں گونجنے لگیں۔"

صرف ڈیڑھ سال گزرا تھا کہ شہر روم پر فرانسیسی فوج کی گولہ باری کی حمایت میں یہی موسیو تیئر سب سے بڑھ کر گرجنے والوں میں شامل تھا (40) سچ پوچھیے تو شاہ بومبا کا قصور اسی قدر نظر آتا ھے کہ وہ صرف 48 گھنٹے گولہ باری کر کے رہ گیا۔

انقلاب فروری 1848 سے چند روز پہلے جب وہ گیزو کے ہاتھوں ایک عرصے تک طاقت اور دولت دونوں سے محروم رہنے کا رن خار کھائے بیٹھا تھا، یہ

سونگھ کر کہ کوئی عوامی شورش برپا ہونے والی ہے۔ اس نے اپنے مخصوص سرفروشانہ انداز میں (جس نے اس کو زناٹے دار مکھا مشہور کر دیا ہے) پارلیمنٹ کے ایوان کو خطاب کرتے ہوئے کہا:

میرا واسطہ انقلاب پارٹی سے ہے، صرف فرانس میں نہیں، سارے یورپ میں میری تمنا ہے کہ انقلاب کی سرکار اعتدال پسند لوگوں کے ہاتھ میں رہے... لیکن اگر حکومت ان لوگوں کے ہاتھ میں بھی آجائے جو گرم مزاج یا تیز تبدیلیوں کے حامی ہوں، تب بھی اپنے اس مقصد کا دامن نہیں چھوڑوں گا۔ ہمیشہ انقلاب پارٹی کا دم بھروں گا۔"

فروری کا انقلاب پھٹ پڑا۔ بجائے اس کے کہ، جیسا اس بے حیثیت آدمی نے سوچا تھا، گیزو کی وزارت ٹوٹ کر تیئر کی وزارت بنتی، انقلاب نے لوئی فلپ کو ہٹا کر ریپبلک بنا دی۔ عام لوگوں کی فتح کے پہلے دن وہ ہوشیاری سے چھپا رہا اور بھول گیا کہ مزدوروں کی نظر میں اس کا بے حیثیت ہونا ہی ان کی نفرت کا شکار ہونے سے بچا لے گا۔ اپنی دلیری کے افسانوں کے باوجود اس نے منظر عام پر آنے کی ہمت نہ کی لیکن جون مہینے کے قتل عام کی دیر تھی کہ اسے کھل کر کھیلنے کا پورا موقع مل گیا۔ وہ ضابطہ پارٹی (41) اور اس کی پارلیمنٹری ریپلک کا ایک سرگروہ بن بیٹھا، اس گمنام کھچڑی حکومت کا، جس میں حاکم طبقے کی تمام دست و گریباں ٹکڑیاں سر جوڑ کر عوام کو کچلنے کی سازش میں لگی ہوئی تھیں اور اپنے اپنے گروہ کی بادشاہی جمانے کی فکر میں ایک دوسرے کے خلاف بھی جوڑ توڑ کیے جا رہی تھیں۔ اب کی طرح تب بھی تیئر نے ریپبلکنوں کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا تھا کہ ریپبلک کے قدم جمنے میں وہی ایک رکاوٹ ہیں۔ جیسے جلاد نے دون کارلوس سے کہا تیئر نے بھی اسی طرح ریپبلک

سے تب کہہ دیا تھا کہ "میں تیری گردن کاٹوں گا، مگر تیری ہی بھلائی کے لئے"۔ اور تب کی طرح اب بھی وہ اپنی بازی جیتنے پر صدا لگا کر رہے گا کہ L'Empire est fait ۔سلطنت تیار ہے۔اگر چہ اس شخص کی زبان پر لازمی آزادیوں کا ظاہرا پرچار ہے، اور لوئی بونا پارٹ کی طرف سے دل میں غبار بھرا ہے، کہ اس نے مجھے بے وقوف بنایا اور پارلیمنٹری طرز حکومت کو نکال باہر کیا، اور خوب جانتا ہے کہ پارلیمنٹری نظام کی مصنوعی فضا سے نکل کر اس کی حیثیت ملیا میٹ ہو جاتی ہے، تاہم اسی تیئر نے دوسری شہنشاہی کے سارے گندے لچھنوں میں ہاتھ رنگے، روم پر فرانسیسی فوجوں کے قبضے سے لے کر پروشیا سے جنگ چھڑنے تک سب کرموں میں شریک رہا۔ جرمنوں کے ایک ہونے پر اتنا زہرا گلا کہ جنگ تک نوبت پہنچادی، جرمنوں کا ایک ہونا اسے پروشیائی استبداد کا پردہ تو نظر نہ آیا البتہ جرمنوں میں نا اتفاقی رہنے کا فرانس کو جو لازوال حق حاصل تھا اس میں رخنہ پڑ گیا۔ اس بالشتیے کو بہت شوق تھا کہ یورپ کی آنکھوں کے سامنے نپولین اول کی تلوار چمکایا اور اپنی تاریخی تصنیفوں میں وہ نپولین اول کے جوتے چمکانے کی خدمت بھی خوب انجام دے چکا تھا۔ حقیقت میں اس کی خارجہ پالیسی ہمیشہ فرانس کو ذلت کی تہہ میں اتارنے کے کام آتی رہی، 1840 کے لندن کنونشن (42) سے لے کر 1871 میں پیرس کے ہتھیار پیرس کے ہتھیار ڈالنے تک اور اب اس خانہ جنگی تک یہی عمل جاری رہا جس میں بسمارک کی خاص منظوری سے اس نے سیدان اور میتز کے جنگی قیدیوں کو پیرس پر ٹوٹ پڑنے کے لئے ہشکارا ہے (43)۔ اپنی قابلیتوں کی رنگا رنگی اور شوق کی کروٹوں کے باوجود اس شخص نے ساری زندگی پرانی لکیر پیٹنے میں بسر کی ہے۔ یہ جتانے کی ضرورت نہیں کہ جدید سوسائٹی میں جو گہرے دھارے رواں ہیں، وہ ہمیشہ

اس کی رسائی سے باہر ایک راز رہے ہیں۔ لیکن اوپر کی سطح پر جو تبدیلیاں نظر کے سامنے رہتی ہیں وہ بھی اس دماغ کی گرفت میں نہیں آتیں جس دماغ کی ساری طاقت زبان نے کھینچ لی ہے۔ مثلاً فرانس کے پرانے سرپرستانہ سسٹم سے ادھر ادھر ہٹنے کو وہ ایسا قصور سمجھ کر کوستا تھا جس سے ایمان میں خلل آگیا ہو۔ جب وہ لوئی فلپ کا وزیر تھا تو اس نے ریلوے پر دیوانہ پن کے فقرے کسے اور جب لوئی بونا پارٹ کے زمانے میں مخالف پارٹی میں تھا تو فرانس کے سڑے گلے فوجی نظام میں اصلاح کی ہر ایک کوشش پر داغ لگا دیا۔ اپنی سیاسی زندگی کے طول طویل عرصے میں کبھی ایک بھی، معمولی سی خطا بھی اس سے سرزد نہیں ہوئی کہ کسی قدر عملی فائدے کا کام کیا ہو۔ تیئر صرف دولت کی حرص اور دولت پیدا کرنے والوں سے نفرت میں ہی پکا تھا۔ جب اسے لوئی فلپ کے زمانے میں پہلی بار وزارت کا موقع ملا تو بالکل مفلس تھا، وزارت چھوڑی تو لکھ پتی بن چکا تھا۔ اسی بادشاہ کے زمانے میں جب آخری بار وزیر اعظم رہا (پہلی مارچ 1840 سے) تو کھلے ایوان میں اس پر سرکاری رقمیں غبن کرنے کا الزام لگا، جس کا جواب اتنا ہی تھا کہ وہ آنکھوں میں آنسو بھر لایا۔ یہ اتنا سستا نسخہ ہے کہ ژیول فاور اور ہر طرح کے مگر مچھ اس میں شریک رہے ہیں۔ بوردو میں اس نے فرانس کو مالی دیوالیہ پن کے خطرے سے بچانے کی اولین تدبیر یہ کی کہ اپنے لئے تیس لاکھ سالانہ تنخواہ مقرر کرا لی۔ یہ اس " کفایت شعار ریپبلک" کا پہلا اور آخری حرف تھا جس کے دریا 1869 میں پیرس کے اپنے ووٹروں کے لئے بہا دیئے تھے۔ 1830 کی پارلیمنٹ میں اس کے ایک پرانے رفیق کار موسیو بیلے نے، جو خود سرمایہ دار ہو کر بھی پیرس کمیون میں دل و جان سے شریک ہیں، کچھ دن پہلے ایک عام اشتہار میں تیئر کو ان لفظوں سے خطاب کیا تھا:

"محنت کو سرمائے کا غلام بنانا ہمیشہ سے تمہاری سیاست کا نشان راہ بنا رہا ہے؛ اور اسی وقت سے جب پیرس کے ٹاؤن ہال میں محنت کی ریپبلک قائم ہوئی، تم پورے فرانس سے یہ کہتے نہیں تھکے کہ لو، یہ رہے مجرم،،

چھوٹے موٹے سرکاری جوڑتوڑ کا استاد، دروغ حلفی اور غداری میں باکمال، سبھی قسم کے روکھے پھیکے حربوں، ہتھکنڈوں، ادنا درجے کے داؤپیچ اور پارلیمنٹ والی پارٹیوں کی چھینا جھپٹی کی گھٹیا تکڑموں میں چلتا پرزہ، جب عہدہ ہاتھ میں نہ ہو تو انقلاب کی آگ لگانے تک سے باز نہ آنے والا، اور طاقت ہاتھ میں آئے تو انقلاب کو خون میں ڈوبونے والا، خیال یا نظریے کے بجائے طبقاتی تعصب اور دل وجذبہ کی جگہ خود پسندی کا شکار، یہ شخص جس کی نجی زندگی بھی اتنی ہی گندی ہے جتنی گھناؤنی سماجی زندگی، یہ تیئر آج فرانسیسی سولہ کا پارٹ ادا کرتے وقت بھی اپنی حرکات کے سفلے پن کو مضحکہ خیز شیخی خوری کے ذریعے ابھارنے سے باز نہیں آتا۔

پیرس نے ہتھیار ڈالے، اور پروشیا کو نہ صرف پیرس، بلکہ پورا فرانس حوالے کر دیا تو اسی کے ساتھ تکڑموں کا وہ سلسلہ دراز بند ہو گیا جو 4 ستمبر کو ہی طاقت ہتھیا لینے والوں نے، بقول ترشیو کے، دشمن سے سازباز کر کے شروع کر دیا تھا۔ دوسری طرف ہتھیار ڈالنے کے سبب اس خانہ جنگی کی ابتدا ہو گئی جسے وہ لوگ پروشیا والوں سے مل کر ریپبلک اور پیرس کے خلاف چلانے لگے۔ ہتھیار ڈالنے کی شرطوں میں ہی ایک چال رکھی گئی تھی۔ اس وقت ملک کا ایک تہائی سے زیادہ علاقہ دشمن کے ہاتھ میں تھا، راجدھانی کا صوبوں سے رابطہ ٹوٹ چکا تھا، رسل و رسائل کے سبھی ذریعے بگڑے ہوئے تھے ایسی حالت میں، جب تک تیاری کی کافی مہلت نہ مل جائے، ایسے لوگوں کا چناؤ ناممکن تھا جو واقعی فرانس کے نمائندے ہوں۔ اور اوپر سے شرط یہ

لگی ہوئی کہ قومی اسبلی کا چناؤ آٹھ دن کے اندر ہو جانا چاہیے۔ نتیجہ یہ کہ ملک کے بہت سے حصوں میں الیکشن کی خبر عین الیکشن کے وقت پہنچ سکے۔ مزلیس یہ کہ ہتھیار ڈالنے کی ایک اور خاص شرط کے مطابق قومی اسمبلی کا چناؤ صرف اس غرض سے ہونا تھا کہ وہ جنگ یا صلح کا فیصلہ کرے اور اور بوقت ضرورت صلح نامے پر دستخط کر دے۔ باشندوں کے دل میں یہ خیال بیٹھ گیا تھا کہ جنگ بندی کی شرطوں نے جنگ جاری رکھنے کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی اور ایسی صلح کی منظوری دینے کے لیے جو بسمارک کے دباؤ میں کی جائے، فرانس کے بدترین لوگ ہی بہترین ثابت ہوتے۔ اتنی پیش بندیاں کر لینے کے باوجود تیئر نے، اس سے پہلے کہ جنگ بندی کا راز پیرس تک پہنچے، شہر چھوڑ دیا اور صوبوں میں انتخابی دورہ کرنے کے لیے نکل کھڑا ہوا، نیت یہ تھی کہ جائز وارث والی (legitmist) پارٹی 44 کے تن مردہ میں جان ڈالی جائے کیونکہ اس پارٹی کو اور لین والوں سے مل کر بونا پارٹ کے گروہ کی جگہ لینی تھی جو فی الحال نا قابل برداشت ہو چکا تھا۔ تیئر کو اب جائز وارث والوں سے کوئی ڈر نہیں، یہ لوگ جدید فرانس کی حکومت چلانے کے تو اہل تھے نہیں، حریف یا رقیب بن کر کیا بگاڑ لیتے، اس پارٹی کی تمام تر سرگرمی خوس تیئر کے بقول (5 جنوری 1833 کو وہ ایوان پارلیمٹ میں کہہ چکا تھا)

"صرف تین پایوں پر کھڑی تھی، باہر کا حملہ خانہ جنگی اور افرتفری"

اس لئے یہی پارٹی انقلاب کے توڑ پر آلہ ءکار بننے کے لئے انتہائی کارآمد نظر آئی جائز وارث والے اس عقیدے میں مگن تھے کہ پہلے کی سی ہزار سالہ موعودہ سلطنت پھر قائم ہو گی اور یہاں غیر ملکی فاتحوں کے بوٹوں تلے فرانس پھر کچلا جا رہا تھا، پھر سلطنت سرنگوں ہو گئی تھی، اور بونا پارٹ پھر قیدی بن چکا تھا؛ جائز وارث

والے پھر کفن جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے ایسا نظر آتا ہے کہ تاریخ کا پہیہ الٹا گھوم گیا تا کہ 1816ء کے introuvable chamber (انوکھے دربار)45 کے سامنے پہنچ کر تھم جائے 1848 سے 1851 تک ریپبلک کی قومی اسمبلیوں میں ان کی نمائندگی تعلیم یافتہ اور پارلیمنٹری معاملات منجھے ہوئے لوگ کیا کرتے تھے مگر اب جو پارٹی کے عام ممبروں نے ہلہ بولا تو گویا فرانس کے سارے موٹی عقل کے چودھری (مارکس نے یہاں Pourceaugnac کا لفظ لکھا ہے جو مولیئر کے ڈرامے میں ایسا کردار ہے جس سے چھوٹی حیثیت اور موٹی عقل کے زمیندار کی تصویر ابھرتی ہے) اسمبلی میں بھر گئے۔

جیسے ہی "چودھریوں کی چوپال "46 بوردو میں بیٹھی، تیئر نے صاف لفظوں میں اسے جتا دیا کہ صلح کی ابتدائی باتوں کی منظوری فوراً دے دینی چاہئے، اس کے لئے پارلیمنٹ کے مباحثے تک کی گنجائش نہیں ہے، یہ ایک شرط پوری ہونی ہے تا کہ پروشیا والے فرانسیسی ریپبلک اور اس کے گڑھ پیرس پر جنگ کا دروازہ کھولنے کی اجازت دے دیں واقعہ یہ ہے کہ انقلاب کے دشمنوں کے پاس سوچ بچار کا وقت بھی نہ تھا دوسری شہنشاہی نے قومی قرضے دو گنے سے بھی زیادہ پہنچا دیے تھے اور ملک کے بڑے بڑے شہر بھاری میونسپل قرضوں میں دب گئے تھے جنگ نے قرض کے بوجھ خطرناک حد تک بڑھا دیے تھے اور قوم کی آمدنی کے ذرائع بے دردی سے تباہ کر ڈالے تھے تباہی میں جو رہی سہی کسر تھی اسے پورا کرنے کو، پروشیائی شائی لاک فرانس کی سرزمین پر اپنی پانچ لاکھ فوج کا خرچ اور پانچ ارب تاوان جنگ وصول کرنے کے لئے، جس میں بقایا پر پانچ فیصدی سود بھی دینا تھا، پکی دستاویز لئے موجود تھا اس کی ادائیگی کون کرے صرف ریپبلک کا تختہ بزور طاقت الٹا کر دولت پر

ہاتھ صاف کرنے والے وہ لوگ جنھوں نے خود جنگ چھیڑی تھی، جنگ کے خرچوں کا سارا بار دولت پیدا کرنے والوں کے سر ڈال سکتے تھے اس طرح فرانس کے خاک وخون میں مل جانے کی وجہ سے زمین جائیداد اور سرمائے کے ان نمائندہ محبان وطن کو یہ شہ ملی کہ غیر ملکی فاتح کی نظر کے سامنے اور اس کے زیر سایہ، باہر سے آئی ہوئی جنگ پر خانہ جنگی، یا بردہ فروشوں کی شورش بھی لا دد یں۔

اس سازش کے راستے میں صرف ایک ہی رکاوٹ تھی، پیرس کی رکاوٹ اور کامیابی کی اولین شرط یہ تھی کہ پیرس سے ہتھیار رکھ دینے کے لئے کہا وہ سب ترکیبیں کی گئیں جن سے پیرس کے صبر کا پیانہ چھلک جائے:

"چودھریوں کی چوپال" نے ریپبلکنوں کے خلاف بڑا ہائے واویلا مچایا؛ خود تیئر نے رپبلک کے قانونی وجود پر کافی دورخی باتیں کہہ ڈالیں پیرس کو دھمکی دی گئی کہ سر اتار لیا جائے گا، یعنی شہروں کا سرتاج نہیں رہنے دیا جائے گا اور رلین والوں کو سفارت کے عہدے بخشے گئے؛ دیوفور نے مقررہ میعاد میں سرکاری قرضے اور کرایہ مکان ادا نہ کرنے پر سخت قانون 47 بنا دیئے، ایسے قانون جن سے پیرس کا بیوپار اور صنعتی کاروبار بالکل اکھڑ جانے کا اندیشہ پیدا ہو گیا پویے کرتیے کے حکم سے خواہ کوئی اشاعت ہو، اس پر فی کاپی دو سینٹم ٹیکس لگ گیا؛ بلانکی اور فلورنس کے لئے سزائے موت کا اعلان ہوا؛ ریپبلکن خیالات کے اخبار بند کر دیے گئے ؛قومی اسمبلی کو وارسائی میں منتقل کر دیا گیا؛ پالیکاؤ نے شہر کے محاصرے کی جس حالت کا اعلان کیا تھا، اور جسے 4 ستمبر کے واقعات نے اٹھا دیا تھا، وہ پھر سے لگا دی گئی decembriseur، 48 وینوآ کو پیرس کا گورنر مقرر کیا گیا، بوناپارٹ کا ژندام (سیاسی پولیس افسر) والن تین پولیس پریفیکٹ بنا، اور یسوعی فرقے کے

جنرل اوریل دی پلادین کو پیرس کے نیشنل گارڈ کا کمانڈر انچیف بنا کر بٹھا دیا گیا۔

یہاں ہم مسٹر تیئر اور اس کے ہالی موالی، قومی ڈیفنس کی سرکار کے ممبروں سے ایک سوال کرنا چاہتے ہیں مشہور رہے کہ تیئر نے اپنے وزیر مالیات پوپے کرتیے کے ذریعے دو ارب کا قرضہ لیا تھا یہ سچ ہے یا نہیں کہ:

1 ۔ یہ سودا اس ترکیب سے کیا گیا کہ تیئر، ژیول فاور، ارنسٹ پی کار، پوپے کرتی اور ژیول سیموں کو اس سے کئی کروڑ کی رقم ہاتھ آ گئی؟

2 ۔ شرط رکھی گئی کہ جب پیرس میں "امن چین" ہو چکے گا تب ادائیگی کی باری آئے گی ۔49؟

بات جو بھی ہو، کسی وجہ سے انہیں اس معاملے کی بہت جلدی پڑی تھی کیونکہ تیئر اور ژیول فاور نے نہایت بے شرمی کے ساتھ یہ کوشش کی کہ بوردو کی اسمبلی کی اکثریت کی تائید ہو جانے کے بہانے پیرس بے شرمی سے پروشیائی فوج کے حوالے کر دیں ۔ لیکن بسمارک کی یہ نیت نہیں تھی جیسا کہ اس نے جرمنی واپس پہنچنے پر فرینکفرٹ کے تنگ نظر بغلیں بجانے والوں کو ہنس ہنس کر اور با آواز بلند سنایا تھا۔

2

انقلاب دشمن سازش میں کوئی بھاری رکاوٹ تھی تو ہتھیار بند پیرس ۔ اس لیے پیرس کو نہتا کرنا تھا۔ اس سوال پر بود کی اسمبلی نے اپنی نیت بہت کھلے لفظوں میں ظاہر کر دی ۔ اگر اس "چودھریوں کی چوپال" کے ممبروں کی غضبناک گرج سے یہ بات اتنی کھل کر نہ آتی، تب بھی پیرس کو تیئر نے جس طرح decmbriseur وینوآ، بوناپارٹ والے سیاسی پولیس افسر والن تین اور یسوعی فرقے کے جنرل اوریل دی پلادین کے رحم و کرم پر چھوڑا، وہی ہر قسم کا شبہ دور کرنے کو کافی تھا۔ ان

سازشیوں نے پیرس کے ہتھیار لے لینے میں اپنی اصلی نیت اس بدتمیزی سے ظاہر کی کہ ایک انتہائی نامعقول اور بے حیائی کا بہانہ تراش کر سنا دیا۔ تیئر نے اعلان کیا کہ پیرس کے نیشنل گارڈ کا توپ خانہ سرکاری ملکیت ہے، اس لئے سرکار کو واپس کیا جانا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہتھیار ڈال دینے کے اول روز سے جب بسمارک کے ان قیدیوں نے پورا فرانس حوالے کرنے کے کاغذ پر دستخط کئے، لیکن خاص اس غرض سے کہ پیرس پر رعب داب رکھیں، اپنی ذاتی حفاظت کے بہت سارے ہتھیار بند دستے بچا کر رکھ لئے شہر والے خبردار ہو گئے۔ نیشنل گارڈ نے پھر سے اپنی تنظیم کی اور سارے اختیارات کا مالک ایک مرکزی کمیٹی کو بنا دیا جو بونا پارٹ کے چند پرانے دستوں کے بعض ٹکڑے چھوڑ کر، باقی تمام نیشنل گارڈ والوں کے ووٹ سے چنی گئی تھی۔ جب وہ وقت آیا کہ پروشیائی فوجیں شہر میں داخل ہوں، مرکزی کمیٹی نے یہ انتظام کیا کہ وہ توپیں اور مترالیوز جو ہتھیار ڈالنے کے حامی دغا فریب سے خاص انہیں ٹھکانوں میں یا ان کے آس پاس چھوڑ گئے تھے جہاں پروشیائی فوج کو چھاؤنی ڈالنی تھی، وہاں سے اٹھوا کر مون مارتر، بیلویل اور لا ویلیت میں رکھوا دیں۔ یہ وہ توپخانہ تھا جو نیشنل گارڈ کے چندوں سے جوڑا گیا تھا۔ 28 جنوری کو ہتھیار ڈالنے کی دستاویز میں بھی اس کی یہ پرائیویٹ حیثیت سے وہ ان ہتھیاروں کی فہرست سے بھی خارج رکھا گیا تھا جو سرکاری ملکیت میں شمار ہو کر فاتح کے سامنے ڈال دیے جاتے۔ مگر یہ شخص تیئر پیرس کے سر پر جنگ لانے کے چھوٹے سے چھوٹے بہانے سے بھی ایسا خالی ہاتھ ہو چکا تھا کہ اسے اتنا سفید جھوٹ بولنا پڑا کہ نیشنل گارڈ کا توپخانہ سرکاری ملکیت ہے۔

اس توپخانے پر قبضہ کر لینا صاف صاف ایک ابتدائی قدم تھا اس غرض سے کہ

پیرس کو بالکل ہی نہتا کر دیا جائے اور پھر 4 ستمبر کا انقلاب بے بس ہو کر رہ جائے۔ لیکن یہ وہ انقلاب تھا جو فرانس کی قانونی حیثیت بن چکا تھا۔ ہتھیار ڈالنے کی دستاویز تک میں فاتح طاقت ریپبلک کو تسلیم کر چکی تھی جو اسی انقلاب کی دین تھی۔ اور ہتھیار ڈالنے کے فوراً بعد باہر کی طاقتوں نے بھی اسے مان لیا تھا اور اسی کی طرف سے قومی اسمبلی طلب کی گئی تھی۔ بوردو میں بیٹھی ہوئی قومی اسمبلی اور اس کی انتظامی طاقت دونوں کی قانونی حیثیت اسی انقلاب کی بدولت تھی جو پیرس کے محنت کشوں نے 4 ستمبر کو برپا کیا تھا۔ اگر یہ انقلاب نہ ہوا ہوتا تو پھر قومی اسمبلی کو فوراً اس قانون ساز اسمبلی کے لئے جگہ خالی کرنی پڑتی جو پروشیا کی نہیں بلکہ فرانس کی حکومت کے سائے میں عام رائے دہندگی کی بنا پر 1869 میں چنی گئی تھی اور انقلابی ہنگامہ اس اسمبلی کو نکال باہر کر چکا تھا۔ اگر 4 ستمبر کے انقلاب کی قانونی حیثیت نہ ہوتی تو تیئر اور اس کے داخلہ باز دو نمبریوں کو، کا ئینا 50 جانے کی سزا سے بچنے کے لیے لوئی بونا پارٹ کے دستخطوں سے نیک چلنی کی امانت داخل کرنی پڑتی۔ یہ قومی اسمبلی، جسے پروشیا کے ساتھ صلح کی شرطیں طے کرنے کا مختار بنایا گیا، خود اسی انقلاب کے واقعات میں سے ایک واقعہ تھی اور اس کی اصلی ہستی ہتھیار بند پیرس کی صورت میں آنکھوں کے سامنے تھی، اس پیرس کی صورت میں، جس نے یہ انقلاب برپا کیا، وہ پیرس جس نے انقلاب کی خاطر پانچ مہینے تک پیٹ پر پتھر باندھ کر، مصیبتیں بھر کر محاصرے کا مقابلہ کیا، وہ پیرس جس نے تروشیو کی چالوں سے بے نیاز ہو کر، غنیم سے مسلسل ٹکر لیتے ہوئے یہ راہ بنائی کہ صوبوں میں جم کر اپنی حفاظت کی جنگ لیتے ہوئے یہ راہ بنائی کہ صوبوں میں جم کر اپنی حفاظت کی جنگ جاری رکھی جائے۔ اور اب پیرس کے سامنے دو ہی راستے رہ گئے تھے یا تو بوردو کے فتنہ پرور بردہ فروشوں

کے توہین آمیز حکم پر اپنے ہتھیار رکھ دیتا، اور یہ مان لیتا کہ 4 ستمبر کے انقلاب کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ لوئی بوناپارٹ کے ہاتھ سے طاقت نکل کر تخت و تاج کے دوسرے دعویداروں کو چلی جائے، یا پھر فرانس کی خاطر تن من دھن کی قربانی کے لئے اسے اٹھ کھڑے ہونا تھا، وہ فرانس جسے انتہائی بربادی سے بچانے اور نئی زندگی کی روح دوڑانے کی بس ایک ہی سبیل رہ گئی تھی کہ ان سیاسی اور سماجی حالات کے بندھن انقلابی وار سے کاٹ کر پھینک دئے جائیں جن کی بدولت دوسری شہنشاہی پڑی تھی اور اس کی سرپرستی میں وہ اور بھی گل سڑ چکے تھے۔ پانچ مہینے کی فاقہ کشی نے پیرس کو نڈھال کر رکھا تھا مگر اس کے پاؤں میں ذرا لغزش نہ آئی۔ ہمت مردانہ نے اسے ان فرانسیسی سازشیوں سے ٹکر لینے پر کمر بستہ کر دیا، حالاں کہ خود فرانس کے قلعوں سے پروشیائی توپیں اپنے دہانے کھولے کھڑی تھیں۔ پیرس کو جس خانہ جنگی میں پھنسانے کی کوشش کی جا رہی تھی، اس کو رد کرتے ہوئے مرکزی کمیٹی برابر دفاع کی پوزیشن پر قائم رہی اور اس نے نہ اسمبلی کی اشتعال انگیزی پر دھیان دیا، نہ انتظامیہ کی غاصبانہ حرکتوں پر، نہ اس خطرے سے وہ بدحواس ہوئی کہ پیرس کے اندر اور باہر فوجوں کی یورش بڑھتی جا رہی ہے۔

اور اب تیئر نے خانہ جنگی شروع کر دی۔ اس نے پولیس والوں اور کئی چھاؤنی رجمنٹوں کو وینوآ کی سرکردگی میں رات کی تاریکی میں بھیج کر مون مارتر پر ڈاکہ ڈلوا دیا تاکہ نیشنل گارڈ کے توپخانے پر ایکا ایکی قبضہ کر لیا جائے۔ سب کو معلوم ہے کہ نیشنل گارڈ کے منہ توڑ مقابلے اور فوجیوں کے عام لوگوں سے مل جانے کی بدولت اس کوشش کا کیا انجام ہوا۔ اوریل دی پلادین فتح کا خبرنامہ پیشگی چھاپ ڈالنے والا تھا اور تیئر کے پاس coup detat (حکومت کا تختہ الٹنے کو مکمل کرنے والے احکام

لکھے ہوئے تیار تھے۔ان سب پر پانی پھر گیا اور ان کی جگہ ایک اعلان عام نکلا جس میں تیئر کے اس شریفانہ فیصلے کی خبر درج تھی کہ نیشنل گارڈ کے ہتھیار اسی کو بخشے جاتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ فتنہ پردازوں سے نمٹنے میں نیشنل گارڈ حکومت کے گرد جمع ہو کر ان ہتھیاروں سے کام لے گا۔نیشنل گارڈ کے 3 لاکھ جوانوں میں سے صرف تین سو ایسے نکلے جنھوں نے بالشتیے تیئر کی صدا پر کان دھرے تا کہ اسے خود اپنوں سے بچانے کے لئے گرداگرد حلقہ بنالیں۔مزدوروں کا 18 مارچ والا شاندار انقلاب پورے پیرس کو اپنی رو میں بہالے گیا۔مرکزی کمیٹی اس کی عارضی سرکار قرار پائی۔معلوم ہوا کہ یورپ لحہ بھر کو تو ٹھٹک کر رہ گیا کو سرکار اور جنگ کے جو سنسنی خیز واقعات آنکھوں دیکھتے گزرے ہیں حقیقت بھی ہیں یا نہیں: کہیں بھولے بسرے دنوں کا خواب تو نہیں دیکھا؟

18 مارچ سے لے کر اس دن تک جب وارسائی کی فوجیں پیرس میں گھس پڑیں، پرولتاری انقلاب جبر اور زیادتی کی ان حرکتوں سے جو "اونچے طبقوں" کے انقلاب، خاص کر انقلاب دشمن ہنگاموں میں ضرورت سے زیادہ ہوا کرتی ہیں، اتنا پاک صاف رہا کہ دشمنوں کے پاس ہائے واویلا مچانے کے لئے جنرل لیکونت اور جنرل کلیماں تھامس کی پھانسی اور ویندوم والے واقعے کے سوا کوئی اور بہانہ تک نہیں رہ گیا۔

بونا پارٹ کے فوجی افسروں میں سے ایک شخص، جنرل لیکونت، جو مون مارتر پر رات کو چڑھائی کرنے گیا تھا، اس نے چھاؤنی کی 81ویں رجمنٹ کو چار بار حکم دیا کہ پیگال چوک کے مجمع پر گولی چلوادی۔جب فوجیوں نے حکم نہ مانا تو وہ بازاری گالیوں پر اتر آیا۔

اس کے جوانوں نے عورتوں اور بچوں کو بھون ڈالنے کے بجائے اسی کو گولی سے اڑا دیا۔مزدور طبقے کے دشمنوں کے زیر تربیت رہ کر فوج والوں میں جو عادتیں خوب پختہ ہو چکی ہوں اگر خود فوجی اپنی صف بدل کر مزدوروں میں آملیں تو وہ عادتیں چٹکی بجاتے نہیں بدلا کرتیں۔انہی فوجیوں نے جنرل کلیماں تھامس کو بھی گولی ماردی۔

"جنرل" کلیماں تھامس جو پہلے اپنے کوارٹر ماسٹر سرجنٹ کے عہدے سے کچھ خوش نہیں تھا، لوئی فلپ کے آخر دور حکومت میں ریپبلکن اخبار "نیشنل"51 کی ملازمت میں آگیا اور دوہری ذمہ داری اپنے سر لے لی ایک تو چیف ایڈیٹر کا قائم مقام gerant responsable بنا (1871 اور 1891 کے جرمن ایڈیشنوں میں یہاں یہ الفاظ تھے "وہ جو خود قید و بند اپنے سر لیتا ہے")، دوسرے اس چوکھی لڑنے والے اخبار کے کالموں میں اس نے دو بدو لڑنا شروع کر دیا۔جب فروری1848 کا انقلاب ہوا اور "نیشنل" اخبار والے طاقت میں آگئے تو انہوں نے اس پرانے کوارٹر ماسٹر کو پلٹ کر پھر جنرل بنا دیا۔اور یہ واقعہ جون1848 کی اس سفاکی کے موقع پر ہوا جس کی ذلیل سازشی تیاری میں وہ ژیول فاور کی طرح خود شریک بھی تھا اور اس کا سب سے بے درد جلاد بھی بنا۔اس خونی واقعے کے بعد وہ پھر نظروں سے اوجھل رہا اور پہلی نومبر 1870 تک کہیں نمودار نہیں ہوا۔عین اس سے ایک روز پہلے ڈیفنس کی سرکار نے، جو ٹاؤن ہال میں گھر گئی تھی، بلانکی اور فلورنس اور مزدوروں کے دوسرے نمائندوں سے حلفیہ وعدہ کیا کہ جو طاقت انھوں نے ہتھیائی ہے وہ اس کمیون کے حوالے کر دیں گے جو پیرس کے آزادانہ ووٹ سے چنا جائے 52 اپنا وعدہ تو کیا پورا کرتے انہوں نے پیرس پر تروشیو کے "برے تن" شکاری

چھوڑ دیے جنھوں نے بونا پارٹ کے کورسیکی فوجیوں کی جگہ لے لی 53۔ تنہا ایک جنرل تمیز یے تھا جس نے اس وعدہ خلافی کا الزام اپنے سر لینے سے انکار کر دیا اور نیشنل گارڈ کے کمانڈر انچیف کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ کیماں تھامس اس جگہ پھر جنرل بن گیا۔ جب تک وہ اپنے عہدے پر رہا، پروشیائی فوج سے جنگ کرنے کے بجائے پیرس نیشنل گارڈ سے لڑتا رہا. ان کے ہتھیار بند ہونے میں رکاوٹیں ڈالیں، محنت کشوں کی بٹالینوں کے سامنے بورژوازی کی بٹالینیں لگا دیں، ان افسروں کو چن چن کر نکالا جو تروشیو کے "منصوبے" کے خلاف تھے اور انہی پرولتاری بٹالینوں کو بزدلی کا الزام لگا کر توڑا، جن کی سورمائی جانی دشمنوں تک کو آج حیرت میں ڈالے ہوئے ہے۔ کلیماں تھامس پھولے نہیں سماتا تھا کہ پھر ایک موقع ہاتھ آ گیا ہے پیرس کے پرولتاری طبقے سے اپنا ذاتی بغض نکالنے کا، جو 1848 کے جون والے قتل عام میں ابھر کر سامنے آیا تھا۔ 18 مارچ کی تاریخ سے چند روز پہلے ہی اس نے وزیر جنگ لے فلو کے سامنے اپنی سکیم رکھی کہ پیرس کے canaille (گرے پڑے بے حیثیت لوگ) میں چنے ہوئے لوگوں کا ہمیشہ کے لئے قصہ ہی پاک کر دیا جائے۔" وینوآ کی شکست کے بعد اس سے رہا نہ گیا اور جائے واردات پر ایک شوقیہ جاسوس بن کر جا پہنچا۔ کلیماں تھامس اور لیکونت کی موت کی ذمہ داری مرکزی کمیٹی اور پیرس کے مزدوروں پر بس اتنی ہے جتنی پرنس آف ویلز (برطانوی راجکماری) پر ان لوگوں کی موت کی ذمہ داری، جو لندن میں شاہی سواری کے داخلے کے دن بھیڑ میں کچل کر مر گئے۔

ویندوم میدان پر نہتے لوگوں کا قتل عام ایک من گھڑت کہانی ہے جس پر خود تیئر اور "چودھریوں کی چوپال" دونوں بے وجہ خاموش نہیں رہے۔ لیکن اسے

پھیلانے کا کام چن کر یورپی اخبار نویسی کے دم چھلوں کو دے دیا گیا۔ وہ جو "ضابطہ پسند" بنے پھرتے تھے، پیرس کے رجعت پرست' 18 مارچ کی جیت کی خبر سن کر کانپ اٹھے۔ ان کی نظر میں یہ واقعہ ایسا تھا گویا عوام نے اپنے یوم حساب کا صور پھونک دیا۔ جون 1848 سے لے کر 22 جنوری 1871 تک (54) جتنے لوگ ان کے ہاتھوں خاک وخون میں ملے تھے وہ نظروں میں پھرنے لگے۔ بدحواسی ہی ان ظالموں کی سزا بن گئی۔ پولیس افسروں کے، نہ صرف یہ کہ ہتھیار نہیں چھینے، انہیں گرفتار نہیں کیا، جو کرنا چاہیے تھا، بلکہ پیرس شہر کے پھاٹک چوپٹ کھول دیئے گئے تا کہ وہ نکل کر خیریت سے وارسائی پہنچ جائیں۔ ان "ضابطہ پسندوں" کو نقصان پہنچانا تو درکنار، یہ موقع بھی دے دیا گیا کہ وہ اکٹھے ہو جائیں، انہوں نے شہر خاص مرکز میں ہی چپ چاپ کئی ایک اڈے جما لئے۔ مرکزی کمیٹی کی اس رواداری کو، مسلح مزدوروں کی اس عالی ظرفی کو، جو ضابطہ پارٹی کے برتاؤ سے اس قدر مختلف تھی، اس نے مزدوروں کی بے بسی کا اقرار سمجھا۔ اسی لئے ضابطہ پارٹی والوں بے عقلی کا ایک پلان سوجھا، یہ کہ ظاہر میں ایک بے ہتھیار نکال کر وہ کام بنانے کی کوشش کی جائے جو وینوا اپنی توپوں اور مترالیوزوں سے نہیں نکال سکا تھا۔ 22 مارچ کو کھاتے پیتے خوشحال محلوں سے فیشن ایبل صاحبان کا ایک ہجوم چلا، جس میں ہر قسم کے (بانکے چھیلے petits creves) بھرے تھے۔ جلوس کے آگے آگے شہنشاہی کے مشہور پروردہ' جیسے ہیکرین' کیوت لوگاں' آنری دی پین، وغیرہ تھے۔ بزدلی کے مارے پرامن جلوس کا پردہ رکھا تھا لیکن اندر سے ڈاکوؤں کے ہتھیاروں سے لیس، یہ بدمعاش مارچ کرتے ہوئے بڑھے، راستے میں اکا دکا پہرے کے نیشنل گارڈ والوں اور چوکیوں سے ہتھیار چھینتے اور ان کی توہین کرتے چلے جا

رہے تھے۔ دے لا پے روڈ سے نکلتے وقت انہوں نے نعرے لگائے ''مرکزی کمیٹی مردہ باد: قاتل مردہ باد: قومی اسمبلی زندہ باد:'' اور کوشش کی کہ ناکہ بندی توڑ کر حلہ بول دیں اور وینددوم میدان میں نیشنل گارڈ کے ہیڈ کوارٹر پر اچانک قبضہ کر لیں۔ ان کی طرف سے پستول داغے گئے تو جواب میں sommations (ہجوم بکھرنے کی وارننگ) دی گئی (55)۔ اور جب بار بار کے کہنے کا بھی کوئی اثر نہ ہوا تو نیشنل گارڈ کے جنرل (برژیرے) نے فائرنگ کا حکم دے دیا۔ ایک باڑھ چلی تو خالی الذہن لوگوں کا یہ ہجوم بھاگ کھڑا ہوا' جو اس وہم میں مبتلا تھا کہ ''عزت دار آدمیوں'' کے مجمع کی ایک جھلک دیکھتے ہی پیرس کے انقلاب پر ویسا جادو کا اثر ہوگا جیسا اریحیا (jericho) کی فصیل پر جوشوا کے ڈھول تاشوں کا ہوا تھا۔ ان صاحبان نے منہ اٹھا کر بھاگتے وقت گارڈ کے دو آمیوں کو جان سے مار ڈالا اور نو آدمی زخمی کر دیے (ان نو میں مرکزی کمیٹی کا بھی ایک ممبر تھا مالؤ ورنال)۔ جائے واردات پر' جہاں انہوں نے معرکہ سر کیا، جا بجا ریوالور، خنجر' نیزے اور اسی قسم کے ہتھیار پکڑے ہوئے تھے جو ان کے ''پرامن'' جلوس کا ''خالی ہاتھ'' نکلنا ثابت کرنے کو کافی تھے۔ جب نیشنل گارڈ نے 13 جون 1849 کو مظاہرہ کر کے روم پر فرانسیسی فوج کے غارت گرانہ حملے کے خلاف احتجاج کیا تھا تو یہ واقعی ایک پر امن جلوس تھا۔ لیکن تب قومی اسمبلی اور خاص کر تیر نے شنگارنیے کو' جو ضابطہ پارٹی کی طرف سے جنرل کے عہدے پر تھا، سماج کا محافظ قرار دے کر اس بات کی داد دی تھی کہ اس نے بے سرو سامان ہجوم عام کو فوج کے نرغے میں لے لیا اور چوطرفہ گولی برسا کر 'تلواروں سے کاٹ کر اور گھوڑوں سے کچل کر رکھ دیا۔ پیرس میں اس وقت محاصرے کی حالت کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ دیوفور نے قومی اسمبلی میں جلدی جلدی جبر و ستم

کے نئے قانون پاس کرائے تھے۔ تازہ گرفتاریوں، جلاوطنی اور دہشت کا دور دورہ ہو گیا تھا۔ لیکن وہ جنہیں ''نچلے طبقے'' کہا جاتا ہے، دوسری طرح پیش آتے ہیں۔ 1871 کی مرکزی کمیٹی نے ''پرامن جلوس'' کے ان سورماؤں کو نظر انداز کر دیا، اور اتنا نظر انداز کیا کہ دو ہی دن بعد ایڈمرل سیسے کی سرکردگی میں انہیں پھر اس ہتھیار بند جلوس نکالنے کی ہمت ہوئی جو آخر وارسائی کی طرف مشہور دیوانہ وار فرار پر تمام ہوا۔ مرکزی کمیٹی چوں کہ دل سے اس خانہ جنگی میں پڑنے کے خلاف تھی جو تیئر نے مون مارتر پر نقب زنوں کی طرح حملے سے شروع کی تھی، اس لئے ایک بڑی فاش غلطی کر گئی کہ اسی وقت وارسائی پر چڑھائی کر دینی چاہیے تھی۔ تب تک وارسائی والوں کے پاس اپنے بچاؤ کا سر و سامان بھی نہ تھا، اور ہمیشہ کے لئے تیئر کی اور اس کے '' چودھریوں کی چوپال'' والوں کی سازش کا قصہ پاک کر دیا جاتا۔ اس کے بجائے ضابطہ پارٹی کو پھر مہلت دے دی گئی کہ وہ 26 مارچ کو کمیون کے چناؤ میں اپنی طاقت آزما لے۔ اس روز پیرس کے میئر کے دفتروں میں ضابطہ پارٹی والوں نے اپنے ضرورت سے زیادہ عالی ظرف فاتحوں کے ساتھ صلح صفائی کی باتیں کہیں اور سنیں، لیکن دل میں قسم کھالی کہ وقت آنے پر انہیں کچا چبا جائیں گے۔

اب ذرا تصویر کا دوسرا رخ دیکھیں۔ تیئر نے پیرس پر اپنی دوسری مہم اپریل کے شروع میں روانہ کر دی۔ پیرس کے قیدیوں کے پہلے جتھے کو جو وارسائی لایا گیا تھا، انتہائی بے دردانہ اذیتیں دی گئیں۔ ارنسٹ پکار پتلون کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ٹہلتا رہا، قیدیوں پر فقرے کستا رہا اور تیئر اور فاور کی بیگمات خواصوں کے جھرمٹ میں چھجوں پر سے ان قیدیوں کے ساتھ وارسائی کے ہجوم کا برتاؤ دیکھ کر تالیاں بجاتی اور شاباش دیتی رہیں۔ چھاؤنی کے قید کئے ہوئے فوجی بیدردی سے قتل کر

دئے گئے ۔لوہے کی ڈھلائی کرنے والے ہمارے بہادر ساتھ، جنرل دوال کو کسی قسم کی صفائی کا موقع دیے بغیر گولی سے اڑا دیا گیا۔ گیلی فے نے جو اپنی اس بیوی کا کھیل کھیل رہا تھا جس نے دوسری شہنشاہی کے زمانے میں بے شرمی کی حرکتوں میں بڑا نام پیدا کیا ہے، ایک اعلان نکال کر یہ ڈینگ ماری کی اچانک حملے میں اس کے فوجیوں کے ہاتھ پڑنے والے اور بے ہتھیار کیے ہوئے نیشنل گارڈ کے ایک دستے کو کپتان اور لیفٹیننٹ سمیت حکم خاص سے قتل کر دیا گیا۔ میدان سے بھاگنے والے وینوآ کو تیئر نے فرانس کا بڑا اعزار " گرینڈ کراس " بخشا کیونکہ اسی نے حکم عام جاری کیا تھا کہ کمیون والوں میں جو بھی چھاؤنی کا جواں ہاتھ آئے اسے گولی مار دی جائے ۔سیاسی پولیس کے افسر دیمارے کو اس کارنامے کا انعام ملا کہ عالی حوصلہ اور شیر دل فلورنس کو دغا دے کر اس نے بوٹی بوٹی کر ڈالا، اسی فلورنس کو جس نے 31 اکتوبر 1870 کو قومی ڈیفینس کی حکومت کی جان بخشی کر دی تھی ۔ (56)۔ اس قتل کی "ہمت افزا تفصیلات" تیئر نے قومی اسمبلی کے ایک اجلاس میں خوب بغلیں بجا کر بیان کیں ۔ پارلیمنٹری شیخ چلی کی بھڑکی ہوئی خودپسندی کے زعم میں، جیسے تیمور لنگ کا پارٹ ادا کرنا تھا، تیئر نے ان لوگوں کو جو اس کی بالشتیا عظمت کے خلاف کھڑے ہوئے، وہ حق بھی نہیں دیا جو جنگی دشمن کو دیا جاتا ہے اور یہ بھی ماننے کو تیار نہ ہوا کہ زخمیوں کی مرہم پٹی کے ٹھکانے غیر جانبدار رکھے جائیں۔ اس بندر سے بڑھ کر اور کون خطرناک ہو سکتا ہے جسے وقتی طور پر چھوٹ مل گئی ہو شیر کی طرح پھاڑ کھانے کی فطرت کو تسکین دینے کی ۔اس بند شیر کی تصویر ناول نگار والٹیئر نے پہلے ہی کھینچ دی تھی ۔ (ملاحظہ ہو والٹیئر کا ناول کندید)۔

7 اپریل کو کمیون کا یہ فرمان نکلنے کے بعد بھی کہ پیرس کو وارسائی والے ڈاکوؤں

کی آدم خوری سے بچانا، اور آنکھ کا انتقام آنکھ اور دانت کا انتقام دانت سے لینا، (57) ہمارا فرض ہے اور ہر زیادتی کا جواب دیا جائے گا، تیئر نے قیدیوں پر وحشیانہ ظلم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اوپر سے اپنے بلیٹوں میں ان الفاظ کے ساتھ ان کی تذلیل کرتا رہا کہ "ایماندار لوگوں کی غمزدہ نظروں نے آج تک اتنی بے ایمان جمہوریت کے اس سے زیادہ بے ایمان نمائندوں کی صورت نہیں دیکھی تھی۔" یعنی ایسے ایمان دار لوگوں نے جیسے خود تیئر اور اس کے دس دسمبری وزیروں کی ٹولی۔ تاہم اتنا ہوا کہ قیدیوں کو گولی سے اڑانا کچھ عرصے کے لئے روک دیا گیا۔ لیکن جیسے ہی تیئر اور اس کے دس دسمبری جنرلوں کو پتہ چلا کہ کمیون کا وہ بدلہ لینے والا فرمان خالی خولی دھمکی ہے، نیشنل گارڈ کے بھیس میں پیرس کے اندر پکڑے جانے والے پولیس (ژندارم) مخبر، یہاں تک کہ وہ پولیس والے جن کے پاس سے آتش گیر گولے نکلے، یوں ہی بخش دیے گئے تو پھر انہوں نے قیدیوں کو ایک سرے سے گولیوں کا نشانہ بنانا شروع کر دیا اور بالکل آخر تک یہ سلسلہ لگاتار چلتا رہا۔ جن گھروں میں نیشنل گارڈ کے فوجی جا چھپے تھے، انہیں سیاسی پولیس والوں نے گھیر کر، پٹرول (اس جنگ میں پہلی دفعہ مٹی کا تیل استعمال ہوا) چھڑک کر آگ لگا دی۔ جلی ہوئی لاشیں بعد میں اخباروں کی ایمبولینس گاڑیوں نے تیرن محلے میں نکالیں۔ 25 اپریل کو بیل اپن کے مقام پر چار نیشنل گارڈ والوں نے گھڑ سوار فوجیوں کی ایک ٹکڑی کے سامنے ہتھیار ڈالے تھے۔ بعد میں سواروں کے کپتان نے جسے جنرل گیلی فے سے داد ملنی چاہیے ایک ایک کر کے ان چاروں کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔ ان چاروں میں شیفر نام کا ایک شخص جسے مردہ جان کر چھوڑ دیا گیا تھا، کسی طرح گھسٹتا ہوا پیرس کی اگلی چوکیوں تک پہنچ گیا اور اسی کی زبانی کمیون کے ایک کمیشن کے سامنے اس واقعے کی

تصدیق ہوئی۔ بعد میں جب تولین نے وزیر جنگ لےفلو سے اس کمیشن کی رپورٹ کی بابت سوال پوچھا تو "چودھریوں کی چوپال" کے ممبروں نے اتنا شور مچایا کہ اس کی آواز دب گئی اور لےفلو کو جواب دیتے بن نہیں پڑا۔ ان کی "شاندار" فوج کی توہین ہو جاتی اگر اس کے کارنامے گنوائے جائے۔ مولین ساکے کے مقام پر کمیون کے سوتے ہوئے آدمی اچانک پکڑ کر کس طرح سنگینوں سے چھیدے گئے، اور کلامار میں کس طرح لوگوں کو گولیوں سے بھون ڈالا گیا، یہ خبریں تیئر نے کچھ اس بے احتیاطی سے شائع کر دیں کہ لندن کے اخبار ٹائمس (58) تک کے اعصاب جھنجھنا اٹھے، جس پر ایسے واقعات کا کچھ خاص اثر نہیں ہوتا۔ لیکن آج مضحکہ خیز معلوم ہو گا کہ ہم ان دردناک مظالم کا شمار کریں صرف شروع کے جو پیرس پر گولے برسانے والے اور غیر ملکی حملے کی آڑ میں بردہ فروشوں کی بغاوت اکسانے والے کر چکے ہیں۔ کبھی پارلیمنٹ میں تیئر کے منہ سے یہ لفظ نکلے تھے کہ میرے بونے کاندھوں پر کمر توڑنے والی ذمہ داریاں آ پڑی ہیں، مگر آج چار طرف بربادی کے اس منظر میں وہ اپنے بلیٹن میں بڑھ بڑھ کر جو دعوے کرتا ہے کہ اسمبلی کا اجلاس اطمینان سے چل رہا ہے، اور کبھی دسمبری جنرلوں کے ساتھ، کبھی جرمن شہزادوں کے ساتھ جو مستقل دعوتیں اڑاتا رہتا ہے، ان سے تو یہی ثابت ہو گا کہ جنرل لیکونت اور کلیماں تھامس کے بھوت بھی اس کا ہاضمہ خراب نہیں کر سکے۔

3

18 مارچ 1871 کی صبح سویرے" کمیون زندہ باد" کے فلک شگاف نعروں سے پیرس والوں کی آنکھ کھلی۔ کمیون ایسا کون سا ابوالہول ہے جس نے بورژوازی کی عقلیں گم کر رکھی ہیں؟

مرکزی کمیٹی نے اپنے 18 مارچ کے مینی فیسٹو میں لکھا:

"پیرس کے پرولتاریوں نے حاکم طبقوں کی کمزوری اور بدعہدی دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ وہ وقت آ پہنچا جب مصیبت سے نکلنے کے لئے انہیں سماجی معاملات کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لینی چاہئے... انہوں نے دیکھ لیا کہ فرض کا تقاضا اور ان کا یہ قطعی حق ہے کہ سرکاری طاقت سنبھال کر اپنی قسمتوں کے مالک آپ بن جائیں۔"

لیکن مزدور طبقہ یہ نہیں کرسکتا کہ تیار سرکاری مشین پر قبضہ کرکے اسے اپنے مقاصد کے لیے چالو کردے۔

مرکزیت لئے ہوئے سرکاری طاقت، مستقل فوج، پولیس، نوکر شاہی، مذہبی اور عدالتی اداروں سمیت، جو ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں، اور جو کاموں کی باقاعدہ اور پشت در پشت تقسیم کے اصول پر بنے ہیں، مطلق العنان بادشاہی کے اس زمانے سے چلی آرہی ہے جب وہ جاگیرداری کے توڑ پر ابھرتے ہوئے درمیانی طبقے کا ایک کارگر ہتھیار بن گئی تھی۔ پھر بھی کئی جالے لگے رہے، بڑے تعلقہ داروں کے خاص حقوق، مقامی امتیاز، شہری اور کاریگروں کی برادری کے اجارے، اور صوبائی قانون۔ان سب نے اس کی ترقی میں کھنڈت ڈالی۔ اگلے وقتوں کے ان تمام جالوں کو 18 ویں صدی کے انقلاب فرانس کی زبردست جھاڑو نے اتار کر صاف کردیا اور یوں بیک وقت وہ زمین بھی پرانا کباڑ جھاڑ پونچھ کر تیار کردی جس پر وہ عمارت کھڑی ہونی تھی جسے نئے زمانے کی سرکاری مشینری کہنا چاہیے۔یہ عمارت اس پہلی شہنشاہی کے زمانے میں اٹھی کہ وہ شہنشاہی یا سلطنت بھی پرانے نیم جاگیرداری یورپ کی ان ملی جلی جنگوں کا نتیجہ تھی جو نئے فرانس کے خلاف لڑی گئیں۔بعد کی عملداریوں میں، حکومت جو پارلیمنٹ کے کنٹرول میں رکھی گئی، یعنی براہ راست صاحب جائیداد طبقے

کے قبضہ قدرت میں، وہ نہ صرف یہ کہ بڑے قومی قرضوں اور بھاری ٹیکسوں کی آما جگاہ بن گئی' نہ صرف یہ کہ حکمراں طبقوں کی رسہ کشی کرنے والی ان ٹکڑیوں اور داؤ لگا نے والوں کے درمیان چھینا جھپٹی کا سبب بن گئی جو سرکاری طاقت کی طرف اس لئے کھنچے چلے آتے تھے کہ اس سے انہیں اچھی آمدنی' اثر' اختیار اور منافع بخش عہد ے ہاتھ لگیں گے، چنانچہ سماج کی معاشی تبدیلی کے ساتھ سرکاری طاقت کا سیاسی کیر کٹر بھی بدل گیا۔ موجودہ زمانے کی صنعتی ترقی جتنی بڑھتی گئی، سرمائے اور محنت کے درمیان طبقاتی ٹکراؤ جتنا پھیلتا اور گہرا ہوتا گیا' سرکاری طاقت اسی قدر اور محنت کے اوپر سرمائے کی قومی طاقت بنتی چلی گئی، ایسی سماجی قوت میں بدلتی گئی جو تیار ہی اس لئے کی گئی کہ اوروں پر سماجی غلبہ قائم کرے' اور وہ طبقاتی غلبے کا آلہ کار بن کر رہ گئی ۔ ہر ایک انقلاب کے بعد، یعنی طبقاتی کشمکش کے ہر ایک بڑھنے والے قدم کے بعد سرکاری طاقت کا ظالمانہ جابرانہ کردار زیادہ سے زیادہ کھل کر سامنے آتا ہے۔ 1830 کے انقلاب نے زمین جائیداد والوں سے طاقت چھین کر سرمایہ داروں کے حوالے کر دی۔ یوں کہیے کہ مزدور طبقے کے جو دور کے دشمن تھے ان کے ہاتھو ں سے لے کر سامنے کے دشمن کو دے دی۔ فروری کے انقلاب کے نام پر سرمایہ دار ریپبلکنوں نے جب سرکاری طاقت سنبھالی تو اس سے جون والے قتل عام کا کام لیا ' تاکہ مزدور طبقے کے ذہن نشین کر دیا جائے کہ ''سماجی'' ریپبلک کا مطلب ہے ایسی ریپبلک جو اسے سماجی ماتحتی میں رکھے گی' شاہی رجحان رکھنے والے عام سرمایہ دارو ں اور جاگیردار طبقے کو اطمینان دیا جائے کہ حکومت چلانے کا دردسر اور نفع زر بورژو ا ''ریپبلکنوں'' کو سونپ کر فکر سے آزاد ہو سکتے ہیں۔ لیکن جون کا ایک شاندار کارنا مہ انجام دیتے ہی ان بورژوا ریپبلکنوں کو اگلی صف چھوڑ کر ضابطہ پارٹی کے پیچھے کی

صف میں ٹھکانا ملا اور یہ پارٹی کیا تھی، بھان متی کا کنبہ تھا جس میں دوسروں کا حق مار لینے والے طبقے کے ایک دوسرے سے دست وگریباں گروہ اور فریق سر جوڑ کر کھلم کھلا اس طبقے کے مقابل کھڑے ہو گئے تھے جو مال پیدا کرتا ہے۔ ان کی جوائنٹ اسٹاک (مشترکہ کمپنی) گورنمنٹ کی صحیح شکل وہ پارلیمنٹری ریپبلک تھی جس کا صدر لوئی بونا پارٹ بنا۔ ان لوگوں کی عملداری کٹر طبقاتی دہشت کا اور " بے حیثیت عوام" کی سوچی سمجھی توہین کا راج تھی۔ تھیر کے لفظوں میں اگر پارلیمنٹری ریپبلک" انہی کو سب سے کم بانٹتی تھی" (یعنی حکمران طبقے کے مختلف گروہوں کو) لیکن اسی پارلیمنٹری ریپبلک نے تھوڑی سی تعداد والے اس طبقے کو اس پورے ساجی وجود سے دور کر دیا تھا جو اس طبقے کے باہر جی رہا تھا، ان دونوں کے درمیان خلیج حائل کر دی تھی۔ پچھلی عملداریوں میں الگ الگ دھڑے ہونے کے باعث سرکاری اختیارات کے استعمال پر ایک بندش رہا کرتی تھی' اب ان کے یکجا ہونے کی بدولت وہ بندش ہٹ گئی۔ پرولتاریہ کی شورش کا خطرہ دیکھتے ہوئے انہوں نے سرکاری طاقت کو بڑی بے رحمی سے ایسے استعمال کیا کہ وہ محنت کے خلاف سرمائے کی صاف صاف قومی جنگی مشین بن گئی۔ پیداوار کرنے والے عوام پر اس لگاتار صلیبی حملے نے ایک طرف تو ان سے یہ کرایا کہ انتظامیہ طاقت کو مخالفت کا سر کچلنے کے لئے زیادہ سے زیادہ اختیارات دیتے گئے، دوسری طرف رفتہ رفتہ خود اپنے ہی گڑھ' مطلب یہ کہ قومی اسمبلی کو انتظامیہ طاقت کے مقابلے میں بچاؤ کے ذریعوں سے محروم کرتے چلے گئے۔ لوئی بونا پارٹ نے، جو خود اپنی ہستی سے انتظامیہ طاقت تھا، حکمران طبقے کے نمائندوں کو نکال باہر کیا۔ یوں دوسری شہنشاہی ضابطہ پارٹی کی ریپبلک کا ایک قدرتی نتیجہ بنی۔

یہ شہنشاہی، جسے حکومت کا تختہ الٹنے سے پیدائش کا سرٹیفیکیٹ ملا، عام رائے دہندگی کے حق سے دست و بازو ملے اور تلوار کے زور سے قانون کا نفاذ ملا، اس نے صاف کہہ دیا کہ کسانوں کے بل پر کھڑی ہے، یعنی پیداواری آبادی کی اس بڑی بھاری تعداد کے بل پر، جسے سرمائے اور محنت کی کشمکش سے براہ راست کوئی سروکار نہیں۔ اس شہنشاہی نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ اس نے مزدور طبقے کو بچالیا، وجہ یہ کہ پارلیمنٹری طرز حکومت کو توڑ دیا اور اس کے ساتھ حکومت کا بے نقاب ہوکر صاحب حیثیت طبقوں کو بچالینے کا دعویٰ بھی ختم کر دیا گیا، وجہ یہ ہے کہ مزدور طبقے پر ان کے معاشی غلبے کو سنبھالے رکھا۔ اور آخر یہ شہنشاہی اس بات کی دعویدار ہوئی کہ قومی عروج کے جو آثار اس نے پھر سے پیدا کئے ہیں ان کے گرد سارے طبقوں کو جوڑ سمیٹ کر لے آئی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے وقت میں جب بورژوازی نے قوم کا انتظام کرنے کی قابلیت کھو دی تھی اور مزدور طبقے نے ابھی یہ صلاحیت پیدا نہیں کی تھی، صرف یہ شہنشاہی حکومت کی ایک ممکن صورت تھی۔ ساری دنیا نے مان لیا کہ یہ حکومت سماج کو بربادی سے بچانے والی ہے۔ اس کا عمل دخل ہو جانے سے بورژوا سماج کو سیاسی جھمیلوں سے فرصت ملی اور وہ ترقی کے اس مقام پر پہنچا جہاں خود اپنے زمانے میں نہیں پہنچا تھا۔ صنعت اور تجارت دونوں میں بے پناہ تیازی آئی، سٹے کے کاروبار میں اپنے اور خیر سبھوں نے خوب ہاتھ رنگے۔ عام لوگوں کا افلاس اس رفتار سے بڑھا جیسے جرم و فریب پر پلنے والے بے لگام عیش و عشرت، اور نمود و نمائش کی چمک دمک بڑھتی گئی۔ سرکاری طاقت جو بظاہر سماج کے سر سے کہیں اوپر تھی، حقیقت میں وہی اس سماج کے فتنوں کی جڑ اور ہر قسم کی بدچلنی کی آماجگاہ تھی۔ پروشیا تو دل سے آرزو مند تھا کہ اس قسم کے نظام حکومت کا مرکز پیرس سے برلن منتقل

کر دیا جائے، اس پروشیا کی سنگینوں نے اس سرکاری طاقت کا تمام پول کھول دیا اور اس طاقت نے جس سماج کو پروان چڑھایا تھا، اس کا کھوکھلا پن فوراً بے نقاب کر دیا۔ شہنشاہی عملداری سب سے بڑھ کر آبرو باختہ اور آخری شکل ہے اس سرکاری طاقت کی، جسے ابھرتے ہوئے درمیانی طبقے کے سماج نے جاگیرداری شکنجے سے اپنی جان چھڑانے کی ایک سبیل کے طور پر بنانا شروع کیا تھا اور جسے خوب ترقی یافتہ بورژوا سماج نے بالآخر محنت کو سرمائے کا غلام رکھنے کے لئے اپنا آلہ کار بنالیا۔

شہنشاہی کے بالکل برعکس تھا کمیون۔ پیرس کے پرولتاریہ نے "سماجی ریپبلک" کے جس نعرے سے فروری کے انقلاب کا استقبال کیا تھا، وہ ایسی ریپبلک کا دھندلا سا مقصد ظاہر کرتا تھا، جو نہ صرف طبقاتی غلبے کی شخصی بادشاہت والی شکل کا صفایا کر دے بلکہ خود طبقاتی غلبے کو ہی مٹا دے۔ ایسی ریپبلک کا ایک روپ تھا کمیون۔

پرانی سرکاری طاقت کا گڑھ اور مرکز پیرس، جو فرانس کے مزدور طبقے کا بھی سماجی قلعہ تھا، ہتھیار سنبھال کر تیئر اور اس کی "چودھریوں کی چوپال" کی ان کوششوں کا جواب دینے اٹھ کھڑا ہوا جو یہ لوگ اسی پرانی سرکاری طاقت کو پھر سے جمانے اور ہمیشہ قائم رکھنے کے لیے کرر ہے تھے، جو انہیں شہنشاہی سے ترکے میں ملی تھی۔ پیرس اس لئے مقابلے میں کھڑا ہو سکا کہ محاصرے کے دنوں میں فوج کے ہاتھ سے نکل گیا تھا اور نیشنل گارڈ نے فوج کی جگہ سنبھال لی تھی جس میں بہت بڑی تعداد میں مزدور ہی تھے۔ اب اس حقیقت کو ایک باقاعدہ شکل دینا باقی تھا چنانچہ پہلا حکم جو کمیون نے نکالا وہ یہ تھا کہ مستقل فوج کا خاتمہ کیا جاتا ہے اور ہتھیار بند عوام اس کی جگہ لیتی ہے۔

کمیون میونسپلٹی کے ان ممبروں سے مل کر بنا جو شہر کے مختلف حلقوں سے عام رائے دہندگی کے ذریعے چنے گئے تھے۔ یہ لوگ معاملات کے جواب دہ ٹھہرے اور کسی وقت بھی انہیں ہٹایا جا سکتا تھا۔ ان ممبروں کی اکثریت، ظاہر ہے کہ مزدور طبقے سے یا اس کے مانے ہوئے نمائندوں میں سے آئی تھی۔ کمیون کو پارلیمنٹری نہیں بلکہ خود کام کرنے والی کارپوریشن بننا تھا کہ بیک وقت قانون بھی بنائے اور قانون کی تعمیل بھی کرائے۔ پولیس جو تب تک مرکزی حکومت کا کل پرزہ ہوا کرتی تھی، فوراً اپنی تمام سیاسی کرگزاریوں سے محروم کر دی گئی، اسے کمیون کا ایک ذمے دار محکمہ قرار دے کر یہ شرط رکھ دی کہ کسی وقت بھی عہدے سے برطرف کی جا سکتی ہے۔ انتظامیہ کے تمام عہدے داروں پر یہی شرط عائد ہوتی تھی۔ کمیون کے ممبروں سے لے کر اوپر سے نیچے تک سب کو سماجی خدمات کا معاوضہ اتنا ہی ملنا تھا جتنا مزدوری میں ملتا ہے۔ اعلیٰ سرکاری عہدوں کو جو خاص حقوق اور الاؤنس وغیرہ ملا کرتے تھے، وہ سب ان عہدوں کے ساتھ ہی رخصت ہو گئے۔ سماجی خدمات اب مرکزی حکومت کے مقرر کئے ہوئے کارندوں کی نجی ذمہ داری نہیں رہ گئی۔ صرف میونسپل انتظام نہیں، بلکہ اور تمام کاموں میں پہل کرنا بھی، جو سرکار کے دائرہ اختیار میں تھا، کمیون کے سپرد ہوا۔

باقاعدہ فوج اور پولیس برطرف کرنے، پرانی حکومت کے مادہ کل پرزوں کو ہٹانے کے ساتھ کمیون فوراً ادھر متوجہ ہوا کہ روحانی دباؤ کے کل پرزوں "پادریوں کے اقتدار" کو بھی توڑ پھوڑ کر برابر کیا جائے، اس تدبیر سے کہ کلیسا یا چرچ کو اسٹیٹ سے کوئی سروکار نہ ہو اور گرجاؤں کو جو دولت و جائداد کے اوقاف کے مالک تھے، ان سے بے دخل کر دیا جائے۔ پادریوں کو حکم ہوا کہ وہ عام شہری کی طرح زندگی کی

طرف واپس جائیں تا کہ اپنے قدیم علما اور مشائخ کی طرح وہ بھی اہل ایمان کی دی ہوئی روکھی سوکھی پر بسر اوقات کیا کریں تمام تعلیم گاہوں کے دروازے مفت تعلیم عامہ کے لئے کھول دیئے گئے اور انہیں کلیسا اور سرکار دونوں کے دائرہ اختیار سے باہر رکھا گیا۔اس طرح نہ صرف سکول کی تعلیم سب لوگوں کے لئے کھل گئی بلکہ علم کے پاؤں کی زنجیریں بھی اتار لی گئیں جن میں طبقاتی تعصّبات اور سرکاری اختیارات نے اسے جکڑ رکھا تھا۔

عدالتی عہدوں نے اپنی دکھاوے کی آزادی سے ہاتھ دھو لئے۔ یہ آزادی ایک پردہ تھا جس کے پیچھے وہ ہر ایک برسر اقتدار حکومت کے سامنے ماتھا رگڑتے، جب کوئی حکومت آتی تو وہ وفاداری کا حلف اٹھاتے اور وہ جاتی تو وفاداری بھی ساتھ لے جاتی تھی ۔دوسرے سماجی عہدہ داروں کی طرح اب عدالتی عہدہ داروں کے لئے بھی کھلے ووٹ سے چنا جانا، جوابدہ ہونا اور جگہ چھوڑنا طے پایا۔

پیرس کمیون کو، ظاہر ہے پورے فرانس کے بڑے بڑے صنعتی مرکزوں کے لئے ایک نمونہ پیش کرنا تھا۔ اگر پیرس میں اور دوسرے درجے کے مرکزوں میں یہ جماعتی (کمیون کی) عملداری کامیابی سے چل جاتی ،تو پرانی مرکزیت والی حکومت کو صوبوں میں بھی پیداوار کرنے والی آبادی کی خود انتظامی کے لئے جگہ چھوڑ کر ہٹ جانا پڑتا۔ قومی بندوبست کے اس مختصر خاکے میں،جس میں رنگ بھرنے کا کمیون کو وقت نہیں ملا، دوٹوک لفظوں میں یہ بتایا گیا ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے گاؤں بھی کمیون کی سیاسی شکل قائم ہوئی ہے اور دیہات کے حلقوں میں بھی مستقل فوج کی جگہ عوام کی ملیشیا کو اس طرح لینی ہے کہ عہدے کی میعاد بہت مختصر رہے۔دیہات کے حلقوں کے ہر ایک صدر مقام پر نمائندوں کی حلقہ کمیٹی بیٹھے اور ہر ایک حلقے کے

زرعی کمیون کے عام مسائل کا انتظام ہاتھ میں لے۔ پھر یہ حلقہ وار کمیٹیاں اپنے نمائندے چن کر قومی نمائندے بھیجیں جو پیرس میں منعقد ہو گا۔ یہ نمائندے سختی سے ان ہدایات کے پابند ہوں گے جو ان کے حلقے کی طرف سے انہیں دی گئی ہیں اور ہر وقت ان کو برطرف کیا جا سکے گا۔ تھوڑے سے لیکن نہایت اہم فرائض پھر بھی بچ رہے جو مرکزی حکومت کے ہاتھ میں رہنے والے تھے اور انہیں واپس نہیں لیا جا سکتا تھا۔ جیسا کہ ان کے بارے میں غلط بیانی سے کام لیا جا رہا ہے۔ بلکہ وہ پوری جماعتی کمیٹی (کمیون) کے سپرد تھے، یعنی انتہائی ذمے دار عہدے داروں کو سونپے گئے تھے۔ قوم کے اتحاد کو توڑ پھوڑ کر برابر نہیں کرنا تھا بلکہ اس کے برعکس کمیون کے سانچے میں ڈھل کر اسے ازسر نو مرتب ہونا تھا۔ قوم کا اتحاد حقیقت کے لباس میں اس صورت سے آنا تھا کہ اس سرکاری طاقت کا صفایا کیا جاتا جو خود اس قومی ایکتا کی مجسم ہستی کی دعویدار بن کر چاہتی تھی کہ قوم سے بے نیاز بھی ہو اور اس کے سر پر بھی کھڑی رہے۔ سچ پوچھئے تو یہ سرکاری طاقت قوم کے بدن پر ایک فالتو رسولی تھی۔ مدنظر یہ تھا کہ پرانی حکومت کے اختیارات میں جتنے جابرانہ محکمے ہیں، ان کو جڑ بنیاد سے صاف کر دیا جائے اور ان کی جائز کارگزاری اس طاقت کے ہاتھ سے چھین کر، جسے سماج سے بلند مرتبے پر فائز ہونے کا بے جا دعویٰ ہے، سماج کے ذمے دار خادموں کے سپرد کر دی جائے۔ بجائے اس کے کہیں تین یا چھ سال میں ایک بار یہ فیصلہ ہو کہ حکمران طبقے کا کون سا آدمی پارلیمنٹ میں لوگوں کی نمائندگی یا دھاندلی کرے گا، عام رائے دہندگی کا حق ان لوگوں کے، جو کمیون میں منظم ہوئے ہیں، اس طرح کام آئے جس طرح انفرادی چناؤ کا حق الگ الگ اس شخص کے کام آتا ہے جو روزگار دینے میں اپنے کاروبار کے لئے مزدور، نگران اور منشی چھانٹتا ہے۔ سب جانتے ہیں

متعلق بکی ہوئی محلّہ کمیٹیوں کی، خودغرض میونسپل کونسلروں کی، شہروں کے اندر قانون غربا کے ہنگامہ خیز سرپرستوں کی اور نوابی ریاستوں میں عملی طور پر پشت در پشت آنریری مجسٹریٹوں کی پخ بھی لگی ہوئی ہے۔ کمیون کی ساخت پرداخت سماج کے بدن کو وہ تمام طاقتیں واپس دلا دیتی جو یہ پھولی ہوئی رسولی جسے "ریاست" کہتے ہیں، اس بدن سے چوس کر خود تو اس پر پل رہی تھی لیکن جسم کی اٹھان کو روکے ہوئے تھی، اسی ایک عمل سے فرانس کو نئی زندگی کی شہ مل جاتی۔ فرانس کے صوبائی شہروں کی بورژوازی کو کمیون میں یہ نقشہ نظر آیا کہ بادشاہ لوئی فلپ کے زمانے میں دیہات پر جو اس کا عمل دخل لوئی نپولین کے دور میں چھن گیا اور اس کی جگہ بظاہر شہروں پر دیہات کا غلبہ قائم ہو گیا تھا۔ اصلیت یہ ہے کہ کمیون کی ساخت دیہات کے محنت کرنے والوں کو ہر علاقے کے بڑے شہروں کی ذہنی رہنمائی میں لاتی اور وہاں شہری مزدوروں کے روپ میں انہیں اپنے مفاد کے سیدھے سچے نمائندے نصیب ہو جاتے۔ خود کمیون کا وجود ہی اپنی لپیٹ میں لوکل سیلف گورنمنٹ (میونسپل انتظام) کی شان رکھتا تھا لیکن وہ اس سرکاری طاقت کا جواب نہیں تھا جواب غیر ضروری ہو چکی تھی۔ صرف کسی بسمارک کے دماغ میں یہ بات آسکتی ہے، وہ جو ایسے داؤ پیچ میں لگا رہتا ہے جہاں لہو اور لوہا سب سے مقدم ہیں، اور ان سے جو وقت بچتا ہے وہ سب کا سب اپنے پرانے شوق، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اپنی دماغی قابلیت کے مناسب حال شوق پورا کرنے، یعنی اخبار Kladderadastsch (برلن کے Punch) (61) کے لئے لکھنے میں لگا دیتا ہے، ایسے ہی کسی شخص کے دماغ میں یہ خیال جگہ پا سکتا ہے کہ پیرس کمیون نقل کرنے چلا تھا پروشیا کے میونسپل سانچے کی، جو خود ہی 1791 کے پرانے فرانسیسی میونسپل سانچے کا ایک بگڑا ہوا ڈھانچہ ہے

اور جس میں میونسپل انتظام کی حیثیت پروشیائی ریاست کی پولیس مشینری کے سائے میں ویسی رہ جاتی ہے جیسے گاڑی کے نیچے فالتو پہیے۔

سارے بورژوائی انقلاب کم خرچ حکومت کا نعرہ لگاتے آئے تھے، کمیون نے خرچ کی دو بڑی مدیں، مستقل فوج اور سرکاری عہدہ داری توڑ دیں، اور اس نعرے کو سچ کر کے دکھا دیا۔ خود کمیون کا وجود ہی اس شخصی بادشاہی کے وجود کی نفی تھی، جو خود کم از کم یورپ میں معمولی طبقاتی حکمرانی کا بوجھ بھی بنی ہوتی ہے اور اس کا پردہ بھی رکھتی ہے۔ کمیون نے ریپبلک کو جمہوری اداروں کی بنیاد عطا کی۔ لیکن کمیون کی منزل مقصود نہ سستی حکومت تھی، نہ "سچی ریپبلک" یہ دونوں تو محض رفیق سفر تھیں۔

کمیون کی جتنی مختلف تاویلیں کی گئی ہیں اور جتنے مختلف مفادوں نے کمیون کو اپنے معنی پہنائے ہیں ان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ حکومت کی سراسر ایک لچک دار سیاسی شکل تھی حالانکہ اس سے پہلے حکومت کی جتنی شکلیں رہ چکی ہیں وہ اصلیت میں بے لوچ اور دباؤ ڈالنے والی تھیں۔ اس کا اصل راز یہ کہ اپنی خاصیت میں وہ مزدور طبقے کی حکومت تھی، وہ اس کشمکش کا ثمرہ تھی جو پیداوار کرنے والے طبقے اور ہتھیا لینے والے طبقے کے درمیان چلتی ہے، آخر کمیون میں اس سیاسی شکل کا سراغ ملا جس کے سائے میں محنت کو معاشی آزادی نصیب ہو سکے۔

اگر یہ آخری شرط نہ ہوتی تو کمیون محض ایک فرض محال اور فریب ہو کر رہ جاتا۔ پیدا کرنے والوں کی سیاسی حکمرانی ان کی سماجی غلامی کے ساتھ بسر نہیں کر سکتی۔ اس لئے کمیون وہ اصلی پرزہ بنتا تھا جو اس معاشی بنیاد کو ہی اکھاڑ کر پھینک دے جس پر طبقوں کا وجود قدم جماتا ہے اور اس کے سبب طبقاتی حکمرانی چلتی ہے۔ محنت کے سر کا بوجھ اتر جائے تو ہر شخص محنت کرنے والا بن جاتا ہے اور پیداواری محنت کسی طبقے

کی خصوصیت نہیں رہ جاتی۔

عجیب بات۔ حالانکہ پچھلے سات سال سے محنت کے سر کا بوجھ اتارنے کی کیا لمبی چوڑی باتیں لکھی اور کہی جا رہی ہیں، لیکن محنت کش کہیں، کسی جگہ جم کر یہ معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیں پھر کیا ہے، فوراً موجودہ سوسائٹی کے حمایتوں کی طرف سے ان کے خلاف دھواں دھار عذر تراشے جانے لگتے ہیں اور حملہ بھی دو بالکل مخالف قطبوں سے ہوتا ہے: ایک سرمایہ، دوسرے اجرتی غلامی (جاگیردار آج کل سرمایہ داروں کے بے عمل شریک ہو کر رہ گئے ہیں)۔ گویا ابھی سرمایہ داری سماج معصومیت اور کنوارپن کے دور سے گزر رہا ہے، ابھی اس کے اندرونی تضاد نہیں بڑھے، اس کی خود فریبی کا پردہ چاک نہیں ہوا اور اس کی آبرو باختہ حقیقت بے نقاب نہیں ہوئی۔ یہ لوگ شور مچاتے ہیں کہ کمیون تو ذاتی ملکیت ہی مٹانے پر آمادہ ہے، جو ہر ایک تمدن کی بنیاد ہے۔ جی ہاں حضرات، کمیون اس طبقاتی ملکیت کو مٹانے پر آمادہ ہے جو بہتوں کی محنت کو چند لوگوں کی ملکیت بنا دیتی ہے۔ اس کا مقصد ہے بے دخل کرنے والوں کو بے دخل کرنا۔ وہ تو ذاتی ملکیت کو ایک حقیقت بنانا چاہتا ہے، پیداوار کے ذریعوں کو، زمین اور سرمائے کو، جو آج کے زمانے میں خاص کر محنت کو مطیع کرنے اور اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں، اپنی خوشی سے ایک جگہ جڑی ہوئی محنت کا اوزار بنا دینا چاہتا ہے۔ لیکن یہ تو کمیونزم نہیں۔ "انہونا" کمیونزم۔ اچھا تو حکمران طبقوں کے وہ نمائندے جن میں اتنا سمجھنے کی عقل و فہم ہے کہ موجودہ سماج دیر تک چلنے والا نہیں، اور اتنے ذی فہم لوگ بھی بہتیرے ہیں، وہ گلا پھاڑ کر، اور جوش میں آ کر کوآپریٹو پیداوار محض خالی خولی لفاظی یا فریب نہیں، اگر اسے سرمایہ داری نظام سے جگہ خالی کرانی ہے، اگر متحدہ امداد باہمی کی سوسائٹیوں کو

ایک مشترکہ منصوبہ پر قومی پیداوار کا قاعدہ باندھنا ہے، اور یوں اسے اپنے کنٹرول میں لے کر اس مستقل افراتفری کا، اس تھوڑے تھوڑے وقفے کی نڈھالی کا، جو سرمایہ داری پیداوار کا خاصہ ہے، ہمیشہ کے لئے خاتمہ کرنا ہے تو حضرات، اسے کیا کہتے ہیں؟ یہ کمیونزم کے سوا کچھ اور ہے کیا؟ یہ "ممکن" کمیونزم ہوگا؟

کمیون سے مزدور طبقے کو معجزوں کی امید نہیں تھی۔ مزدور طبقہ یہ نہیں سوچتا کہ ڈھلے ڈھلائے، تیار قیاسی نظریے utopias لوگوں کے فرمان سے (par de'cret du peuple) عملی جامہ پہن لیں گے۔ وہ جانتا ہے کہ خود اپنے سر کا بوجھ اتارنے کے لئے، اور ساتھ میں سماج کو اس اعلیٰ شکل تک لے جانے کے لئے جہاں وہ اپنی معاشی ترقی کے بل بوتے پر پہنچنے کو بے تاب ہے، اسے مسلسل کشمکش اور مقابلے میں قدم جما کر ایسے کئی تاریخی مرحلوں سے گزرنا پڑے گا جو ماحول اور آدمی، دونوں کی کایا پلٹ کردیں۔ مزدور طبقے کو اپنے خوابوں کی تعبیر نہیں چاہئے، اسے تو نئے سماج کے ان عناصر کو پنپنے کے لئے کھلا چھوڑنا ہے جو ٹوٹتے ہوئے پرانے بورژوا سماج کے بطن میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ مزدور طبقہ جو اپنے تاریخی منصب سے پوری طرح باخبر اور اس کی تعمیل کی خاطر مردانہ فیصلہ کئے ہوئے ہے، وہ ان چاپلوس اخباری لوگوں کی گندی گالیوں پر اور بورژوا فلسفہ طرازوں کے بقراطی انداز کے بیک مشوروں پر حقارت سے مسکرا سکتا ہے جنہیں علمی قطعیت کے لب و لہجے میں لفاظی کی چاٹ پڑی ہے اور منہ کھولتے ہیں تو جہالت کا طومار باندھ دیتے ہیں اور تنگ نظری کے وہم و گمان کا انبار لگا دیتے ہیں۔

جب پیرس کمیون نے انقلاب کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی، جب سادھارن مزدوروں نے پہلی بار فیصلہ کیا کہ اپنے "قدرتی افسروں" کے خاص

حقوق پر ہاتھ ڈالیں، خاص حاکمانہ اختیارات کو چھانٹ دیں اور ایسے کٹھن حالات میں، جن کی کوئی مثال نہیں ملتی، انہوں نے یہ کام انکساری، ایمانداری اور کامیابی سے سرانجام دیا، وہ بھی کس طرح کہ زیادہ سے زیادہ معاوضہ اس تنخواہ کے پانچویں حصے سے زیادہ نہیں رکھا جو اس علم کے ایک مشہور ماہر (پروفیسر ھکسلے) کے بقول، لندن کے کسی سکول بورڈ کے سیکرٹری کی کم ازکم تنخواہ ہوتی تھی، اس پر بھی جوں ہی پرانی دنیا نے لال جھنڈے کو، محنت کی ریپبلک کے نشان کو ٹاؤن ہال کی عمارت پر لہراتے دیکھا وہ طیش میں آپے سے باہر ہوگئی۔

کچھ بھی سہی، یہ پہلا انقلاب تھا جس میں مزدور طبقے کو کھلے عام تنہا ایسا طبقہ مانا گیا جو سماجی پہل کرنے کے قابل تھا، پیرس کے درمیانی طبقے کے سب درجوں نے _ چھوٹے دکانداروں، دستکاروں، بیوپاریوں وغیرہ نے ،صرف بڑے سرمایہ داروں کو چھوڑ کر سبھی نے یہ حقیقت تسلیم کرلی۔کمیون نے اس مسئلے کو جو ہمیشہ سے خود درمیانی طبقے کے اندر فساد کی جڑ چلا آتا تھا۔قرضداروں اور قرض خواہوں کی حساب فہمی کا مسئلہ دانائی سے سلجھا کر انہیں مصیبت سے بچالیا (62)۔درمیانی طبقے کا یہ وہ حصہ تھا جس نے جون 1848 میں مزدوروں کی شورش دبانے میں ہاتھ بٹایا اور بدلے میں یہ پایا کہ آئین ساز اسمبلی نے بڑی بے تکلفی سے اسے قرض خواہوں پر قربان کردیا (63)۔ لیکن اس بار جو وہ مزدور طبقے کے ساتھ ہولیا، اس کی یہی ایک وجہ نہیں تھی۔درمیانی طبقے نے بھانپ لیا کہ کمیون اور شہنشاہی، دونوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہے، چاہے وہ کسی نام سے بھی سامنے آئے۔شہنشاہی نے سماجی دولت کی بندر بانٹ کرکے، شیئر بازار کی بڑی اونچی سٹہ بازی کی سرپرستی کرکے، سرمائے کے ارتکاز (centralion) کی مصنوعی تیز رفتاری میں ملی بھگت سے کام

لے کر، اور اس وجہ سے درمیانی طبقے کے اس حصے کو بے دخل اور محروم کر کے معاشی طور پر تو خستہ کر دیا تھا۔ اور سیاسی طور پر شہنشاہی نے اسے محکوم بنا کر رکھا تھا، اخلاقی لحاظ سے شہنشاہی کی آئے دن کی عیاشیاں اسے صدمہ پہنچاتی تھیں اور اس کے بچوں کی تعلیم و تربیت بے علم بھائیوں (fre'res ignorantins) کو (64) سونپ کر، والتیئر والی روشن خیالی کی تذلیل کی جاتی تھی، شہنشاہی نے درمیانی طبقے کے اس حصے کے فرانسیسی قومی جذبے کو یوں مصیبت میں ڈالا کہ اس جنگ میں اسے سر کے بل جھونک دیا اور وہ یہ کہ شہنشاہی کے پرزے اڑ گئے۔ اور واقعی جب بونا پارٹ کے اونچی ناک والے اور سرمایہ داروں کے ٹولے پیرس چھوڑ کر نکل بھاگے تو درمیانی طبقے کی سچی ضابطہ پارٹی نے "ریپبلکنوں کی انجمن" (65) کے نام سے قدم باہر نکالا، وہ کمیون کے جھنڈے تلے آئی اور تیئر کے بہتانوں کے سامنے اس کی حمایت کی ۔ درمیانی طبقے کے اس انبوہ کثیر کا یہ جذبہ شکرگزاری آنے والی کڑی آزمائشوں میں ثابت قدم رہے گا یا نہیں، وقت ہی بتائے گا۔

کمیون بالکل برحق تھا کسانوں سے یہ کہنے میں کہ " کمیون کی فتح، کسانوں کی واحد امید ہے" ۔ وارسائی میں جتنے بھی جھوٹ تراشے گئے، اور یورپ کے نامور پریس میں زرخرید قلم کھینچ لوگوں نے انہیں دنیا بھر میں پھیلایا، ان سب میں کمال کا جھوٹ یہ تھا کہ "چودھریوں کی چوپال" ہی فرانسیسی کسانوں کی سچی نمائندہ ہے۔ تصور شرط ہے، فرانسیسی کسانوں کو ان لوگوں سے کتنی محبت ہو گی جنہیں 1815 کے بعد سے کروڑوں کی رقم ہرجانے میں بھرنی تھی (66)! فرانسیسی کسان کی نظر میں بڑے جاگیردار کا وجود ہی بجائے خود ایک دھاندلی ہے اس حق کے ساتھ جو 1779 میں کسان جیت چکے تھے۔ 1848 میں بورژوازی نے فی فرانک

45 سینٹ تک بڑھا دیا تھا۔لیکن لگان میں یہ اضافہ انقلاب کے نام پر کیا گیا اور اب اس نے انقلاب کے خلاف خانہ جنگی بھڑکا دی تا کہ پانچ ارب کا تاوان جنگ جو پروشیا کو بھرنا تھا اس کا بڑا بوجھ کسان کے کندھوں پر پڑے۔کمیون نے اپنے ایک اعلان عام میں صاف کہہ دیا کہ جنہوں نے جنگ کی آگ لگائی تھی انہی سے یہ تاوان جنگ بھی اگلوایا جائے گا۔کمیون کسان کو اس کے لہو کے لگان سے آزاد کر دیتا، اسے کم خرچ حکومت دیتا، رجسٹری، اسٹامپ، وکیل، مقدمے کی پیروی کرنے والے اور عدالت کی دوسری خون چوسنے والی جونکوں کی بجائے کمیون کی طرف سے ایسے تنخواہ یافتہ ملازمین رکھ دیے جاتے جو خود اسی کسان کے چنے ہوئے اور اسی کے سامنے جواب دہ ہوتے۔ کمیون اسے ڈسٹرکٹ پولیس، سیاسی پولیس، اور فوجداری پولیس کی من مانی کارروائیوں سے نجات دے دیتا۔اور ان پادریوں کی جگہ، جو کسان کی عقل کجلا دیتے ہیں، دماغ روشن کرنے والے سکول ماسٹر انہیں دیتا۔فرانسیسی کسان سب سے اول حساب کتاب دیکھتا ہے۔اسے یہ بات نہایت معقول نظر آئی کہ پادریوں کا خرچ، سرکاری ٹیکس اگھانے والے اس کی جیب سے نہ نکالیں بلکہ وہ صرف ان لوگوں کی ذاتی مرضی پر منحصر ہو جو مذہبی رجحان یا ایمان رکھتے ہیں۔کمیون کی عملداری اور صرف یہی عملداری فرانسیسی کسان کی صحیح معنوں میں اتنی کچھ بہبودی کا فوری سامان تھی۔ یہاں یہ غیر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پیچیدہ مگر دراصل زندگی کے ان اہم مسائل کا تفصیلی بیان کیا جائے جو کسان کے حق میں صرف کمیون ہی سے حل ہو سکتے تھے اور کمیون کو حل کرنے پڑتے۔مثلاً ان رہن ناموں کا مسئلہ، جو کسان کی چھوٹی سی کاشت کو شکنجے کی طرح کستے چلے جاتے ہیں، کھیت مزدوروں کا سوال، جن کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے، مثلاً خود کسانوں کی بے

دخلی کا مسئلہ جو جدید ترین زراعت کی ترقی کی بدولت اور سرمایہ دارانہ کاشتکاری کے باہمی مقابلے کے باعث تیز ہوتی جاتی ہے۔

فرانسیسی کسان نے لوئی بوناپارٹ کو ریپبلک کا صدر چنا تھا، لیکن ضابطہ پارٹی نے دوسری شہنشاہی بنا ڈالی۔ فرانس کا کسان دراصل کیا طلب کرتا ہے، یہ اس نے 1849 اور 1850 سے جتانا شروع کر دیا۔ حکومت کی طرف سے پریفیکٹ مقرر ہوئے تو انے جواب میں اپنے میئر کھڑے کئے، سرکار نے پادری دیئے تو وہ اپنے سکول ماسٹر سامنے لایا، حکومت نے سیاسی پولیس بھیجی تو وہ خود سامنے آ گیا۔ ضابطہ پارٹی نے جنوری اور فروری 1850 میں جتنے قانون بنائے ان کا رخ کسان کے خلاف تھا، اور خود اس پارٹی نے اقرار کیا۔ کسان بوناپارٹ کا حامی تھا کیونکہ عظیم انقلاب نے اسے جتنے بھی فیض پہنچائے، وہ سمجھا کہ نپولین ہستی ہی انقلاب کا روپ ہے۔ یہ خود فریبی دوسری شہنشاہی کے زمانے میں تیزی سے ہوا ہونے لگی۔ ماضی کی یادوں سے یہ وابستگی (جو اپنی فطرت سے "چودھریوں کی چوپال" کے مقصد کے خلاف پڑتی تھی) بھلا وہ کمیون کی اس اپیل کے سامنے کیا ٹھہرتی جس اپیل میں کسانوں کی زندگی کے مفادات اور فوری تقاضوں کا جواب موجود تھا؟

"چودھریوں کی چوپال" کو اچھی طرح اندازہ تھا اور اسے سب سے زیادہ یہی دھڑکا لگا تھا کہ اگر پیرس کے کمیون والوں کا صوبوں سے رابطہ کھلا رہا تو کچھ نہیں تو تین مہینے کے اندر ہر طرف کسان بغاوت کی آگ بھڑک اٹھے گی۔ اس اندیشے سے گھبرا کر اس نے پیرس کو چوطرفہ پولیس کے گھیرے میں لینے کی جلدی کی تاکہ کمیون کے جراثیم باہر نہ پھیلنے پائیں۔

یوں اگر کمیون سچا نمائندہ تھا فرانسیسی سماج کے صحت مند عناصر کا، یعنی وہ صحیح

معنوں میں فرانس کی قومی حکومت تھا اور ساتھ ساتھ مزدور طبقے کی حکومت بھی تھا، محنت کو آزاد کرنے کی خاطر آگے بڑھ کر لڑنے والا بھی تھا،تو وہ انٹرنیشنل کی صحیح تصویر تھا۔ پروشیا کی اس فوج کے مقابل جس نے فرانس کے دو صوبے جرمنی میں جوڑ لئے تھے، کمیون نے اٹھ کر ساری دنیا کے محنت کشوں کو فرانس سے جوڑ لیا۔

دوسری شہنشاہی میں ہرجائی جعل سازی کی عید ہوگئی تھی۔سبھی ملکوں کے چلتے پرزوں کو دوسری شہنشاہی نے صلائے عام دے دی کہ آئیں، عیاشی کی اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھو لیں اور فرانسیسی قوم کی لوٹ میں ساجھا کر لیں۔فی الوقت بھی دیکھئے تو تئیر کا داہنا بازو گانیسکو ہے، وہ لالچی چالباز، اور بائیں بازو مارکوفسکی ہے، روسی جاسوس۔ کمیون نے غیر ملکیوں کو ایک لافانی کاز کے لئے جان دینے کا موقع دیا۔ بورژوازی نے دو جنگوں کے درمیان، غیر ملکی جنگ جو خود اپنی دغا سے ہار دی گئی، اور خانہ جنگی، جس کی سازش غیر ملکی فاتح سے مل کر رچی گئی تھی'ان دونوں کے درمیانی وقفے میں اپنی حب وطن کی شان یہ دکھائی کہ پورے فرانس میں بسے ہوئے جرمنوں پر پولیس چڑھا دی۔ اور کمیون کا موقع آیا تو اس نے جرمن مزدور (لیو فرانکیل) کو اپنا لیبر منسٹر مقرر کر دیا۔ تئیر ،بورژوازی اور دوسری شہنشاہی مستقل طور پر اپنی ہمدردی کے بلند بانگ دعوؤں سے پولینڈ والوں کو فریب دیتے رہے لیکن اصلیت میں انہیں روس کے حوالے کر دیا اور یوں روس کا گندا کھیل انجام کو پہنچا دیا۔ اس کے برخلاف کمیون نے پولینڈ کے سپوتوں (دومبروفسکی اور وروبلیفسکی) کو پیرس کی حفاظت کی سربراہی دے کر انہیں سر آنکھوں پر بٹھایا اور اس وقت جب ایک طرف پروشیا کی فاتح فوج مقابلے میں کھڑی تھی، دوسری طرف بوناپارٹ کی فوج اس کے جنرلوں کی سرکردگی میں غنیم بنی ہوئی تھی' کمیون نے تاریخ کے اس نئے دور کو ابھار

نے کے لئے جو اس نے اپنے دم قدم کے ساتھ سمجھ بوجھ کر شروع کیا تھا فرانس کی جنگی عظمت کے زبردست نشان وینیدوم کی لاٹ کو (67) کھڑے قد سے گرا دیا۔

کمیون کا عظیم الشان سماجی کارنامہ خود اس کا وجود اور اس کا عمل تھا۔ کمیون نے جدا جدا جتنے قدم اٹھائے ان سے صرف وہ سمت ظاہر ہوتی تھی جس سمت میں عوامی حکومت کو خود عوام کے ہاتھوں بڑھنا تھا۔ مثلاً یہ کہ بیکری کارات کا کام بند کر دیا۔ یہ ایک قابل سزا جرم قرار دیا کہ کاروبار کے مالک کی طرف سے طرح طرح کے بہانوں پر جرمانہ لگا کر مزدوری کی رقم کاٹی جائے' یہ ایک چال ہوتی ہے مالک کی، کہ وہ قانون ساز، جج اور حاکم تینوں کے اختیارات سمیٹ کر جرمانوں میں کاٹی ہوئی مزدوری ہضم کر جاتا ہے۔ اسی قسم کا ایک قدم یہ تھا کہ وہ تمام کارخانے اور ورکشاپ جن کے مالک یا تو ہو کر گئے تھے' یا تالے ڈال کر بیٹھ گئے تھے، مزدور انجمنوں کے حوالے کر دیے اور مالک کو معاوضے کا حق باقی رکھا۔

کمیون نے جو مالی تدبیریں اختیار کیں' وہ کفایت شعاری اور اعتدال پسندی میں قابل تعریف تھیں اور ہونی بھی ایسی ہی تھیں کہ محاصرے میں پڑے ہوئے شہر کے حالات سے میل کھاتی ہوں۔ ہاؤسمان (بیرن ہاؤسمان۔ دوسری شہنشاہی کے زمانے میں یہ شخص دریائے سین کے ضلع' یعنی پیرس شہری حلقے کا پولیس پریفیکٹ تھا۔ اس نے شہر کے نقشے میں کچھ ایسی تبدیلیاں کرائیں جن سے مزدوروں کی بغاوت کچلنے کی سہولت رہے)۔ (1905 کے اس روسی ایڈیشن کے لیے نوٹ جو لینن کی ترتیب سے شائع ہوا تھا۔) جیسے آدمی کی سرپرستی میں بڑی بڑی بینکنگ کمپنیوں نے اور عمارتی ٹھیکیداروں نے مل کر پیرس کو اس طرح لوٹا تھا کہ اب کمیون کو "بلا نسبت" کہیں زیادہ حق تھا ان کے مال املاک ضبط کر لینے کا جتنا لوئی بونا پارٹ

کواور لین والوں کی املاک ضبط کرنے کا حق رہا ہوگا۔ہوھینز ولرن والوں اور انگریز سرمایہ دار ٹولی کو کمیون کے اس عمل سے سخت صدمہ پہنچتا ہی کہ کلیساؤں کی املاک ضبط کرنے کے بعد صرف 8000 (آٹھ ہزار) فرانک ہاتھ آئے حالاں کہ انہی جاگیروں پر ہاتھ صاف کر کے ان ٹولیوں نے بڑی دولت بنائی تھی ۔

وارسائی کی حکومت میں جیسے ہی ذرا جان پڑی اوراس کے قدم جمے' چھوٹتے ہی اس نے کمیون کے خلاف انتہائی ظالمانہ کارروائیاں شروع کردیں؛ سارے فرانس میں ہر قسم کے آزادانہ اظہار رائے کی بندش اور بڑے شہروں میں ڈیلی گیٹوں کے جلسوں تک کی مناہی کر دی وارسائی اور سارے ملک میں جاسوسی کا جال بچھا دیا' وہ بھی اتنے وسیع پیانے پر کے خود دوسری شہنشاہی نے نہیں کیا تھا؛ اس کے ژندارمی مخبروں نے ان سارے اخباروں کو جلا ڈالا جو پیرس سے نکلتے تھے؛ پیرس کی ساری ڈاک چھانی جانے لگی؛ اگر دبے لفظوں میں پیرس کی تائید میں زبان کھولنے کی ذرا بھی کوشش کی جاتی تو قومی آمبلی میں اس پر طوفان اٹھایا جاتا جس سے 1816 کے زمانے کی بدترین رجعت پرست پارلیمنٹ بھی کانوں پر ہاتھ دھرتی ۔ وارسائی والے نہ صرف یہ کہ پیرس کے خلاف خون آشام جنگ چلا رہے تھے بلکہ شہر کے اندر روپیہ کھلا کر اور سازشیں کر کے بھی آدمی توڑنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ کیا ان حالات میں کمیون' اپنے فریضے کو دغا دیے بغیر لبرل ازم یا رواداری کا وہ تکلف برت سکتا تھا جو خاص امن کے زمانے میں برتا جاتا ہے؟ اگر کمیون کی حکومت اپنی فطرت سے ویسی ہوتی جیسی تیر کی حکومت تو پھر پیرس میں ضابطہ پارٹی کے اخباروں پر اور وارسائی میں کمیون کے اخباروں پر پابندی لگانے کی کوئی ضرورت نہ رہتی ۔

''چودھریوں کی چوپال'' کا طیش میں آپے سے باہر ہونا قدرتی بات ہے کیو

ں کہ اس وقت جب وہ فرانس کی نجات گرجا گھروں کی طرف واپسی میں بیان کر رہے تھے ان بداعتقاد کمیون والوں نے پکپیوس کی زنانہ خانقاہ اور سینٹ لارینٹ (68) کے گرجا کا کچا چٹھا سنا دیا۔ کیا یہ موسیو تیئر پر کچھ کم طنز تھا کہ اس وقت جب وہ بوناپارٹ کے جنرلوں پر انعام و اعزاز کے پھول برسا رہا تھا اس کمال پر کہ وہ لڑائیاں ہارنے کے فن میں ہتھیار ڈالنے کی دستاویز پر دستخط کرنے اور ولہلم سہوئے کے مقام پر سگرٹ موڑنے کے فن میں طاق ہو چکے ہیں، عین انہی دنوں کمیون اپنے جنرلوں کو فرض کی ادائیگی میں ذرا بھی بے پرواہی پر برخاست یا گرفتار کر لیتا تھا۔ کیا یہ جعلی دستاویزیں بنانے والے ژیول فاور کے منہ پر طمانچہ نہیں تھا کہ وہ ابھی تک فرانس کے وزیر خارجہ کی کرسی پر بیٹھ کر ملک کو بسمارک کے ہاتھ فروخت کر رہا تھا اور بلجیم کی ماڈل حکومت پر حکم چلا رہا تھا لیکن کمیون نے اپنی حکومت کے ایک ممبر بلانشے کو پہلے برخاست اور پھر گرفتار کر لیا صرف اس قصور میں کہ معمولی دیوالیہ پن کی وجہ سے لیون میں چھ دن کی سزا کاٹنے کے بعد وہ نام بدل کر کمیون میں شریک ہو گیا تھا۔ تاہم اس طرح جیسے پہلے کی سب حکومتیں بلا استثنا دعویدار ہوا کرتی تھیں، کمیون نے اپنی بے گناہی کا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ وہ اپنے سارے قول و فعل کا حساب پبلک میں پیش کرتا اور اپنی تمام کوتاہیوں سے لوگوں کو باخبر کیا کرتا تھا۔

ہر ایک انقلاب میں یہ ہوتا ہے کہ کھرے نمائندوں کے علاوہ دوسری قسم کے لوگ بھی سامنے آ جاتے ہیں۔ ایک طرف سے ایسے لوگ جو پہلے کے انقلابوں میں شریک اور ان کے جاں نثار رہ چکے ہیں، اور موجودہ تحریک کی گہرائی کو نہ سمجھنے کے باوجود اپنی مشہور دیانت داری اور دلیری کی بدولت یا پھر محض پرانی شہرت و مقبولیت کے سبب لوگوں میں مقبول اور بااثر ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف سے ایسے

کھلاڑی جنہیں صرف گیند اچھالنے سے مطلب۔ حکومت وقت کے خلاف ایک ہی ٹھپے کے بیان دیتے وہ عوام میں صف اول کے انقلابی مشہور ہو جاتے ہیں۔ 18 مارچ کو کمیون کا اعلان ہونے کے بعد اس وضع کے لوگ بھی نمودار ہوئے اور بعض اوقات اہم ذمہ داریاں بھی انہیں سونپی گئیں۔ جس طرح اس قماش کے لوگ پہلے کے تمام انقلابوں کی پوری اٹھان میں رکاوٹیں ڈالا کرتے تھے، اس بار بھی، جہاں تک ان کا بس چلا، مزدور طبقے کی بے لاگ تحریک میں روڑے اٹکاتے رہے۔ یہ لوگ وہ خرابی ہیں جس سے کوئی چارہ نہیں۔ وقت انہیں خود ہی راستے سے ہٹا دیتا ہے۔ مگر کمیون کو اتنا وقت کہاں ملا؟

کمیون نے پیرس شہر کی کایا کلپ کر دی۔ دوسری شہنشاہی کے زمانے کا یہ بدکاریوں کا اڈا غائب ہو گیا۔ فرانس کا پائے تخت اب وہ کوچہ نہ رہا جہاں برطانوی جاگیردار، آئرلینڈ کے غیر حاضر (absentee) (69) امریکہ کے پرانے بردہ فروش اور نو دولتیے، روس کے سابق غلام آباد تعلقہ دار اور ولاخیا کے سردار گلے ملا کرتے تھے۔ مردہ گھر میں کہیں لاوارث لاش کا پتہ نہ تھا، راتوں کی ٹھگی ڈکیتی کا نشان نہ تھا، چوری شاید ہی کبھی ہوتی ہو۔ فروری 1848 سے اب تک پہلی بار پیرس کی سڑکوں پر سلامتی کا دور دورہ ہوا، حالانکہ پولیس کا پہرہ بھی کہیں نہیں تھا۔ کمیون کے ایک ممبر کا بیان ہے کہ:

"ہم نے نہ تو کہیں قتل سنا، نہ چوری اور اکا دکا حملے کی واردات۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پولیس، اپنے ساتھ اپنے کم ظرف دوستوں کو بھی وارا سائی لے کر چمپت ہو گئی۔"

موالی اپنے سرپرستوں کی بو سونگھتے ہوئے، خاندان، مذہب اور، سب سے

بڑی بات، ذاتی ملکیت کے فراری محافظوں کے پیچھے پیچھے ہو لئے ۔ان کی بجائے پہلی صف صحیح معنوں میں پیرس کی ان عورتوں نے سنبھال لی جو بہت قدیم زمانے کی مثالی عورتوں کی طرح جانباز، شریف اور ایثار پسند تھیں ۔محنت میں لگا ہوا، فکروں اور لڑائیوں میں گھرا ہوا، لہو میں بھرا ہوا پیرس، جس کا ماتھا اپنے تاریخی اقدام کے گہرے احساس سے دمک رہا تھا، ان آدم خوروں کی طرف سے بے پرواہ ہو کر، جو شہر کی فصیل کے سامنے کھڑے تھے، تن من سے نئے سماج کی اٹھان میں لگ گیا۔

پیرس کی اس نئی دنیا کے بالکل مقابل وارسائی کی پرانی دنیا موجود تھی، تمام گئی گزری عملداریوں کے مردے کھانے والے گدھوں کی یہ منڈلی: جائز وارث والے، اورلین والے، قوم کی لاش پر جھپٹنے والے، جن کی دم میں دقیانوسی ریپبلکن اور قومی اسمبلی میں اپنی موجودگی سے بردہ فروشوں (غلام داروں) کی شورش کی تائید کرنے والے، انہیں امید تھی کہ خود پسند بوڑھے مسخرے کی سرکردگی کی بدولت وہ پارلیمنٹری ریپبلک سنبھال لے جائیں گے، یہ ژے دم پوم (وہ ٹینس کورٹ جہاں 1789 کی قومی اسمبلی نے مشہور فیصلے کئے تھے 70) میں آسیب زدہ جلسے بلا کر 1789 کے واقعات کا منہ چڑانے میں لگے تھے ۔یہ قومی اسمبلی جو فرانس کی ہر ایک مردار شے کی نمائندہ تھی، اپنی زندگی کا بھرم رکھنے میں صرف لوئی بونا پارٹ کے جنرلوں کی محتاج تھی ۔پیرس محض حق، وارسائی محض باطل، اور اس باطل کی صدا لگانے والا تھا تیئر ۔

تیئر نے سین اور واز حلقوں کے میئروں کے ایک وفد سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

" آپ صاحبان میرے قول پر بھروسہ رکھیے ۔میں نے کبھی اپنا قول نہیں ہارا ۔

"

اس نے قومی اسمبلی سے کہا کہ "آج تک فرانس نے جتنی اسمبلیاں دیکھی ہیں، یہ اسمبلی سے زیادہ رواداراور سب سے زیادہ آزادانہ چنی ہوئی اسمبلی ہے"۔ اپنے وردی پوش فوجیوں کوتھپکا کہ "یہ فوج دنیا میں ایک معجزہ ہے،فرانس کوایسی اچھی فوج کبھی نصیب نہ ہوئی تھی۔" صوبوں کواس نے بتایا کہ "پیرس پراس کے حکم سے گولہ باری محض ایک افسانہ ہے:

"اگرتوپوں کے دہانوں نے کچھ گولے برسائے ہوں تووارسائی کی فوج نے نہیں بلکہ شورش پسندوں نے برسائے ہوں گے، جویہ دکھانا چاہتے تھے کہ مقابلہ کر رہے ہیں، اگر چہ وہ اپنی صورتیں دکھاتے ڈرتے ہیں۔"

بعد میں اسی تیئر نے صوبوں کواطلاع دی کہ:

"وارسائی کاتوپ خانہ پیرس پرگولہ باری نہیں کررہا ہے بلکہ صرف گولی چلارہا ہے۔"

پیرس کے بڑے پادری (آرچ بشپ) سے اس نے کہا کہ لوگوں کوگولی سے اڑانے یا زیادتیوں (!) سے کام لینے کا وارسائی کی فوج پر بہتان لگایا جاتا ہے۔ پیرس کومخاطب کیا کہ "شہرکوان ظالموں کے پنجے سے آزادکرانا" چاہتا ہے جو "نفرت انگیز ستم گر ہیں" اوریہ کہ کمیون والا پیرس "مجرموں کا ایک انبوہ ہے۔"

تیئر کی پسند کا پیرس "ہجوم عام" کا پیرس نہ تھا وہ تو نظر فریبی کا شہر تھا، frances-fileurs (71) کا شہر، سایہ دارروشوں کا شہر جن میں زردار، دولت مند، سونے میں جگمگ کرتے، مفت خورے پیرس والے مردوزن گھومتے پھرتے ہوں، ان خدمت گزاروں، چوراچکوں، ادبی آوارہ گردوں، اور cocottes کا

پیرس، جو فی الحال وارسائی، سین دینی، روئیے اور سین ژرمین میں بھرے ہوئے تھے اور جس کی نظر میں خانہ جنگی صرف ایک دلچسپ تفریح تھی، جو دوربینوں میں سے جنگی کارروائیوں کی جھلک دیکھتا، توپوں کی باڑھ کا حساب جوڑتا اور اپنی عزت کی اور اپنی آبرو باختہ عورتوں کی آبرو کی قسم کھا کھا کر دعوے کیا کرتا تھا کہ یہ اتنا عمدہ تماشہ چل رہا ہے کہ پورت سین مارتین کے تھیٹر میں کبھی نہیں دکھایا جاتا۔ یہاں جو مرتے تھے، وہ سچ مچ کے موت کے منہ میں جا رہے تھے، زخمیوں کی چیخیں اصلی تھیں اور پھر لطف یہ کہ نظر کے سامنے وہ ڈرامہ چل رہا تھا جس کی عالمی تاریخ کے سٹیج پر اہمیت تھی۔

یہ تھا موسیو تیئر کا پیرس، بالکل اسی طرح جیسے کوبلینتس کی پناہ گزیں حکومت ہی موسیو دی کلون کا اصلی فرانس تھی۔ (72)

4

بردہ فروشوں نے جو سازش کی تھی کہ پروشیائی فوج کا قبضہ کرا کے پیرس کو دبا لیں گے، اس کی پہلی کوشش تو یوں ناکام ہوئی کہ بسمارک نے قبضہ لینے سے انکار کر دیا۔ دوسری کوشش 18 مارچ کو کی گئی، وہ یوں تمام ہوئی کہ فوج نے شکست کھائی اور حکومت وارسائی کی طرف بھاگ نکلی، پھر اسی کے آرڈر پر انتظامی محکموں نے بھی اپنا کام چھوڑ کر وارسائی کا رخ کیا۔ پیرس سے صلح کی گفتگو کی آڑ لے کر تیئر نے اتنی مہلت حاصل کر لی جس میں پیرس سے جنگ کی پوری تیاری کر لی جائے۔ مگر فوج کہاں سے آئے؟ چھاؤنی کی رجمنٹوں میں جو تھوڑے بہت آدمی ٹھہرے تھے، شمار میں کم اور کردار میں کچے تھے۔ تیئر نے صوبوں کے نام زوردار تقاضے بھیجے کہ نیشنل گارڈ اور رضاکاروں سے وارسائی حکومت کو کمک بھیجی جائے، جواب میں صرف

انکار ملا۔ لے دے کے صرف صوبہ بریتان نے مٹھی بھر شوآن (73) ' روانہ کیے جو سفید جھنڈے تلے لڑتے تھے ہر ایک کے سینے پر سفید کپڑے سے یسوع مسیح کا دل ٹنکا ہوا تھا؛ ان کا جنگی نعرہ تھا "vive le roil" (بادشاہ سلامت، زندہ باد) اس طرح تیئر نے بھاگ دوڑ کر کے اوٹ پٹانگ وردیوں کا ایک ہجوم اکٹھا کرلیا، جس میں جہاز کے خلاصی، پیدل نیوی کے سپاہی، پاپائے روم کے زوآو (74)، والن تین کی ژنداری والے، پیئٹری کے پولیس والے اور جاسوس شامل تھے۔ یہ فوج کسی کرم کی نہ ہوتی اگر بونا پارٹ کی فوج کے سو جنگی قیدی رفتہ رفتہ اس کی صفوں میں آکر نہ ملتے جنہیں بسمارک صرف اتنی تعداد میں چھوڑتا رہا جو ایک طرف وارسائی کی حکومت کو پروشیا کا محتاج بنا کر رکھے۔ جنگ کے دنوں میں وارسائی کی پولیس برابر ان فوجیوں پر نظر رکھتی تھی، اور ژنداری والوں کو سب سے خطرناک ٹھکانوں پر کھڑا ہونا پڑتا تھا تاکہ یہ فوج ان کے پیچھے وہاں پہنچے۔ جو قلعے ہاتھ لگے وہ بھی فتح سے نہیں خریداری سے ہاتھ لگے۔ کمیون والوں کی جاں بازی نے تیئر پر ثابت کر دیا کہ نہ تو اس کی جنگی چالوں کے کمال سے پیرس کے دانت کھٹے کیے جا سکتے ہیں، نہ ان سنگینوں کی مدد سے جو اسے میسر تھیں۔

اس عرصے میں صوبوں کے ساتھ اس کے تعلقات میں فرق آتا چلا گیا۔ وارسائی میں ایک بھی خوشنودی کا پیغام ایسا نہ پہنچا جس سے تیئر اور اس کی "چودھریوں کی چوپال" کا دل کچھ ٹھنڈا ہوتا۔ الٹے ہر طرف سے وفد اور تحریری پیغام ایسے لب ولہجہ میں چلے آرہے تھا جس میں عزت واحترام کا شائبہ نہ تھا، اور یہ تقاضے کرتے تھے کہ پیرس سے صلح کرلینی چاہیے اس بنیاد پر کہ ریپبلک کو بے حیل وحجت تسلیم کیا جائے، کمیون کی آزادیاں مان لی جائیں اور قومی اسمبلی کو، جس کے اختیار کی

میعاد گزر چکی ہے، توڑ دیا جائے ۔وفد اور خطوط اتنی بڑی تعداد میں آئے کہ تیئر کے وزیر قانون دیوفور نے وکیل سرکار کے نام 23 اپریل کے سرکلر میں یہ حکم بھیجا کہ "صلح کی پکار" کو جرم قرار دیا جائے پیرس کے مقابلے میں اپنی مہم کچی دیکھ کر تیئر نے فیصلہ کیا کہ چال بدلنی چاہئے اور 30 اپریل کو پورے فرانس میں میونسپل انتخابات کرائے جائیں ۔یہ انتخاب اس نئے قانون کی بنا پر رکھے گئے جو خود تیئر نے قومی اسمبلی کے سر تھوپا تھا۔ کچھ اپنے پریفیکٹوں کے جوڑ توڑ سے، کچھ پولیس کی دھمکیوں سے کام لے کر اسے یقین تھا کہ میونسپل انتخابات کی بدولت صوبوں سے قومی اسمبلی کو وہ اخلاقی مدد مل جائے گی جو پہلے کبھی نصیب نہ ہوئی تھی اور آخر صوبوں سے وہ مادی طاقت بھی ہاتھ آئے گی جس سے پیرس کو دبا لیا جائے ۔

تیئر کی شروع سے یہ کوشش تھی کہ وہ پیرس سے جو غارت گرانہ جنگ کر رہا ہے، جس کی بڑھ بڑھ کر داد دی جاتی ہے اس کے خاص بلیٹینوں میں، اور اس کے وزیروں نے سارے فرانس میں جو دہشت کا راج قائم کرنے کی کوشش کی ہے اسی کے ساتھ صلح صفائی کا ہلکا پھلکا کھیل بھی چلتا رہے جس کے بدولت کئی کام نکل آئیں گے ایک تو یہ کہ صوبوں کو دھوکے میں رکھا جا سکے گا، دوسرے پیرس میں درمیانی طبقے کی کچھ حصے کی توجہ اس کی طرف کھنچے گی، اور بڑی بات یہ کہ قومی اسمبلی میں جو لوگ ریپبلکن ہونے کا بھرم رکھتے ہیں انہیں موقع ملے گا کہ پیرس سے اپنی غداری پر تیئر سے اپنی وفاداری کا پردہ ڈال سکیں۔ 21 مارچ کو جب تیئر کے پاس فوج کا بندوبست نہیں ہوا تھا اس نے قومی اسمبلی کو خطاب کر کے کہا

"چاہے جو ہو، میں پیرس پر فوج نہیں بھیجنے والا۔"

27 مارچ کو اس نے پھر آواز بلند کی:

"میں نے جب اپنا عہدہ سنبھالا تو ریپبلک کا وجود
ایک حقیقت تھا۔ میں نے اس کی حفاظت کا پختہ عہد کیا ہے۔
"

اصلیت یہ ہے کہ ریپبلک کے نام پر اس نے لیون اور مارسیلز مقامات پر انقلاب کو کچل ڈالا (75)۔ وہ بھی ایسے وقت جب وارسائی میں "چودھریوں کی چوپال" "ریپبلک" کے لفظ پر ہنگامہ کھڑا کر دیتی تھی۔ جب وہ اس کارنامے سے فارغ ہو چکا تو "مانی ہوئی حقیقت" (ریپبلک کا مرتبہ) اس نے مجوزہ حقیقت کہہ کر گھٹایا۔ اورلین کے وہ شہزادے، جنہیں احتیاط کے مدنظر اس نے بوردو سے ہٹا دیا تھا، انہیں چھوٹ مل گئی کہ قانون کی کھلی خلاف ورزی کر کے دریو کے مقام پر جوڑ توڑ کیا کریں۔ پیرس کے اور صوبوں کے ڈیلی گیٹوں سے بے شمار ملاقاتوں میں جو صلح کی شرطیں وہ زبان سے نکالتا تھا، چاہے ان بیانوں میں وقت اور حالات کی نسبت سے لب ولہجہ اور نشیب فراز کا کتنا ہی فرق کیوں نہ پڑے، تاہم انتقام کے معاملے میں اس حد سے کبھی نہیں گزرا کہ:

"مجرموں کے اس چھوٹے سے گروہ سے انتقام لیا
جائے گا جو کلیماں تھامس اور لیکونت کے قتل کے ذمہ دار
ہیں۔"

البتہ یہ ضرور ملحوظ رہتا تھا کہ پیرس اور پورا فرانس بلا شرط موسیو تیئر کو ہی ریپبلک کی بہترین صورت مان لیں، ٹھیک اسی طرح جیسے خود تیئر نے 1830 میں بادشاہ لوئی فلپ کو ریپبلک کی بہتریں صورت مانا تھا۔ بہرحال ان تھوڑی بہت رعایتوں کو بھی وہ یوں شبہ میں ڈال دیتا تھا کہ قومی اسمبلی کے سامنے تیئر کے وزیران

بیانات یا شرائط پر سرکاری حاشیے چڑھا دیا کرتے تھا۔ صرف اس پر بس نہیں بلکہ دیوفور کے ذریعے بھی وہ اثر انداز ہوتا رہتا تھا۔ دیوفور اور لین والوں کا حامی پرانا وکیل تھا جو ہمیشہ محاصرے کے دنوں میں عدالت عالیہ کا کرسی نشین رہا تھا، آجکل کی طرح 1871 میں تیئر کے دور حکومت میں، اور 1839 میں لوئی فلپ کی بادشاہی میں، اور 1849 میں جب لوئی بوناپارٹ کی صدارت تھی تب بھی وہی سپریم کورٹ کا جج تھا۔ جب وزارت ہاتھ میں نہ ہوتی تو یہ شخص پیرس کے سرمایہ داروں کے مقدمے لڑکر روپیہ بناتا اور پھر ان قانونوں پر حملے کر کے جو خود اسی کے دماغ کی پیداوار تھے، سیاسی مقبولیت بھی کما لیتا تھا۔ قومی اسمبلی میں تیزی سے جو ظالمانہ قانونوں کا ایک سلسلہ منظور کرا لیا گیا کہ پیرس پر غلبہ پا لینے کے بعد ان قانونوں کے ذریعے فرانس میں ریپبلکن آزادیوں کا نام ونشان تک مٹایا جانا تھا، اس جج کی تسکین نہیں ہوئی اور آئندہ کے لئے اس نے پیرس کے لیے یہ تقدیر تجویز کی کہ کورٹ مارشل کی کارروائی چونکہ اس کے خیال سے بہت دھیرے چلتی تھی، اس لئے کارروائی کی تفصیلات کتر کر (76)، جلاوطنی کی سزا کی نئے اندھے قانون بنا دیئے۔ 1848 کے انقلاب نے سیاسی جرائم پر سزائے موت منسوخ کر دی تھی، اس کی جگہ جلاوطنی رکھی تھی۔ لوئی بوناپارٹ کو یہ ہمت نہ ہوئی کہ سزائے موت کا دور پھر سے لے آتا، وہ کم از کم اسے تحریری شکل تو نہ دے سکا۔ "چودھریوں کی چوپال" میں ابھی ہمت کی کمی تھی کہ پیرس والوں کو باغی کے بجائے قاتل نہ کہہ سکے، مگر ہاں، انہوں نے پیرس سے انتقام لینے پر کمر باندھی تو جلاوطنی کے بارے میں دیوفور کے نئے قانون سے شروع کیا ان تمام حالات کے ہوتے تیئر اپنا صلح کے نامہ و پیام والا کھیل نہیں کھیل سکتا تھا اگر اس تماشے پر، اس کے اپنے منشاء کے مطابق، وہ "چودھریوں کی

چوپال" دیوانگی سے چیخ پکار نہ مچاتی رہتی، جو اپنی موٹی عقل کے باعث نہ تو اس کا کھیل سمجھ رہی تھی، نہ اس دورخی پالیسی میں دکھاوے اور ٹال مٹول کی ضرورت سمجھنا اس کے بس کی بات تھی۔

30 اپریل کے میونسپل الیکشن قریب تھے، تھیئر نے 27 اپریل کو صلح کا ایک منظر تیار کیا۔جذباتی تقریروں کے سیلاب کے درمیان اس نے قومی اسمبلی کے اسٹیج سے پکار کر کہا:

"ریپبلک کے خلاف صرف ایک سازش کا وجود ہے، وہ پیرس کی سازش جو ہمیں فرانسیسی خون بہانے پر مجبور کر رہی ہے۔لیکن میں بار بار دہراتا ہوں کہ وہ جنہوں نے ناپاک ہتھیار اٹھا رکھے ہیں، ہتھیار رکھ دیں اور ہم اپنی تعزیری تلوار فوراً روک لیں گے صلح نامہ کر لیں گے، جس سے مجرموں کی صرف ایک ٹولی کو مستثنیٰ رکھا جائے گا۔"

"چودھریوں کی چوپال" کے ممبروں نے تقریر میں شور مچایا تو اس کے جواب میں وہ بولا:

"حضرات، صاف کہیے، آپ سے پرزور درخواست ہے، بتائیے، میں نے کیا غلط کہا کیا آپ کو واقعی افسوس ہے کہ میں نے حقیقت بیان کر دی کہ مجرم صرف ایک ٹولی ہیں؟ اتنی ساری آفتوں میں، کیا یہ خوش قسمتی نہیں ہے کہ وہ جنہوں نے جنرل کلیماں تھامس اور جنرل لیکونت کے خون میں ہاتھ رنگے وہ محض گنتی کے لوگ ہیں۔"

تاہم فرانس نے تیئر کی ان تقریروں کو، جنہیں وہ یہ سمجھ کر خوش تھا کہ پارلیمنٹ کے سارے نغمے اسیر کرلیں گی، اس کان سنا، اس کان اڑادیا۔ سات لاکھ میونسپل کونسلروں میں سے، جنہیں ان 35000 حلقوں نے چناتھا جو فرانس کے ہاتھ میں رہ گئے تھے، جائز وارث والے، اورلین والے اور بونا پارٹ کے حامی مل کر بھی اپنے 8000 امیدوار کامیاب نہ کرسکے۔ ضمنی انتخابات نے جو نتائج دکھائے وہ تیئر کی حکومت کے حق میں اور بھی برے تھے۔ قومی اسمبلی نہ صرف یہ کہ صوبوں سے اتنی نشستیں نہ لے سکی جو مادی طاقت بنائے رکھنے کے لئے لازم تھیں، بلکہ اخلاقی طاقت کا آخری حق بھی کھو بیٹھی: یہ حق کہ وہ خود کو ملک کی رائے عامہ کا ترجمان شمار کرے۔ شکست میں جو کسر تھی وہ یوں پوری ہوئی کہ تمام فرانسیسی شہروں کی نو منتخب میونسپل کمیٹیوں نے بوردو میں جوابی اسمبلی سے وارسائی کی اسمبلی کی غاصبانہ طاقت کو کھلا چیلنج کردیا۔

وہ وقت آگیا جس کا انتظار بسمارک ایک زمانے سے کررہا تھا۔ حاکمانہ انداز میں اس نے تیئر سے کہا کہ اپنے مختار عام کو فرینکفرٹ روانہ کردے تاکہ صلح نامے پر آخری دستخط ہو جائیں۔ اپنے مالک کا حکم بجالانے کے لیے نہایت ادب سے تیئر نے جلدی جلدی بھروسے کے آدمی ژیول فاور کو فرینکفرٹ کی طرف رخصت کیا اور پوئیے کرتیے کو اس کے ساتھ کردیا۔ یہ شخص پوپے کرتیے روآن میں لٹھا مل کا "مشہور" مالک، دوسری شہنشاہی کا گرم، جی حضوری، حامی و مددگار، جس نے اس شہنشاہی میں بس ایک ہی خرابی دیکھی تھی کہ انگلینڈ کے ساتھ ایسا تجارتی معاہدہ (77) کرلیا جس کی زد روآن کے لٹھا مل مالک پر پڑتی تھی۔ تیئر نے اسے بوردو کے دنوں میں وزیر مال مقرر کیا ہی تھا کہ اس نے انگلینڈ کے ساتھ "ناپاک"

معاہدے پر حملہ شروع کر دیا اور اشاروں میں کہا کہ یہ معاہدہ عنقریب منسوخ کیا جائے گا، ڈھٹائی سے اس دھمکی کی تعمیل کی طرف بھی قدم اٹھا دیا، اگر چہ اس کی چلی نہیں (کیوں کہ بسمارک سے تو اجازت مانگی نہیں تھی)، دھمکی یہ کہ الزاس صوبے کے خلاف پرانی بندشی ڈیوٹیاں پھر جاری کر دیں، وجہ بقول اس کے یہ کہ پہلے کے کوئی انٹرنیشنل معاہدے اس ڈیوٹی کی راہ میں حائل نہیں ہوتے تھے۔ یہ وہ شخص تھا جس نے انقلاب کے خلاف کارروائی کو روآن میں مزدوریاں گھٹا دینے کا ایک ذریعہ سمجھا اور فرانسیسی صوبوں کے غنیم کے ہاتھ پڑنے میں یہ گنجائش پائی کہ فرانس بھر میں اپنے مال کے دام بڑھا دیئے۔ بھلا اس قماش کے آدمی کو چھوڑ کر تیئر کی نگاہ انتخاب اور کس پر پڑتی کہ ژیول فاور کا مددگار ہو کر جائے، اس کی آخری اور چوٹی کی دغابازی میں ہاتھ بٹائے؟

جب مختار عام کا حق رکھنے والی یہ عمدہ جوڑی فرینکفرٹ پہنچی تو بسمارک نے بے مروتی اور سختی سے اس کے سامنے یہ دو راستے رکھ دیئے: "یا تو شہنشاہی بحال کی جائے کا صلح کی جو شرطیں میں مقرر کروں انہیں بے چون و چرا مان لیا جائے" ان شرطوں میں یہ رکھا گیا تھا کہ تاوان جنگ بھرنے کی مدت میں جو درمیانی وقفے تھے وہ اور مختصر ہوں، اور پیرس کے قلعے پروشیائی فوج کے قبضے میں تب تک رہیں جب تک فرانس کی صورت حال سے بسمارک خوب مطمئن نہ ہو جائے۔ اس طرح پروشیا کی حیثیت فرانس کی اندرونی سیاست میں سرپنچ کی ہو جاتی! اس کے بدلے میں بسمارک نے یہ پیش کش کر دی کہ بوناپارٹ کی فوج سے جو قیدی ہیں انھیں پیرس کی بربادی کی راہ پر رہا کر دیا جائے گا، بلکہ شاہ ولیہلم قیصر جرمنی کی فوجیں بھی ان کی کمک کو جائیں گی۔ اپنے قول کی سچائی دکھانے کو اس نے تاوان جنگ کی پہلی قسط کی

ادائیگی پیرس میں "امن چین" ہونے تک ملتوی کر دی۔ تیئر اور اس کے مختار عام یہ نوالہ شوق سے نگل گئے۔ انہوں نے 10 مئی کو اس پر مہر تصدیق بھی لگا دی۔

صلح نامہ ہونے اور بوناپارٹ والے جنگی قیدیوں کے چھوٹ کر آنے تک تیئر کو اور بھی مجبوری تھی صلح کے نامہ و پیام کا تماشا جاری رکھنے کی، کیونکہ اس کے ریپبلکن کل پرزے ایسا بہانہ تلاش کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے جس سے پیرس میں قتل عام کی تیاری گلے اتر سکے۔ 8 مئی کو تیئر نے درمیانی طبقے کے صلح پسندوں کے ایک وفد سے گفتگو میں کہا:

> " جیسے ہی شورش پسند (insurgents) (78) ہتھیار ڈالنے پر آمادہ ہو جائیں گے، پیرس کے پھاٹک ہفتہ بھر کے لئے سب پر کھول دیئے جائیں گے، سوائے ان کے جنہوں نے جنرل کلیماں تھامس اور لیکونت کے خون میں ہاتھ رنگے ہیں۔
>
> "چند روز بعد جب "چودھریوں کی چوپال" نے اس سے جواب طلب کیا کہ یہ وعدہ کس بنا پر کیا گیا تو وہ جواب دینے سے کترایا لیکن پھر بھی یہ معنی خیز جملے کہہ گیا:
>
> "میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ کے درمیان بڑے بے صبرے لوگ ہیں جنہیں ہر بات کی جلدی پڑی ہے۔ اور ذرا ہفتہ بھر صبر سے کام لیں۔ ایک ہفتے بعد کوئی خطرہ نہیں رہ جائے گا۔ اور جو کام انجام پانا ہے وہ ان کی سرفروشی اور صلاحیت کے مطابق انجام پائے گا۔"

جیسے ہی میک موہن نے اسے یقین دلایا کہ وہ پیرس کے اندر فوج بڑھا سکتا ہے، تیئر نے قومی اسمبلی کو خبر دی کہ

"پیرس میں قدم رکھتے وقت قانون ہمارے ہاتھ میں ہوگا اور ان رذیلوں کو مجبور کیا جائے گا جنہوں نے سپاہیوں کا خون بہایا اور قومی یادگاروں کو ڈھایا ہے کہ اپنے جرائم کی پوری سزا بھگتیں۔"

فیصلہ کن لمحہ قریب آتا دکھائی دیا تو اس نے قومی اسمبلی سے کہا کہ "میں معاف نہیں کرنے والا۔" پیرس سے کہا کہ سزا کا فیصلہ سنایا جا چکا اور بونا پارٹ والے ڈاکوؤں کو بتایا کہ حکومت کی طرف سے عام اجازت ہے، جتنا چاہیں، پیرس سے انتقام لے لیں۔ آخر 21 مئی کو جب دغا سے پیرس کے پھاٹک جنرل دوئے پر کھل گئے تو دوسرے دن تیئر نے ''چودھریوں کی چوپال'' پر اپنے صلح والے تماشے کی وہ ''غرض'' بھی کھول دی، جس سے انہوں نے اپنی عقل وفہم کے دروازے سختی سے بند کر رکھے تھے۔

''میں آپ صاحبان کو چند روز پہلے بتا چکا ہوں کہ ہم اپنے متقصد کے قریب پہنچنے والے ہیں۔ آج یہ بتانے آیا ہوں کہ ہم اپنے متقصد کو پہنچ گئے۔ ضابطہ، انصاف اور تہذیب نے بالآخر فتح پائی۔''

ہاں، فتح تو ہوگئی۔ بورژوازی وضع کے تہذیب وانصاف اپنے اصلی اور بد طینت رنگ میں سامنے آجاتے ہیں جب اس کے بندے، اس کے روندے ہوئے مالکوں کے خلاف سر اٹھاتے ہیں۔ یہ تہذیب اور یہ انصاف بے نقاب ہو کر درند

گی اور بے لگام انتقام کے روپ میں نکل پڑتا ہے۔دولت پیدا کرنے والے اور دو لت ہتھیا لینے والے طبقوں کے درمیان جنگ چھڑتی ہے تو ہر بار نازک لمحہ آتے ہی یہ حقیقت اور بھی نظروں پر روشن ہوجاتی ہے۔ جون 1848 میں بورژوازی نے ستم توڑے تھے 1871 کے انہوں نے مظالم ان سے کہیں بڑھ گئے۔ پیرس میں و ارسائی فوج کے داخل ہوجانے کے بعد آٹھ دن تک شہر کی آبادی نے، مردوں، عور توں اور بچوں نے جس جگرداری اور سرفروشی سے مقابلہ کیا، وہ بھی ان کے مقصد کی عظمت کا اسی طرح جلوہ دکھاتی ہے جیسے فوج کی درندگی اس تہذیب کی روح کا پتہ د یتی ہے جس تہذیب کی طرف سے کرائے کے ٹٹو اور انتقامی بن کر یہ فوجی نکلے تھے۔ واقعی کیسی شاندار تہذیب ہے یہ، جسے اس مشکل کا سامنا ہے کہ ان لوگوں کی لاشوں کے ڈھیر کہاں ٹھکانے لگائے جو لڑائی ختم ہونے کے بعد مارے گئے ہیں!

تیئر اور اس کے خونی کتوں کے کرتوت کی اگر کوئی مثال دیکھنی ہو تو روم قدیم کے سولا والے اور بعد کے دو فوجی ڈکٹیٹری دور میں مل سکتی ہے(79)۔اب بھی ویسا ہی بے تحاشا قتل عام ہوا؛ اب بھی جلادوں نے ویسے ہی نہ مرد عورت کی تمیز کی، نہ بوڑھے بچے کی؛ اب بھی قیدیوں کو اسی طرح اذیت دی گئی، اب بھی زندگی عذاب کر دی گئی، مگر اس بار پورا ایک طبقہ اس کا شکار تھا، اب بھی چھپے ہوئے لیڈروں کی تلاش میں درندگی کا برتاؤ تھا کہ کوئی بچ کر نکلنے نہ پائے، اب بھی سیاسی اور ذاتی دونوں دشمن عتاب میں آئے، اب بھی ان لوگوں کے ساتھ آنکھ بند کر کے وہی درندگی برتی گئی جن کو اس لڑائی سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔فرق صرف اتنا ہے کہ تب روم والوں کے پاس نہ تو مترالیوز تھیں کہ پورے پورے ہجوم کو ایک باڑھ میں مار کر گرا دیا جائے، نہ ہاتھوں میں قانون، اور نہ زبان پر "تہذیب"۔

جب یہ سارے ہولناک مظالم توڑے جا چکے تو بورژوا تہذیب کا اور زیادہ گندا رخ بھی دیکھنے کے قابل تھا جو خود اسی کے پریس نے بیان کیا ہے!

لندن کے ایک قدامت پسند اخبار کا نامہ نگار پیرس سے لکھتا ہے:

"ابھی دور دور سے گولی چلنے کی آوازیں آرہی ہیں، زخمی جو اپنے حال پر چھوڑ دیئے گئے، پیر لاشیز کے قبرستان میں قبروں کے درمیان مرتے جا رہے ہیں، 6000 شورش پسند دہشت اور بدحواسی میں زمین دوز بھول بھلیوں میں بھٹکتے پھر رہے ہیں، سڑکوں پر ان بدنصیبوں کے ہجوم ہنکائے جاتے ہیں تا کہ متر الیوز سے انہیں ایک ساتھ توپ دم کر دیا جائے۔ ایسے وقت یہ دیکھ کر دل پر چوٹ لگتی ہے کہ تاش، بلیرڈ اور ڈومینو کے شوقینوں سے چائے خانے بھرے ہوئے ہیں۔ اور بنی ٹھنی عورتیں بے حیائی سے سایہ دار روشوں میں ٹہلتی پھر رہی ہیں، اور بیش قیمت ریستورانوں کے پرائیویٹ کمروں سے رنگ رلیوں کی صدائیں بلند ہو کر رات کا سناٹا توڑتی رہتی ہیں۔"

مسٹر ایڈورڈ ھروے (80)Journal de Paris وارسائی اخبار میں جو کمیون نے بند کر دیا تھا، لکھتے ہیں:

"پیرس کی آبادی (کونسی!) نے جس رنگ میں کل اپنی خوشی کا اظہار کیا، اور جو واقعی آپے سے باہر ہونے سے بھی کچھ سوا تھا، اندیشہ ہے کہ وہ اور بھی بدتر نہ ہو جائے۔ پیرس

میں جشن کا منظر ہے جو کسی طرح زیب نہیں دیتا۔ اگر ہمیں
اپنے آپ کو زوال آمادہ پیرس والے (Parisiens de
la de'cadence) نہیں کہلانا ہے تو اس سلسلے کو بند کر
دینا ضروری ہے۔"

آگے چل کر وہ تاسیت سے ایک اقتباس دیتا ہے:

"ابھی یہ ہولناک جنگ ختم ہونے بھی نہ پائی تھی کہ
دوسری صبح کو بیچ اور بدچلن روم نے پھر عیاشی کی اسی دلدل
میں خود کو ڈال دیا جس نے اس کا بدن کھالیا تھا اور روح کو
گندگی میں سان دیا تھا۔ alibi proelia vulnera,
alibi balaneae popinaeque
(یہاں زخم اور شمشیریں، وہاں عشرت کی تدبیریں)"

مسٹر ایڈورڈ ھروے یہ بتانا بھول گئے کہ جسے وہ ''پیرس کی آبادی،، کہہ رہے ہیں، وہ موسیو تیئر کے پیرس کی آبادی ہے، فراری فرانسیسیوں کا وہ پیرس، جو وار سائی، سین دینی، روئے اور سین ژرمین کے مقامات سے ہجوم کر کے ادھر ڈھل رہا ہے، یہ واقعی ''زوال آمادہ،، پیرس ہے۔ یہ مجرمانہ تہذیب، جس کی بنیاد محنت کو مطیع رکھنے پر ہے، ہر بار جب خون بہا کر فتح کے شادیانے بجاتی ہے تو نئے اور بہتر سماج کی خاطر جان قربان کرنے والے اپنے ان مقتولوں کی چیخوں کا گلا گھونٹ دیتی ہے اس زہریلے گالی کو سنے کے شور سے جو دنیا کے گوشے گوشے میں گونجنے لگتا ہے۔ مزدوروں کا متیّن پیرس، کمیون کا پیرس ایک دم بدل کر "ضابطے" کے ان خونی کتو ں کے شور قیامت سے جہنم بن گیا۔ یہ طلسماتی تبدیلی تمام ملکوں کے سرمایہ دارانہ دما

غ کو کیسی لگتی ہے؟ یہی نا کہ پیرس کمیون نے تہذیب وتمدن کے خلاف سازش کی تھی :پیرس والے تو کمیون کی خاطر جانیں ہتھیلی پر رکھ کر نکلے: تاریخ میں کسی ایسے معر کے کا ذکر نہیں آیا جس میں اتنے لوگوں نے خود کو قربان کیا ہو۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ یہی نا کہ کمیون اصل میں عوام کا راج نہیں تھا بلکہ مٹھی بھر مجرموں نے زبردستی طا قت چھین لی تھی: پیرس کی عورتیں راستے کی رکاوٹوں (بیری کیڈوں) پر اور پھانسی کے تختوں پر خوشی خوشی اپنی زندگی قربان کرتی ہیں۔اس سے کیا نکلتا ہے؟ یہی نہ کہ کمیو ن کے راکھشس نے انہیں جادو کے زور سے ڈائن بنا دیا تھا۔کمیون کو دو مہینے تک جب سیاہ وسفید کا اختیار حاصل تھا ایسی رواداری دکھائی جس کی مثال شہر کے بچاؤ میں جانبازانہ مردانگی سے ہی مل سکتی ہے۔ آخر اس کے کیا معنی ہیں؟ صرف یہی کہ دو مہینے تک کمیون نے اپنی شیطانی خوں آشامی کو رواداری اور انسانیت کے پردے میں چھپائے رکھا تاکہ نزع کے عالم میں اسے خوب کھل کھیلنے کا موقع مل جائے!

مزدوروں کے پیرس نے، جب خود کو سرفروشی کی آگ میں جھونکا تو شہر کی عمارتوں اور یادگاروں کو بھی شعلوں کی لپیٹ میں لے لیا۔شہر کے حاکم جب پرولتاریوں کے زندہ جسم کے چیتھڑے اڑا رہے ہوں تو یہ امید کیوں رکھیں کہ ان کے مکان صحیح سلامت رہیں گے اور وہ شان سے ان میں واپس پہنچیں گے۔وارسائی حکومت چیختی ہے کہ یہ "آتش زنی" تھی،اور چپکے سے اپنے حوالی موالی کے کان میں دور افتادہ بستی تک یہ پھونک دیتی ہے کہ "میرے دشمن جہاں بھی ہاتھ آئیں، چھوڑو مت، آگ لگانے والے مجرام کا برتاؤ کرو"۔ ساری دنیا کی بورژوازی اس پر تو بغلیں بجاتی ہے کہ لڑائی کے بعد شکست خوردہ لوگوں کا قتل عام ہوا،لیکن اس بات پر غصے سے تڑپ اٹھتی ہے کہ مکانوں کی اینٹیں اور پلاسٹر کی صورت" بگڑ گئی"۔

جب خود حکومتیں اپنے جنگی بیڑے کو سرکاری اجازت دیں کہ "مار ڈالو" اور پھونک دو، اور مٹا دو، تو یہ آگ لگانے کی کھلی چھٹی ہے یا نہیں؟ جب انگریز فوجیوں نے واشنگٹن میں کیپٹول کی عمارت کو حماقت سے پھونک ڈالا اور چینی شہنشاہ کے گرما محل کو آگ لگائی (81) تو یہ "آتش زنی" تھی یا نہیں؟ جب تیئر چھ ہفتے تک برابر پیرس پر گولہ باری کرتا رہا اور یقین دلاتا رہا کہ صرف ان مکانوں کو پھونکنا چاہتا ہے جن میں لوگ بھرے ہیں، تو یہ آتش زنی تھی یا نہیں؟ جنگ میں آگ بھی اتنا ہی جائز ہتھیار ہے جتنے اور ہتھیار۔ جن عمارتوں میں دشمن کا ڈیرا ہو انہیں آگ لگانے کے لئے گولوں کا نشانہ بناتے ہیں۔ اور جب دفاع کرنے والوں کو یہ عمارتیں چھوڑنی پڑتی ہیں تو وہ خود ہی آگ لگا کر ہٹتے ہیں تاکہ حملہ آور ان میں قدم نہ جما سکے۔ لڑائی کے وقت جو عمارتیں مورچے کے سامنے پڑتی ہیں، چاہے کوئی بھی باقاعدہ فوج ہو، ان عمارتوں کی تقدیر میں جلنا لکھا ہے۔ یہ سب سہی، لیکن ایک ایسی لڑائی میں، جہاں بندے اپنے ظالم آقاؤں کے خلاف اٹھے تھے، تاریخ میں وہ تنہا جنگ جو برحق تھی، آگ لگانے کا یہ عمل سنگین جرم قرار دیا گیا! کمیون نے آگ سے، صحیح معنوں میں، اپنے بچاؤ کا کام لیا۔ اس نے بلڈنگوں کو آگ لگا کر ایک رکاوٹ کھڑی کی تاکہ وارسائی فوجیں ان لمبی اور سیدھی سڑکوں میں نہ گھس پڑیں جو ہاؤسمان نے خاص طور سے توپ خانے کی زد پر رکھنے کے لئے بنوائی تھیں۔ انہوں نے پیچھے ہٹتے وقت شعلوں سے ایک آڑ کھڑی کی، اس طرح جیسے وارسائی والوں نے آگے بڑھتے وقت گولوں کی آڑ بنائی اور ان گولوں سے کم از کم اتنی ہی عمارتیں برباد ہوئیں جتنی کمیون کی آگ سے۔ آج تک اس قضیے کا فیصلہ نہیں ہو سکا کہ کون سی عمارتیں بچاؤ کی وجہ سے جل گئیں اور کون سی حملے کے سبب۔ بچاؤ کرنے والوں نے آگ لگانا

تب شروع کیا جب وارسائی کی فوجیں قیدیوں کا بے تحاشا قتل عام شروع کر چکی تھیں۔ پھر کمیون تو بہت پہلے یہ کھلا نوٹس دے چکا تھا کہ اگر انتہائی مجبور کیا گیا تو وہ خود کو پیرس کے راکھ کے ڈھیر میں دفن کر لیں گے اور پیرس کو دوسرا ماسکو بنا ڈالیں گے۔ (82) یہ وہی نوٹس تھا جو ڈیفنس کی حکومت بھی پہلے دے چکی تھی، لیکن صرف اپنی غداری کا پردہ رکھنے کے لئے۔ اس غرض سے جنرل تروشیو نے مٹی کے تیل کا ذخیرہ بھی کر رکھا تھا۔ کمیون کو خوب معلوم تھا کہ اس کے دشمنوں کی نظر میں پیرس والوں کی زندگی کی کوئی اہمیت نہیں، البتہ پیرس میں اپنے مکانات بہت عزیز ہیں۔ اور تیئر اپنے طور پر اعلان کر چکا تھا کہ انتقام لینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑے گا۔ جب ایک طرف سے اس کی فوج لڑائی پر کمر بستہ ہو چکی اور دوسری طرف سے پروشیا والوں نے باہر نکلنے کے سب راستے بند کر دیئے تو تیئر نے پکار کر کہا: میں رحم کرنے والا نہیں! حساب بے باق ہونا چاہئے اور سزا سخت!" اگر پیرس کے مزدوروں نے وحشیانہ حرکت کی بھی تو یہ اپنے بچاؤ کی آس چھوڑ دینے والے کی وحشیانہ حرکت کی تھی، فاتحانہ شان سے بڑھنے والے کی وحشیانہ حرکت نہیں، جیسی کہ ان عیسائیوں سے سرزد ہوئی جنھوں نے قدیم بت پرست دنیا کے آرٹ کے واقعی بے بہا خزانے تباہ کر دیئے۔ شاید مورخ اس وحشیانہ تباہ کاری کو بھی جائز قرار دے کیونکہ نئے اٹھتے ہوئے سماج اور پرانے ٹوٹتے ہوئے سماج کے درمیان جو زبردست ٹکر ہوئی، اس میں یہ ایک ناگزیر نقصان اور نسبتاً چھوٹی سی بات ہے۔ پیرس کے مزدوروں نے جو بھی کیا ہو وہ ہاؤسمان کی اس وحشیانہ حرکت کے مقابلے میں کم ہے کہ تاریخی پیرس کو ڈھا کر اس نے سیلانیوں کے پیرس کے لئے جگہ بنائی تھی۔

کمیون نے صرف ضمانت میں پکڑے ہوئے 64 آدمیوں کو گولی سے اڑا دیا

جن میں پیرس کا اسقف اعظم تھا۔ بورژوازی اور اس کی فوج نے جون 1848 میں وہ رواج پھر سے چلا دیا جو ایک زمانہ پہلے جنگی کاروائی سے دور کیا جا چکا تھا، یعنی بے بس قیدیوں کو گولی سے اڑانا۔ یہ ظالمانہ رواج تبھی سے کم و بیش سختی کے ساتھ برتا جا رہا ہے، اور یورپ اور ہندستان میں عوام کی شورشوں کو دبانے والے اسے برت رہے ہیں، اور اس طرح دنیا کو دکھا رہے ہیں کہ "تہذیب کی ترقی" میں یہ بھی واقعی شامل ہے! ادھر پروشیا والوں نے فرانس میں ضمانت کے آدمی (یرغمال) پکڑنے کا رواج پھر جاری کر دیا۔ یعنی بے قصور لوگوں کو پکڑ لینا جو اپنی زندگی سے دوسروں کے کئے کا بھگتان بھریں۔ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں، تیئر نے لڑائی کے شروع سے ہی یہ انسانی وطیرہ اختیار کیا کہ کمیون کے جو آدمی قید ہوں انہیں گولی ماردی جائے، تو کمیون کو بھی ان قیدیوں کی جان بچانے کے لئے مجبوراً پروشیائی رواج اپنانا پڑا کہ یرغمال میں آدمی پکڑ لئے جائیں۔ تب بھی وارسائی کی حکومت باز نہ آئی اور بار بار قیدکوں کو گولی مار کر اس نے خود ہی اپنے آدمیوں کو موت کے منہ میں ڈال دیا؛ ان لوگوں کی زندگی پر کہاں تک ترس کھایا جاتا اس خونی ہولی کے بعد جو میک موہن کے پری ٹورین فوجیوں (83) نے پیرس میں قدم رکھتے ہی منائی۔ بورژوا حکومت کی بے لگام درندگی سے بچنے کا یہ آخری حیلہ، کہ یرغمال میں آدمی پکڑے جائیں۔ کیا یہ بھی محض مذاق ہی رہنے دیا جاتا؟ اسقف اعظم دربوئی کا اصلی قاتل کون ہے؟ تیئر۔ کمیون نے تو اپنی طرف سے کئی بار پیش کش کی کہ اسقف اعظم اور دوسرے بڑے پادریوں کو صرف ایک شخص بلانکی کے تبادلے میں لے لیا جائے جو تیئر کے ہاتھوں قید تھا۔ لیکن تیئر سختی سے تبادلے کو رد کرتا رہا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر بلانکی کو چھوڑا تو کمیون کو دماغ بخشتا، اور یہ کہ بڑا پادری زیادہ کارآمد رہے گا اگر مردہ حالت میں ملے۔ اس

موقع پر تیئر نے جنرل کوے نیاک کی نقل کی۔ جون 1848 میں کوے نیاک اور اس کے "ضابطہ پسندوں" نے کیا ہائے واویلا مچائی تھی اور شورش پسندوں پر الزام لگائے تھے کہ انہوں نے اسقف اعظم آفرے کو قتل کر ڈالا، حالانکہ انہیں خوب معلوم تھا کہ قاتل خود ضابطہ پارٹی کے سپاہی تھے۔ موسیو ژاکے، جو بڑے پادری کا نائب اعظم تھا اور چشم دید گواہ تھا، اس نے واردات کے فوراً بعد اس واقعے کی گواہی پیش کر دی۔

ضابطہ پارٹی نے خود جتنی بھی خوں ریزی کی ہو، لیکن اپنے مقتولوں پر الزامات کا اس قدر طومار باندھا ہے کہ اسے دیکھ کر صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ آج کل کے بورژوا اپنے آپ کو پہلے کے جاگیرداروں کا جائز وارث سمجھتے ہیں جن کا خیال تھا کہ عام آدمی پر ہر قسم کا ہتھیار آزمانا ان کا حق ہے، لیکن عام آدمی کے ہاتھ میں کسی قسم کا ہتھیار آنا جرم ہے۔

حکمراں طبقے نے انقلاب کے خلاف جو سازش رچی تھی کہ اسے خانہ جنگی کی مدد سے، اور غیر ملکی فاتحوں کی سرپرستی میں کچل ڈالیں، وہ سازش جو 4 ستمبر سے برابر اس وقت تک چلتی رہی جب میک موھن کے خاص پری ٹورین دستے سین کلو کے پھاٹک میں داخل ہوئے، وہ سازش پیرس میں خونی ہنگامے پر تمام ہوئی۔ بسمارک اجڑے ہوئے پیرس کے منظر سے لطف اندوز ہو رہا ہے اور غالباً اسے بڑے بڑے شہروں کی عام تباہی و بربادی کا پیش خیمہ سمجھتا ہے، جس کے وہ ان دنوں خواب دیکھا کرتا تھا جب صرف معمولی سا تعلقہ دار تھا اور 1849 کے پروشیائی Chambre introuvable (انوکھے دربار) کا ممبر چنا گیا تھا (84)۔ وہ پیرس کے پرولتاریوں کی لاشیں دیکھ کر دل ٹھنڈا کرتا ہے۔ اسے دونوں لطف حاصل

ہوئے ہیں۔صرف انقلاب کی بیخ کنی نہیں بلکہ فرانس کی بربادی بھی، جو واقعی اب بے سر ہو کر رہ گیا اور وہ بھی فوج فرانسیسی حکومت کے ہاتھوں۔کامیاب سیاستدانوں کی طرح بسمارک جیسے بے تہہ آدمی کو اس حیرت انگیز تاریخی واقعے کا صرف ظاہری پہلو نظر آتا ہے۔کیا آج تک تاریخ کی نظر سے ایسا کوئی فاتح گزرا ہے جو اپنی فتح کا سہرا بند ہوا، صرف سیاسی پولیس والے کے رول میں نہیں بلکہ مفتوح حکومت کے ہاتھ تلے کرائے کا جلاد بن کر؟ پروشیا اور کمیون میں کوئی جنگ نہیں تھی۔ بلکہ اس کے برخلاف کمیون میں کوئی جنگ نہیں تھی۔ بلکہ اس کے برخلاف کمیون نے صلح کی مجوزہ شرطیں مان لی تھیں اور پروشیا نے اپنی غیر جانبداری کا اعلان کر دیا تھا۔مطلب یہ کہ پروشیا اس جنگ میں فریق نہیں تھا۔اس نے ایک گھٹیا جلادکی سی حرکت کی کہ خود تو کوئی خطرہ مول نہیں لیا اور برتاؤ کرائے کے جلاد کا سا کیا کیونکہ پہلے سے یہ شرط طے کر لی کہ پیرس ٹوٹے گا تو پچاس کروڑ کی رقم وصول ہوگی، یہ جلادی کی خونی قیمت ٹھہری۔اسی میں جنگ کی اصلی فطرت کھل گئی کہ یہ قہر خداوندی نازل ہوا تھا بے دین اور بدچلن فرانس کو خداترس اور نہایت نیک چلن جرمنی کے ہاتھوں سزا دلوانے کے لئے۔یہ انٹرنیشنل قانون کی خلاف ورزی، جس کی کوئی مثال نہیں ملتی، اور جسے پرانی دنیا کا قانون دان بھی قانون کی خلاف ورزی ہی کہتا، بجائے اس کے کہ یورپ کی "مہذب" قوموں کی زبانی یہ اعلان کراتی کہ مجرمانہ پروشیائی حکومت، جو کسی زمانے میں سینٹ پیٹرسبرگ کی وزارت کے ہاتھوں میں کھیلتی رہی، اب قانون کے حد سے باہر کی جاتی ہے، الٹا ان قوموں کو یہ مسئلہ زیر بحث لانے کا بہانہ دے گئی کہ وہ چند مظلوم جو پیرس کے ڈبل گھیرے سے جان بچا کر نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہیں انہیں وارسائی جلادوں کے سپرد کیوں نہ کر دیا جائے!

نئے دور کی سب سے خوفناک جنگ کے بعد غالب اور مغلوب دونوں فوجیں ہاتھ ملاتی ہیں صرف اس لیے کہ مل کر پرولتاریوں کا صفایا کر دیں۔ اس انہونے واقعے سے، جیسا کہ بسمارک نے سوچا، یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نیا سماج، جو اپنی راہ بنا رہا تھا، آخری شکست کھا کر رہ گیا، نہیں اس سے تو پرانے بورژوا سماج کا شیرازہ پوری طرح بکھرنے کی حقیقت کھلتی ہے۔ پرانا سماج جو اپنا سب سے اونچا کارنامہ انجام دینے کے قابل تھا، وہ ہے قومی جنگ اور قومی جنگ اب حکومت کی صرف ایسے چال ثابت ہو چکی ہے جس کی غرض آخر میں یہ نکلتی ہے کہ طبقاتی کشمکش کو زیادہ سے زیادہ عرصے کے لئے ٹال دیا جائے۔ جوں ہی طبقاتی کشمکش پھٹ پڑتی ہے اور اس سے خانہ جنگی کے شعلے اٹھنے لگتے ہیں، حکومت کی چال بھسم ہو کر رہ جاتی ہے۔ طبقاتی غلبے کو اب قومی وردی کا بھیس بدل کر چھپایا نہیں جا سکتا۔ پرولتاریہ کے خلاف قومی حکومتیں سب ایک ہوتی ہیں۔

1871 کے اس یادگار دن (whit.sunday) کے بعد فرانس کے مزدوروں اور ان کی محنت کے پیداوار ہتھیا لینے والوں کے درمیان نہ تو امن ہو سکتا ہے، نہ صلح ممکن ہے۔ کرائے کے فوجیوں کا فولادی ہاتھ کچھ عرصے کے لئے شاید دونوں طبقوں کو دبا لینے میں کامیاب رہے، لیکن ان کی کشمکش پھر گرم ہو کر رہے گی، اس کی شدت بڑھتی جائے گی اور اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ آخر کار دونوں میں سے کون فتحیاب ہوگا: تھوڑے سے دولت ہتھیا لینے والے یا وہ بے حساب اکثریت رکھنے والے جو محنت کرتے ہیں۔ فرانسیسی مزدور طبقہ آج کے تمام پرولتاریہ کا ایک ہراول دستہ ہے۔ یورپ کی حکومتیں پیرس کے سامنے یہ جتا رہی ہیں کہ طبقاتی حکمرانی کا ایک انٹرنیشنل کردار ہے اور خود دنیا کے سامنے واویلا مچائے ہوئے ہیں کے

انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن ہی سارے فتنہ فساد کی جڑ ہے۔یعنی محنت کی وہ بین الاقوامی انجمن جو سرمائے کی دنیا بھر میں پھیلی ہوئی سازش کے خلاف بنی ہے۔تیئر اس تنظیم پر یہ الزام عائد کرتا ہے کہ وہ لیبر کے سر پر سوار ہے،اور لیبر کے سر کا بوجھ اتارنے کی دعویدار ہے۔پی کار نے حکم جاری کیا ہے کہ انٹرنیشنل کے فرانسیسی ممبروں اور دوسرے ملکوں کے ممبروں میں کوئی تعلق رہنے نہ پائے۔کاؤنٹ ژوبر نے، جو 1830 سے تیئر کا بے زبان دم چھلا بنا ہوا ہے،اعلان کیا کہ تمام متمدن ملکوں میں ہر ایک حکومت کا پہلا فریضہ یہ ہے کہ انٹرنیشنل کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ پھینکے۔" چودھریوں کی چوپال" الگ اس پر چیخ پکار کر رہی ہے اور یورپ کے اخبار اس کے سر میں سر ملا رہے ہیں۔صرف ایک ایسا قابل قدر فرانسیسی ادیب ہے، (غالباً یہ روبینے تھا۔) جسے ہماری انجمن سے دور کا بھی واسطہ نہیں،تاہم وہ اس کے بارے میں لکھتا ہے:

" نیشنل گارڈ کی مرکزی کمیٹی کے ممبر اور کمیون کے ممبروں میں بیشتر لوگ سب سے باعمل، صاف ذہن اور متحرک دماغ تھے انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن کے ... یہ لوگ بے شک ایماندار، کھرے، عقلمند، ایثار پیشہ سرفروش، سچے اور اچھے معنوں میں عقیدے کے پکے لوگ تھے۔"

بورژوا ذہن، جسے پولیس نے بھر رکھا ہے،انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن کو اس کے سوا اور کیا سمجھے گا کہ یہ کوئی خفیہ سازشیوں کی جماعت ہے جس کی مرکزی لیڈرشپ وقتاً فوقتاً مختلف ملکوں میں بغاوت کے شعلے بھڑکایا کرتی ہے۔اصلیت یہ ہے کہ ہماری یہ انجمن ایک انٹرنیشنل انجمن ہے جو متمدن دنیا کے مختلف ملکوں کے

سب سے ترقی یافتہ مزدوروں کا رشتہ جوڑتی ہے۔ چاہے کہیں، اور کیسے ہی حالات میں طبقاتی جدوجہد کیوں نہ اٹھے، اور وہ چاہے کوئی بھی شکل اختیار کرے، قدرتی بات ہے کہ ہماری انجمن کے لوگ اس میں سب سے آگے کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ زمین جس پر ہماری یہ انجمن جڑ پکڑتی اور اگتی ہے وہ خود آج کا سماج ہے۔

چاہے کتنا ہی لہو بہا دیا جائے، اس انجمن کو جڑ بنیاد سے نکال پھینکنا ممکن نہیں۔ اس کو جڑ سے نکال پھینکنا ہے تو حکومتوں کو چاہیۓ کہ محنت پر سرمائے کے جابرانہ اقتدار کا جڑ بنیاد سے کا خاتمہ کردیں، یعنی خود اپنے مفت کورے وجود کی بنیاد ہی نکال کر پھینک دیں۔

مزدوروں کا پیرس اپنے کمیون سمیت نئے سماج کے شاندار نقیب کی حیثیت سے ہمیشہ سر بلند رہے گا۔ اس کے شہیدوں نے مزدور طبقے کے بڑے دل میں ایسی جگہ بنائی ہے کہ امر رہیں گے۔ اور جلادوں کو تاریخ نے اس شرمناک ستون میں ٹھونکنے کے لئے تیار کر دیا ہے جہاں سے نکالنے میں اس کے پادریوں کی ساری دعائیں بھی کامیاب نہیں ہوسکتیں۔

نوٹس NOTES

اول

"قیدیوں کا دستہ ایوے نیو اوریک میں پہنچ کر ٹھہر گیا۔ چار یا پانچ کی قطار میں سڑک کی طرف منہ کر کے فٹ پاتھ پر کھڑے ہو گئے۔ جنرل مارکوئی دی گیلی نے اور اس کا اسٹاف گھوڑوں سے اتر پڑا اور لائن کے بائیں طرف سے معائنہ شروع کیا۔ جنرل آہستہ آہستہ بڑھتا اور صفوں پر نظر ڈالتا جاتا تھا۔ چند قدم چل کر ٹھہرتا، سامنے کے آدمی کا کندھا تھپکتا یا کسی کو پیچھے والی قطار سے باہر نکلنے کا اشارہ کرتا۔ اکثر ایسا ہوا کہ کہنے سننے کی نوبت نہیں آئی اور آدمی کو باہر نکال کر سڑک کے بیچوں بیچ تک مارچ کرایا گیا۔ اور وہاں ذرا دیر میں ایک چھوٹا سا دستہ اور بن گیا... ظاہر بات تھی کہ غلطی کی کافی گنجائش رہ گئی۔ ایک سوار افسر نے جنرل گیلی کو ایک مرد اور عورت کی جانب کسی خاص جرم کے سلسلے میں متوجہ کیا۔ عورت صفوں سے باہر لپکی اور کے انداز میں اپنی بے گناہی کا رونا رونے لگی۔ جنرل ذرا دیر تھما اور روکھے پن سے، کسی تاثر کا اظہار کئے بغیر بولا "مادام، میں پیرس کے ہر ایک تھیٹر میں جا چکا ہوں، مجھ پر آپ کی ایکٹنگ کا کوئی اثر نہیں ہونے والا"....

اس روز کسی شخص کا اپنے ساتھ والوں سے ذرا لمبا، ذرا میلا، ذرا صاف نظر آنا، ذرا عمر رسیدہ، ذرا بد صورت نظر آنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ ایک شخص خاص طور سے میری آنکھوں میں چبھ کر رہ گیا کہ ٹوٹی ہوئی ناک کی وجہ سے اس کو دنیائے فانی کی مصیبتوں سے جلدی چھٹکارا مل گیا.....

غرض اس طرح سو سے اوپر آدمی چھانٹ لئے گئے اور ایک فائرنگ دستے کو ان کے ساتھ کر دیا گیا۔ قیدیوں کا دستہ انہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ چند منٹ

گزرے ہوں گے کہ پیچھے سے گولیوں کی باڑھ چلنے کی آواز سنائی دی اور کوئی پندرہ منٹ چلتی رہی۔ یہ تھی سزائے موت ان بدنصیبوں کی، جنہیں کھڑے کھڑے مجرم قرار دیا گیا تھا۔" (اخبار 141 Daily news کے نمائندہ مقیم پیرس سے۔ 8 جون 1871

یہی تھا وہ گیلی نے " اپنی اس بیوی کا رکھیل، جو دوسری شہنشاہی کی رنگ رلیوں میں بے حیائی کی حرکتوں کی وجہ سے بہت نام کما چکی تھی" جسے جنگ کے زمانے میں لوگ فرانس کا "افسر پستول" کہا کرتے تھے۔

"temps (86) جو ایک محتاط رسالہ ہے اور سنسنی خیزی میں مبتلا نہیں ہوتا، ان لوگوں کی خوفناک داستان سناتا ہے جو گولی سے ادھ موئے چھوڑے گئے اور جان نکلنے سے پہلے دفن کر دئے گئے۔ سین ژاک لابوشری کے گرد جو چوک ہے اس میں بہت سے لوگوں کو زمین میں دبایا، کچھ اچھی طرح نہیں دبے۔ دن کے وقت سڑکوں کی چہل پہل میں کسی کی توجہ ادھر نہ گئی۔ لیکن جب رات کا سناٹا ہوا تو آس پاس کے مکانوں کے باشندے کراہیں سن کر چونک اٹھے۔ اور صبح کے وقت زمین سے ایک ہاتھ باہر نکلا دیکھا جس کی مٹھی بھنچی ہوئی تھی۔ نتیجہ یہ کہ اس جگہ سے لاشیں نکالنے کا حکم ہوا۔ مجھے ذرا بھی شبہ نہیں کہ بہت سے زخمی زندہ ہی مٹی میں دبائے گئے ہیں۔ ایک واقعے کا تو مجھے قطعی علم ہے۔ جب برنیل کو اس کی داشتہ سمیت 24 تاریخ کو وینڈوم میدان کے ایک مکان کے احاطے میں گولی ماری گئی تو 27 کی سہ پہر تک لاشیں وہیں پڑی رہیں۔ آخر ایک دفنانے والے پارٹی لاشیں ٹھکانے لگانے پہنچی تو دیکھا کہ عورت میں جان باقی ہے۔ اسے مرہم پٹی کے لئے اٹھا لے گئے۔ چار گولیاں کھانے کیبعد یہ عورت زندہ سلامت ہے۔" evening standard

(87) کا نمائندہ مقیم پیرس سے ۔

دوم

13 جون کو لندن اخبار Times میں یہ خط (88) شائع ہوا:

اخبار Times کے ایڈیٹر کے نام

جناب والا!

6 جون 1871ء کو موسیو ژیول فاور نے یورپ کی تمام طاقتوں کو ایک گشتی چٹھی بھیجی ہے جس میں تقاضا کیا گیا ہے کہ انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن کو گھیر کر ختم کر دیا جائے ۔اس دستاویز کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے صرف چند اشارے کافی ہوں گے ۔

ہمارے دستور العمل کی تمہید میں صاف طور سے لکھا ہے کہ انٹرنیشنل کی بنیاد "28 ستمبر 1864 کو لندن کے لانگ ایکر، سینٹ مارٹن ہال کے ایک جلسہ عام میں" رکھی گئی تھی ۔اپنی ذاتی مصلحت سے ژیول فاور نے ایسوسی ایشن کی بنیاد 1862 میں بتائی ہے ۔ہمارے اصولوں کی تشریح کرنے کے لیے اس نے انٹرنیشنل کے "25 مارچ 1869 کے ایک ہینڈ بل" سے حوالہ دینا ظاہر کیا ہے ۔اور حقیقت میں حوالہ کہاں سے دیا؟ کسی ایسی سوسائٹی کے کاغذ سے جو انٹرنیشنل نہیں ہے ۔اسی قسم کی ہاتھ کی صفائی وہ پہلے بھی دکھا چکا ہے، جب وہ نیا وکیل بنا تھا اور پیرس کے اخبار national

پر کا بے نے ہتک عزت کا جو دعویٰ کیا اس میں وکیل صفائی تھا۔ اس نے عدالت میں زور دے کر کہا کہ کا بے ایک پمفلٹ سے اقتباسات پڑھ کر سنائے گا لیکن خود اپنے گڑھے ہوئے جملے پڑھ کر سناتا رہا۔ عدالت کا اجلاس ابھی جاری تھا کہ فریب کھل گیا اور اگر کا بے ہی معاملہ نہ ٹال جاتا تو ژیول فاور کو سزا کے طور پر پیرس کی بار ایسوسی ایشن سے نکال دیا جاتا۔ جن دستاویزوں کو انٹرنیشنل کی دستاویزیں بنا کر ژیول فاور حوالے کے لیے استعمال کر رہا ہے، ان میں سے ایک کا بھی واسطہ انٹرنیشنل سے نہیں ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے:

"یہ الائینس (alliance) اپنے لامذہب ہونے کا اعلان کرتی ہے، جیسا کہ جنرل کونسل نے کہہ دیا ہے جو 1869 جولائی میں لندن میں بنی تھی۔"

جنرل کونسل نے اس قسم کی کوئی تحریر نہیں نکالی ۔ اس کے برخلاف جنرل کونسل کی ایک دستاویز شائع ہوئی تھی جس نے " الائینس "۔ L,Alliance de la Democratic Sociaste (89)۔ کے اس دستور العمل (کارل مارکس ’’ انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن اور سوشل ڈیموکریسی کا الائینس ‘‘)۔ کو منسوخ کر دیا تھا جو جنیوا میں بنا اور اب ژیول فاور اسی کا حوالہ دے رہا ہے۔

اس پورے سرکلر میں، جس کا ایک حصہ گویا شہنشاہی

کے خلاف بھی جاتا ہے، ژیول فاور صرف انٹرنیشنل پر انہی الزاموں کو دہرا رہا ہے جو بوناپارٹ کے سرکاری وکیلوں کی پو لیس نے اپنی عقل سے گڑھے تھے اور خود اسی شہنشاہی کی عدالتوں کے سامنے ان کی قلعی کھولی جا چکی ہے۔

سب جانتے ہیں کہ (پچھلے سال جولائی اور ستمبر کے) اپنے دونوں خطوں میں، جو اس جنگ کے بارے میں بھیجے گئے ,,, انٹرنیشنل کی جنرل کونسل نے پروشیا کے ان منصوبوں کو بے نقاب کر دیا تھا جو فرانس کو مقبوضہ ملک بنانے کے لئے کیے جا رہے تھے۔ ژیول فاور کے پرائیویٹ سکر ٹیری مسٹر ریت لنژیر نے بعد میں جنرل کونسل کے بعض ممبرو ں سے بات کی، جو بے فائدہ رہی اور یہ چاہا کہ بسمارک کے خلاف جنرل کونسل کی طرف سے جلسہ جلوس ہو جائے جس میں قومی ڈیفنس کی حکومت کی تائید کی جائے۔ ان سے خاص طور پر درخوست کی گئی تھی کہ اس میں ریپبلک کا نام نہ آنے پائے۔ ژیول فاور جس وقت لندن پہنچنے والا تھا، اسی موقع پر جلسہ جلوس کی تیاری بھی ہوئی، اور اس میں شبہ نہیں کہ ارادہ نیک تھا، حالاں کہ جنرل کونسل یہ نہیں چا ہتی تھی۔ کونسل نے اپنے 9 ستمبر کے خط میں قطعی جتا دیا تھا کہ پیرس کے مزدور ژیول فاور اور اس کے ہمنواؤں سے ہو شیار رہیں۔

کیا کہتا ہے ژیول فاور، اگر انٹرنیشنل کی جنرل کونسل جواب میں یورپ کی تمام وزارتوں کو ژیول فاور کے بارے میں بھی ایک گشتی چٹھی روانہ کرے اور ان دستاویزوں کی طرف خاص توجہ دلائے جو مرحوم میلیئر نے پیرس میں شائع کی تھیں۔

میں ہوں آپ کا خادم

جان ہیلز،

انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن کی جنرل کونسل کا سکریٹری

256، ہائی ہولبورن، لندن، ویسٹرن سنٹرل،

12 جون۔

لندن کے رسالے (spectator) (90) نے شریف مخبر بن کر ایک مضمون شائع کیا ہے (24 جون)۔ "انٹرنیشنل ایسوسی ایشن اور اس کے مقاصد" مضمون میں اسی قسم کی اور ہوشیاریوں کے علاوہ الائینس کی مذکورہ دستاویز کا حوالہ دے کر اسے انٹرنیشنل کی تحریر بتایا ہے اور یہ کام ژیول فاور سے بڑھ کر زیادہ گہرائی سے انجام دیا ہے۔ حالانکہ Times اخبار میں اس کی مذکورہ بالا تردید چھپے ہوئے گیارہ دن گزر چکے تھے۔ ہمیں اس پر تعجب نہیں ہوا۔ فریڈرک اعظم کہا کرتا تھا کہ یسوعیوں کے تمام فرقوں میں پرٹسٹنٹ سب سے برے ہیں۔

مارکس نے اپریل مئی 1871 میں لکھا۔

جون 1871 کے وسط میں لندن سے پمفلٹ کی شکل میں شائع ہوا۔ امریکہ اور یورپ کے کئی ملکوں میں 72-1871 میں شائع کیا گیا۔ 1871 کے تیسرے انگریزی ایڈیشن کے مطابق لفظ بلفظ ترجمہ جس کا 1871 اور 1891 کے جرمن ایڈیشنوں سے مقابلہ کیا گیا۔

نوٹس

NOTES

"فرانس میں خانہ جنگی" سائنسی کمیونزم کے موضوع پر ایک نہایت اہم تصنیف ہے۔ یہاں طبقاتی کشمکش، ریاست، انقلاب اور پرولتاری ڈکٹیٹری کے تعلق سے خاص مارکسی اصول بڑی وضاحت کے ساتھ پیرس کمیون کے

تجربے کی روشنی میں بیان ہوئے ہیں۔ ورکنگ مینز ایسوسی
ایشن کی جنرل کونسل کے تمام ممبروں کو یورپ اور امریکہ میں
تقسیم کرنے کے لئے یہ تحریر ایک کھلے خط کے طور پر تیار کی گئی
تھی تا کہ سارے ملکوں کے مزدوروں کو کمیون والوں کی
سرفروشی کی اصلیت سے، اس کی عالمی اہمیت سے پوری
طرح باخبر کیا جائے اور دنیا بھر کے پرولتاریہ میں یہ تاریخی
تجربہ عام کر دیا جائے۔

اس تصنیف میں مارکس نے اسی خیال کی تصدیق، تائید اور تکمیل کی ہے جو "لوئی بونا پارٹ کی اٹھارویں برومیئر" میں پیش کیا تھا کہ پرولتاریہ کے لئے بورژوازی کی سرکاری مشینری کا درہم برہم ضروری ہے۔ اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ "مزدور طبقہ بنی بنائی سرکاری مشینری پر ہاتھ ڈال کر اس سے کام نہیں لے سکتا۔" مزدور طبقے کا فرض ہے کہ اسے توڑ پھوڑ کر برابر کر دے اور پیرس کمیون کے نمونے کی ریاست کو اس کی جگہ دے دے۔ مارکس نے یہاں جو کلیہ قائم کیا ہے کہ پیرس کمیون قسم کی نئی ریاست ہی پرولتاری ڈکٹیٹری کی سرکاری شکل ہے، یہ انقلابی نظریے میں اس کے نئے اضافے کا لب لباب ہے۔

مارکس کی اس تصنیف فرانس میں خانہ جنگی کی بہت وسیع اشاعت ہوئی۔ 1871 اور 1872 میں یورپ کے کئی ملکوں میں اس کا ترجمہ کیا جا چکا تھا۔ 1905 میں کتاب کا روسی ترجمہ لینن کی ترتیب کے ساتھ اور دیباچے شائع ہوا۔

2۔ یہ دیباچہ اینگلز مارکس کی تصنیف "فرانس میں خانہ جنگی" کے تیسرے جرمن ایڈیشن کے لئے لکھا تھا جو پیرس کمیون کی بیسویں سالگرہ کے موقع پر

1891 میں شائع کیا گیا تھا۔ پیرس کمیون کے تجربے کی تاریخی اہمیت پر پورا زور دینے کے بعد، اور مارکس نے جو نظریاتی تجزیہ پیش کیا ہے، اسے اچھی طرح جتانے کا ساتھ اینگلز نے پیرس کمیون کی تاریخ پر، بلانکی اور پرودھوں کے ماننے والوں کی سرگرمی پر کئی نکتوں کا اضافہ کیا۔ اسی جرمن ایڈیشن میں اینگلز نے انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن کی جنرل کونسل کا وہ پہلا اور دوسرا خط بھی شامل کرلیا جو فرانس اور پروشیا کی جنگ پر مارکس نے لکھا تھا۔ مختلف زبانوں میں اس تصنیف کے جتنے ایڈیشن بعد میں پمفلٹ کی صورت میں نکلے ہیں، ان میں بھی دونوں خطوط شامل رہے۔

3۔ یہاں جرمنوں کی اس قومی آزادی کی جنگ کی طرف اشارہ ہے جو 1813 اور 1814 میں انہوں نے نپولین کے قبضے سے نکلنے ہیں، ان میں بھی دونوں خطوط شامل رہے۔

4۔ ہنگامی قانون The Exceptional Law or the Anti-Socilist Law جرمنی میں 21 اکتوبر 1878 کو بنا تھا۔ اس کے مطابق سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی تمام شاخیں، عام مزدور انجمنیں، مزدوروں کے اخبارات وغیرہ خلاف قانون قرار دیئے گئے۔ اشتراکی خیال کی کتابوں، رسالوں کو بحق سرکار ضبط کر لینے کا حکم ہوا اور سوشل ڈیموکریٹوں پر زیادتیاں کی گئیں۔ عام مزدور تحریک کے دباؤ سے یہ قانون پہلی اکتوبر 1890 کو منسوخ کر دیا گیا۔

5۔ جرمن میں Demagogue 1820 کے برسوں میں ان جرمن تعلیم یافتہ لوگوں کو کہا جاتا تھا جو جرمن ریاستوں کے رجعت پرست نظام کے خلاف آواز اٹھاتے تھے اور متحدہ جرمنی کی آواز بلند کرتے تھے۔ جرمن حکومت ان لوگوں کے

ساتھ بڑی بے دردی سے پیش آئی۔

6۔یہاں جولائی 1830 کے انقلاب کی طرف اشارہ ہے۔

7۔یہ اشارہ ہے جائز وارث والوں، اورلین والوں اور بونا پارٹ والوں کی طرف، جو بونا پارٹ کی خاندانی بادشاہی کے حامی تھے۔

8۔ دوسری دسمبر 1851 وہ دن ہے جب فرانس میں انقلاب کے مخالفین کی طرف سے حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا۔ اس میں لوئی بونا پارٹ اور اس کے حمایتیوں کا ہاتھ تھا۔

9۔یہاں اس ابتدائی صلح نامے کا ذکر ہے جس پر فرانس اور جرمنی نے لڑائی بند کرکے 26 فروری 1871 کو وارسائی میں دستخط کیے۔ دستخط کرنے والوں میں ایک طرف سے تیئر اور ژیول فاور تھے اور دوسری طرف سے بسمارک۔ اس صلح نامے کی شرائط کے مطابق فرانس نے الزاس اور مشرقی لارین صوبے جرمنی کے حوالے کر دیئے اور 500 کروڑ فرانک ہرجانہ ادا کرنا اپنے ذمے لے لیا۔ امن کا پکا عہدنامہ 10 مئی 1871 کو فرینکفرٹ آن مین میں لکھا گیا۔

10۔اکتوبر 1870 میں فرنسیسی فوج مارشل بازین کی سرکردگی میں میتز کے مقام پر نرغے میں آ گئی اور اس نے شہر جرمنوں کے حوالے کر دیا۔

11۔یہاں پرودھوں کی تصنیف "انیسویں صدی میں انقلاب کا عام خیال

"(Idee genereale de la Revolution au xix siecle Paris,1851)

کا ذکر ہے جو پیرس سے 1851 میں شائع ہوئی۔ اس تصنیف میں پرودھوں کے پیش کیے ہوئے نظریات پر تنقید دیکھنی ہو تو مارکس کا وہ خط پڑھنا چاہئے جو اس

نے 8 اگست 1851 کو اینگلز کے نام لکھا اور اینگلز کا وہ تنقیدی تبصرے والا مضمون جو "پرودھوں کی کتاب "انیسویں صدی میں انقلاب کا عام خیال" "پر تنقیدی تبصرہ" کے نام سے تحریر ہوا۔

12۔ فرانس کی اشتراکی تحریک میں ایک موقع پرست رجحان تھا جسے امکانی possiblism کہتے ہیں۔ بروس، میلون اور دوسرے لوگ اس کے لیڈر تھے جنہوں نے فرانسیسی ورکرز پارٹی میں 1882 میں پھوٹ ڈال دی۔ ان کا کہنا تھا کہ صرف اتنا ہی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے جو "امکان" میں ہو، اسی لئے ان کا یہ نام پڑا۔

13۔ اینگلز کے اس دیباچہ کو شائع کرتے وقت اخبار Die Neue Zeit, Bd. II کے ایڈیٹروں نے (جس کے اٹھائیسویں شمارے 1890 اور 1891 میں یہ مضمون شائع ہوا) اصل عبارت میں اپنی طرف سے کچھ تبدیلی کر دی۔ مثلاً اینگلز نے لفظ "سوشل ڈیموکریٹک کم ظرف" لکھا تھا، انہوں نے یہاں "جرمن کم ظرف" چھاپا۔ فیشر نے 17 مارچ 1891 کو جو خط لکھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اینگلز نے یہ یک طرفہ تبدیلی ناپسند کی تھی، لیکن غالباً اس خیال سے کہ ایک بار جو عبارت چھپ چکی ہے، اس میں ادل بدل نہ ہو، اختلاف نہ پڑے، پمفلٹ کی صورت میں اس کی اشاعت پر بھی اینگلز نے وہی لفظ رہنے دیا۔ موجودہ کتاب میں ہم نے اینگلز کا اپنا لکھا ہوا لفظ لکھ دیا ہے۔

14۔ پہلا اور دوسرا خط۔ فرانس اور پروشیا کی جنگ پر انٹرنیشنل کا رویہ کیا ہونا چاہیے، اس کے متعلق جنرل کونسل کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے مارکس نے جنگ چھڑتے ہی فوراً ایک کھلا خط یا پیغام جاری کیا، پھر ستمبر 1870 میں دوسرا خط لکھا،

جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مزدور طبقے کو جنگجوئی اور خود جنگ سے کیسے پیش آنا چاہئے۔ ان دونوں خطوں میں مارکس اور اینگلز کی ان تمام کوششوں کی بھی جھلک ملتی ہے جو وہ دوسروں کے علاقے پر چڑھائی کرنے کی جنگ کے خلاف اور پرولتاری بین الاقوامیت کے اصولوں کی تعمیل کے لئے کئے جا رہے تھے۔ مارکس نے دلیلیں دے کر ثابت کر دیا ہے کہ استحصال کرنے والے طبقے اپنی ذاتی غرض کے لئے جو غاصبانہ جنگیں چھیڑتے ہیں، ان کا مقصد دوسروں پر غلبہ حاصل کرنے کے علاوہ خود انقلابی مزدوروں کی تحریک کو کچلنا بھی ہوتا ہے۔ اس قسم کی جنگوں کی سماجی وجھوں پر مارکس نے اپنی تعلیم کا نہایت اہم باب کھول کر بیان کر دیا ہے۔ خاص طور سے اس نے زور دیا کہ جرمن اور فرانسیسی مزدوروں کا مفاد ایک ہی ہے اور انہیں چاہئے کہ دونوں ملکوں کے حاکم طبقوں کی جارحانہ پالیسی کا متحد ہو کر، ڈٹ کر مقابلہ کریں۔

مارکس نے بے مثال دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے اپنے پہلے خط میں آخر کا یہ نکتہ بھی جتا دیا کہ مزدوروں کے ہاتھ میں طاقت آ جائے گی تو تمام جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور روئے زمین پر امن قائم ہونا آئندہ کی کمیونسٹ سوسائٹی کا ایک زبردست بین الاقوامی اصول بن جائے گا۔

15۔ عام رائے شماری: نپولین سوم نے مئی 1870 میں کرائی تھی، گویا اپنی سلطنت کے بارے میں عام آبادی کی رائے معلوم کرنی چاہی ہو۔ لفظوں کے الٹ پھیر سے سوال نامے کی عبارت کچھ اس طرح رکھی گئی کہ اگر دوسری سلطنت کی پالیسی پر نامنظوری کا اظہار کیا جاتا تو تمام جمہوری اصلاحوں سے بھی منکر ہونا پڑتا۔ فرانس میں پہلی انٹرنیشنل کی شاخوں نے اس لفظی الٹ پھیر اور چالبازی کا پردہ چاک کرتے ہوئے اپنے ممبروں سے اپیل کی کہ وہ ووٹ کا بائیکاٹ کریں۔ رائے

شماری شروع ہونے سے پہلے ہی انٹرنیشنل کی پیرس شاخ کے ممبر اس الزام میں گرفتار کر لئے گئے کہ وہ نپولین کے خلاف سازش کر رہے تھے۔حکومت کے ہاتھ ایک بہانہ آ گیا تا کہ فرانس کے مختلف شہروں میں انٹرنیشنل کے ممبروں کو پھنسایا جائے، ان پر زیادتیاں کی جائیں۔22 جون سے 5 جولائی 1870 تک جب پیرس کے ممبروں پر مقدمہ چلاتو دنیا کو یہ پتہ چل گیا کہ سازش کے الزام کی حقیقت کیا تھی۔پھر بھی انٹرنیشنل کے کئی ممبروں کو قید کی سزائیں دی گئیں صرف اس بنا پر کہ وہ انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن کے ممبر تھے۔فرانس کے مزدور طبقے نے عام جلسوں کے ذریعے اس ظلم کے خلاف احتجاج کیا۔

16۔ فرانس اور پروشیا کی جنگ 19 جولائی 1870 کو چھڑی تھی۔

17۔Le Reveil ("بیداری")۔یہ بائیں بازو کے ریپبلکنوں کا فرانسیسی اخبار تھا جو پیرس میں جولائی 1868 سے جنوری 1871 تک شارل دیلک لوزے کی ادرت میں نکلتا رہا۔ اس اخبار میں انٹرنیشنل کی دستاویزیں اور مزدور تحریک کی معلومات شائع ہوا کرتی تھیں۔

18۔La Marseillaise۔بائیں بازو کے ریپبلکنوں کا روزنامہ، پیرس میں دسمبر 1869 سے ستمبر 1870 تک نکلا۔ اس میں انٹرنیشنل اور مزدور تحریک کے متعلق بھی معلومات اور سرگرمیوں کی تفصیل چھپا کرتی تھی۔

19۔ یہاں مراد ہے "دس دسمبری سوسائٹی"۔ لوئی بوناپارٹ والوں کی خفیہ جماعت سے، جس میں زیادہ تر سماج کے فالتو، ٹوٹے پھوٹے عناصر جوڑے گئے تھے، سیاسی جواری اور فوج کے لوگ شامل تھے۔ ان لوگوں کا کام یہ تھا کہ لوئی بوناپارٹ کو دس دسمبر 1848 کے صدارتی انتخاب میں فرانسیسی ریپبلک کا

صدر چنوا دیں۔اسی لئے دس دسمبری نام پڑا۔ان کی حرکتوں کی تفصیل کے لئے ملا حظہ ہو مارکس کا مقالہ "لوئی بونا پارٹ کی اٹھارویں برومیئر" جو حصہ اول میں شامل ہے۔

20۔ یہاں مراد ہے جرمن قوم کی مقدس سلطنت روما جس کی بنیاد 962عیسوی میں رکھی گئی تھی اور جرمن علاقوں کے علاوہ اٹلی کا بھی کچھ حصہ اس میں شامل تھا۔بعد میں کچھ علاقے فرانس کے، بوہیمیا کے، آسٹریا، نیدرلینڈ، سوئٹزر لینڈ اور دوسرے ملکوں کے بھی اسی میں شامل ہو گئے تھے۔یہ سلطنت کوئی مرکزیت والی اسٹیٹ نہیں تھی۔ یہ چند رجواڑوں کی اور آزاد شہروں کی ملی جلی اور ڈھیلی ڈھالی یونین تھی جو سلطنت کے صرف اختیار اعلیٰ کو تسلیم کرتے تھے۔

962 سے 1806 تک قائم رہی۔آخر جب فرانس کے مقابلے میں جرمنی کو شکست ہوئی تو ہیپس برگ نے مقدس سلطنت روما کے شہنشاہ کا خطاب چھوڑ دیا۔

21۔1618 میں برنڈن برگ کا الکٹوریٹ پروشیا کی نوابی (مشرقی پروشیا) سے مل گیا جو 16ویں صدی کی ابتدا میں تیوتونی امارت کے علاقے سے بنی تھی اور تب تک پولینڈ کی بادشاہی کی دست نگر تھی۔ برانڈن برگ کا نواب (الکٹور) جو خود پروشیائی امیر زادہ تھا1657 تک پولینڈ کا باج گزار رہا۔لیکن جب سویڈن سے جنگ میں پولینڈ مشکل میں پھنسا تو اس پروشیائی امیر زادے نے تمام پروشیائی علاقوں پر پھیل کر خودمختاری کا اعلان کر دیا۔

22۔ یہ اشارہ ہے بازل کے صلح نامے کی طرف، جو پروشیا نے 5 اپریل1790 کو فرانسیسی ریپبلک سے اپنے طور پر کر لیا تھا، حالانکہ پروشیا اس

وقت فرانس کے مقابل پر یورپی ریاستوں کے پہلے کولیشن میں شریک تھا۔

23۔ تلست کا صلح نامہ 7 اور 9 جولائی 1807 کے درمیان نپولین کے فرانس نے روس اور پروشیا سے کیا تھا۔ یہ دونوں ملک فرانس کے خلاف چوتھے کولیشن کے ممبر تھے اور جنگ میں شکست کھا کر اس صلح نامے پر مجبور ہوئے تھے۔

صلح نامے کی شرطوں نے پروشیا کی کمر توڑ دی جسے اپنا بہت سا علاقہ ہاتھ سے دینا پڑا، اور روس کے ہاتھ سے اگر چہ کوئی علاقہ نہیں گیا لیکن اسے یورپ میں فرانس کی پوزیشن کا استحکام بھی ماننا پڑا، اور یہ بھی کہ انگلینڈ کی ناکہ بندی میں (جسے براعظم یورپ کی ناکہ بندی کہتے ہیں) شریک ہوگا۔ نپولین اول کے حکم سے اس صلح نامے میں جو غاصبانہ زبردستی رکھی گئی تھی، اس کا انجام یہ ہوا کہ تمام جرمن آبادی میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی، جس نے نپولینی غلبے کے خلاف قومی آزادی کی تحریک کا راستہ ہموار کر دیا اور یہ تحریک 1813 میں اٹھ کھڑی ہوئی۔

24۔ تیوتونی (teutons) کا لفظ جرمن نسل کے پرانے قبیلوں کے لئے استعمال ہوتا تھا اور اس دائرے میں تمام جرمن اصل نسل کے لوگ آتے ہیں۔ مارکس نے یہاں جرمن قوم پرستوں کی زبان سے اس لفظ کے استعمال کو اپنے طنز کا نشانہ بنایا ہے۔

25۔ مارکس کا مطلب یہ ہے کہ نپولین کا اقتدار ٹوٹتے ہی جرمنی میں جاگیرداری رجعت پرستی کی کمان پھر چڑھ گئی۔ پہلے کی سی جاگیری تفرقہ پردازی نے سر اٹھا لیا اور جرمن ریاستوں میں موروثی بادشاہیوں کا نظام پھر جم گیا، جس نے امرا کے خاص حقوق اور کسانوں کی اندھی لوٹ، نیم غلامی کا دور دورہ کر دیا۔

26۔ یہ اشارہ ہے پیرس کے تویلری محل کی طرف جہاں نپولین سوم دوسری

سلطنت کے زمانے میں رہا کرتا تھا۔

27۔اورلین والے۔یعنی اورلین گھرانے کے حمایتی۔اورلین بوربوں شاہی خاندان کی ایک نوجوان شاخ تھی۔1830 کے انقلاب نے اقتدار ان لوگوں کے ہاتھ میں دے دیا تھا اور1848 کے انقلاب نے وہ چھین لیا۔ یہ لوگ مالیاتی شرفاء(بڑے پیمانے پر روپے کا کاروبار کرنے والے)اوراوپر کی بورژوازی کے جاں نثار تھے۔

28۔یہاں انگریز مزدوروں کی اس تحریک کی طرف اشارہ ہے جوانہوں نے 4 ستمبر 1870 کوقائم ہونے والی فرانسیسی ریپبلک کوتسلیم کرانے کے لئے اٹھائی تھی۔اعلان کے دوسرے ہی دن،5 ستمبر کولندن اور بڑے شہروں میں جلسے جلوس شروع ہوگئے۔جابجا تجویزوں اور مطالبوں میں مظاہرین نے اس پر زور دیا کہ برطانوی حکومت فرانسیسی ریپبلک کوفوراً تسلیم کرلے۔اس تحریک کورخ دینے میں پہلی انٹرنیشنل کی جنرل کونسل نے براہ راست شرکت کی۔

29۔مارکس کا اشارہ اس طرف ہے کہ جاگیردارانہ بادشاہتوں کاوہ کولیشن بنوانے میں انگلینڈ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا جس کولیشن نے 1792 میں انقلابی فرانس کے خلاف اعلان جنگ کردیا۔اور یہ بھی انگلینڈ کے حاکم لوگ تھے جنہوں نے سارے یورپ میں سب سے پہلے فرانس کی لوئی بوناپارٹ حکومت کوتسلیم کرلیا، ایسی حکومت کو جو2 دسمبر 1851 کوریپبلکن حکومت کا تختہ الٹ کر وجود میں آئی تھی۔

journal officiel de la republique francaise۔30 ("فرانسیسی ریپبلک کاسرکاری اخبار")۔پیرس کمیون کاسرکاری ترجمان تھا

جو 20 مارچ سے 24 مئی 1871 تک شائع ہوتا رہا۔ پہلے سے یہ نام فرانسیسی ریپبلک کے سرکاری اخبار کا تھا جو پیرس میں ستمبر 1870 سے نکلنا شروع ہوا تھا (جب پیرس کمیون قائم ہوا تو کمیون کی مخالف تیئر گورنمنٹ نے وارسائی سے اسی نام کا دوسرا اخبار نکالا) 30 مارچ کے شمارے پر اخبار کا نام یوں درج تھا: Journal Officiel de la commune de Paris ("پیرس کمیون کا سرکاری اخبار")۔ اسی اخبار کے 20 اپریل 1871 کے شمارے میں سائمن کا خط چھپا تھا۔

31۔ 28 جنوری 1871 کو فاتح بسمارک اور قومی ڈیفنس کی حکومت کی طرف سے فاور نے ایک صلح نامے پر دستخط کیے جس کا عنوان تھا: "جنگ بندی اور پیرس کے ہتھیار ڈالنے کا کنونشن"۔ اس حرکت نے فرانس کے قومی مفاد کو مٹی میں ملا دیا۔ کنونشن کے مطابق فاور نے وہ تمام شرمناک شرطیں قبول کر لیں جو پروشیا گورنمنٹ نے منوانی چاہی تھیں، مثلاً دو ہفتے کے اندر بیس کروڑ فرنک ہرجانہ ادا کرنا، پیرس کے بیشتر قلعے فاتح کے حوالے کرنا، پیرس کی فوج کا میدانی توپ خانہ اور اسلحہ پروشیا کے ہاتھ میں دے دینا۔

32۔ 1870.71 میں جب پیرس محاصرے میں تھا تو وہ لوگ جو ہتھیار ڈال دینے کے حق میں تھے انہیں Capitulards کہا جاتا تھا۔ بعد میں ہر قسم کے شکست خوردہ ذہن والوں کا یہ نام پڑ گیا۔

33۔ L,Etendard ("پرچم")۔ بوناپارٹ کا طرفدار فرانسیسی اخبار جو پیرس میں 1866 سے 1868 تک نکلتا رہا۔ زیادہ رقم بٹورنے کے لئے جب اس کا ایک فریب پکڑا گیا تو اخبار نکلنا بند ہو گیا۔

34۔ یہاں مراد ہے Societe Genetale du Credit Mobilier ایک بڑا فرانسیسی جوائنٹ اسٹاک بینک تھا جو 1852 میں قائم کیا گیا۔ اس کی آمدنی کا بڑا ذریعہ تھا زرضمانت (سکیورٹیز) پر سٹہ چلانا۔ دوسری سلطنت کے سرکاری حکام سے اس بینک کا گہرا لین دین تھا۔ 1867 میں اس کا دیوالہ نکلا اور 1871 میں اس پر تالہ پڑ گیا۔

35۔ "L,Electeur libre" ("آزاد ووٹر")۔ داہنے بازو کا ریپبلکن ترجمان جو پیرس میں 1868 سے 1871 تک نکلتا رہا۔ قومی ڈیفنس کی حکومت کی وزارت مالیات سے اس کا تعلق تھا۔

36۔ ڈیوک دے بیری کی یاد میں جب سین ژرمین ل، اوسے روا گرجا گھر میں فاتحہ خوانی ہو رہی تھی تو جائز وارث والوں نے مظاہرہ کر کے اس میں گڑ بڑ پھیلائی۔ اس پر غصے کا اظہار کرنے کے لئے 14 اور 15 فروری 1831 کو پیرس میں لوگوں کا ایک ہجوم ٹوٹ پڑا، اس نے گرجا گھر اور پادری کیلین کا محل غارت کر دیا۔ تیئر اس ہنگامے کے وقت وہاں بذات خود موجود تھا اور اس نے نیشنل گارڈ کو سمجھایا کہ وہ دخل نہ دے۔

1832 میں تیئر کے حکم خاص سے (وہ وزیر داخلہ تھا) فرانسیسی تخت و تاج کے جائز وارث والے دعویدار کاؤنٹ آف شمبور کی ماں شہزادی دی بیری گرفتار کر لی گئیں اور ان پر ایسی ڈاکٹری جرح کرائی گئی جس کی غرض یہ تھی کہ اس کی خفیہ شادی کا راز دنیا بھر پر افشا ہو جائے اور وہ سیاسی حیثیت سے منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔

37۔ 14۔ 13 اپریل 1834 پیرس میں عوامی شورش اٹھی تھی جولائی کی بادشاہت کے خلاف۔ تیئر اس وقت وزیر داخلہ تھا اور اس نے شورش کو کچلنے میں

نہایت شرمناک رول انجام دیا تھا۔فوج کے ہاتھوں یہ عام شورش اس سختی اور درندگی سے تہہ تیغ کی گئی کہ ٹرانسونانان والی سڑک کے ایک مکان میں تو تمام کے تمام باشندے بری طرح قتل کر دیئے گئے۔

ستمبر کے قانون کا حوالہ اسی سلسلے میں آیا ہے۔ستمبر 1830 میں فرانسیسی حکومت نے پریس کے خلاف بڑے رجعت پرست قانون جاری کئے،جن کی رو سے، رائج الوقت سماجی اور سیاسی نظام پر نکتہ چینی شائع کرنے کی سزا قید اور بھاری جرمانے مقرر تھی۔

38۔جنوری 1841 میں تیئر نے ایوان نمائندگان (پارلیمنٹ) میں ایک پلان پیش کیا تاکہ پیرس کے چوطرفہ فوجی قلعہ بندی کھڑی کی جائے۔انقلابی اور جمہوری خیال کے لوگوں نے اس پلان کے پیچھے یہ نیت بھانپ لی کہ اس طرح عوامی مظاہروں کو کچلنا مقصود ہے۔پلان میں خاص کر مزدور علاقوں کے آس پاس زبردست قلعہ بندی اور مورچہ بندی کی تجویز تھی۔

39۔فرڈینینڈ دوم کی نیپلز والی فوجوں نے جنوری 1848 میں پلیرمو پر توپخانے سے گولہ باری کی تاکہ اس عوامی بغاوت کو خاک وخون میں ملادیا جائے جو 1848ء 49 میں اٹلی کی مختلف ریاستوں میں بورژوا انقلاب کی آمد کی خبر دے رہی تھی۔

یہ وہی فرڈینینڈ ہے جس نے اسی سال موسم خزاں میں شہر مسینا پر گولہ باری کرائی تھی اور لوگوں میں "شاہ بومبا" کا نام کمایا تھا۔

40۔اپریل 1849 میں فرانس نے آسٹریا اور نیپلز سے مل کر روم کی ریپبلک پر فوجی مہم بھیج کر مداخلت کی تاکہ ریپبلک کو بے دخل کر کے پوپ کی مذہبی

حکومت جما دی جائے ۔فرانس کی فوجوں نے روم پر سخت گولہ باری کی ۔ ریپبلک والوں نے جان پر کھیل کر مقابلہ کیا لیکن آخر شکست کھا گئے اور روم پر فرانسیسی فوج نے قبضہ کرلیا ۔ مارکس نے اس واقعے پر اپنی تصنیف "لوئی بوناپارٹ کی اٹھارویں برومیئر" میں بھی تبصرہ کیا ہے ملاحظہ ہو حصہ اول، صفحات 297 ۔ 167

41 ۔ضابطہ پارٹی ۔قدامت پسندانہ خیالات والی اوپر کی بورژوازی نے یہ پارٹی 1848 میں بنائی تھی ۔ اس میں فرانس کی دو خاندانی بادشاہتوں کے طرفدار گروہ ملے ہوئے تھے ۔ایک جائز وارث والے (Legitimist) اور دوسرے اورلین والے ۔ 1849 سے دوسری دسمبر 1851 تک (جب لوئی بوناپارٹ نے اندر سے حکومت کا تختہ الٹا) فرانس کی دوسری ریپبلک کی قانون ساز اسمبلی میں اس پارٹی کا بول بالا تھا ۔

42 ۔ 15 جولائی 1840 کو انگلینڈ، روس، پروشیا، آسٹریا اور ترکی نے لندن میں ایک کنونشن (قرارنامے) پر دستخط کئے کہ یہ طاقتیں سلطان ترکی کو مصری حکمراں محمد علی پاشا کے مقابلے پر مدد دیں گی ۔محمد علی کو فرانس کی تائید حاصل تھی ۔نتیجہ یہ کہ فرانس اور یورپی ملکوں کے اس کولیشن کے درمیان جنگ کی صورت پیدا ہو گئی ۔ لیکن شاہ فرانس لوئی فلپ کی ہمت نہیں پڑی کہ وہ جنگ چھیڑے اور اس نے محمد علی پاشا کی مدد سے ہاتھ اٹھالیا ۔

43 ۔انقلابی پیرس کو دبانے کی خاطر وارسائی فوجوں کی طاقت بڑھانے کے لئے تیئر نے بسمارک سے درخواست کی کہ وہ ان فرانسیسی جنگی قیدیوں کو چھوڑ دے اور وارسائی کی فوج میں شریک ہو جانے دے جن میں سے اکثر سیدان اور میتز کے مقام پر ہتھیار رڈالنے والی فوج میں شامل تھے ۔

44۔ "جائز وارث والے" (Legitimists)۔اسی بوربون خاندان کی بادشاہت کے حمایتی تھے جو 1830 میں بیدخل کی گئی اور جب تک رہی اوپر کے جاگیرداروں کا دم بھرتی رہی۔ پھر اورلین خاندان کی حکومت (1848۔1830) قائم ہوگئی تو اس کا تکیہ تھا اوپر کے مالیاتی شرفا اور بڑی حیثیت کی بورژوازی پر۔ ان کا زور توڑنے کے لئے جائز وارث والوں کے ایک حصے نے سماجی حقوق کی لفاظی سے کام لیا اور بڑے سرمایہ داروں کی لوٹ کھسوٹ کے مقابلے میں محنت کرنے والوں کے طرفدار بن کر کھڑے ہوگئے۔

45۔Chambre introuvable ("انوکھا دربار")۔یہ 1815۔1816 میں فرانس کا ایوان نمائندگان (پارلیمنٹ کا ایوان) تھا جس میں پرلے درجے کے رجعت پرست بھرے ہوئے تھے (بادشاہی کی بحالی کے شروع برسوں میں)۔

46۔ "چودھریوں کی چوپال" 1871 کی اس قومی اسمبلی کا نام پڑ گیا تھا جس میں زیادہ تر فرانس کے دیہات کے رجعتی شاہ پرست نمائندے، قصباتی زمیندار، سرکاری عہدہ دار، لگان دار (Rentiers) اور دوکاندار شامل تھے بوردو کے مقام پر اس کا اجلاس ہوا۔ 630 نمائندوں میں 430 شاہ پرست ممبر چن کر آئے تھے۔

47۔10 مارچ 1871 کو قومی اسمبلی نے ایک قانون پاس کیا جو پہلے کے چڑھے ہوئے قرضوں کی ادائیگی کے بارے میں تھا۔ 13 اگست اور 12 نومبر 1870 کے درمیان جو قرض نامے ہوئے تھے، صرف انہی کی ادائیگی ملتوی کی گئی لیکن جو قرض نامے 12 نومبر کے بعد ہوئے ان کی ادائیگی میں کوئی چھوٹ نہیں

دی گئی۔ چنانچہ 10 مارچ کے اس قانون کی ضرب مزدوروں اور کم حیثیت لوگوں پر پڑی اور بہت سے چھوٹے موٹے کارخانہ دار اور دوکاندار دیوالیہ ہو گئے۔

48۔Decembriseur۔ وہ لوگ جنہوں نے 2 دسمبر 1851 کو لوئی بونا پارٹ کے ہاتھوں حکومت کا تختہ الٹنے (Coup d,etat) میں شرکت کی یا دل سے اس کے حامی تھے۔

49۔اخبارات کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ تیئر کی حکومت جو ملک کے اندرونی قرضے جاری کرنا چاہتی تھی ان سے تیئر اور اس کی گورنمنٹ کے آدمیوں کو 30 کروڑ فرانک سے زیادہ رقم کمیشن میں ملتی۔ پیرس کمیون کو کچل ڈالنے کے بعد 20 جون 1871 کو ان قرضوں کا قانونی اجرا ہو سکا۔

50۔کائینا۔ جنوبی امریکہ کے فرانسیسی گیانا کا وہ شہر جہاں فرانسیسی حکومت کالے پانی کے سزا یافتہ لوگوں کو بھیجتی تھی۔

51۔Le National (''قومی اخبار'')۔ فرانسیسی روزنامہ جو پیرس میں 1830 تک نکلا۔ معتدل بورژوا رپبلکوں کا ترجمان تھا۔ اس خیال کے خاص خاص نمائندے جو عارضی حکومت میں شامل ہوئے مراست، باستید، اور گرانئے پاژلیس تھے۔

52۔31 اکتوبر 1870 کو جیسے ہی یہ خبر پھیلی کہ قومی ڈیفنس کی حکومت پروشیا والوں سے گفت وشنید کا فیصلہ کر چکی ہے، پیرس کے مزدوروں اور نیشنل گارڈ کے انقلابیوں نے شورش برپا کر دی۔ انہوں نے ٹاؤن ہال پر قبضہ کیا اور اپنی انقلابی حکومت کا اعلان کر دیا جس کا نام تھا پبلک سلامتی کی کونسل۔ بلانکی اس کمیٹی کا سربراہ قرار پایا۔ مزدوروں کے دباؤ میں قومی ڈیفنس کی حکومت کو یہ قول دینا پڑا کہ وہ

استعفی دے دے گی اور کمیون کے لئے پہلی نومبر کو عام چناؤ کا دن مقرر کر دے گی۔ پیرس کی انقلابی طاقتیں ابھی اچھی طرح منظم نہیں تھیں، اور بغاوت کے لیڈروں میں اختلاف رائے بھی تھا۔ ان میں بلانکی کے ماننے والے اور چھوٹی بورژوازی کے جیکوبی خیالات والے جمہوریت پسند متفق نہ ہو سکے۔ حکومت نے موقع کا فائدہ اٹھایا اور نیشنل گارڈ کے کچھ وفادار دستوں کو لے کر ٹاؤن ہال پر قبضہ کر لیا اور اپنی طاقت پھر سے جمالی۔

53۔ "برے تن"۔ یہ صوبہ بریتان کا ایک گشتی دستہ تھا فوجی قسم کا، جو فرانس اور پروشیا کی جنگ 71-1870 کے زمانے میں بنایا گیا تھا۔ ترشیو نے اس سے سیاسی پولیس والوں (ژنداری) کا کام لیا کہ پیرس کی انقلابی تحریک کو کچلا جائے۔ کورسیکن۔ ان کو دوسری سلطنت کے زمانے میں ژنداری کی کافی جگہیں دی گئی تھیں۔

54۔ 22 جنوری 1871 کو پیرس کے پرولتاریوں اور نیشنل گارڈ والوں نے بلانکی والوں کی ہدایت پر ایک انقلابی مظاہرہ کیا ان کا مطالبہ تھا کہ حکومت کو بے دخل کر کے کمیون قائم کیا جائے۔ قومی ڈیفنس کی حکومت نے حکم جاری کیا اور برے تن گشتی دستے نے، جو ٹاؤن ہال کی حفاظت پر مامور تھا، مظاہرین پر گولی چلا دی۔ یوں دہشت سے انقلابی تحریک کو دبا لینے کے بعد حکومت نے پیرس دشمن کے حوالے کر دینے کی تیاری شروع کر دی۔

55۔ Sommations (منتشر ہونے کی وارننگ)۔ بہت سی بورژوا ریاستوں میں یہ قاعدہ ہے کہ جلسے جلوس والوں کو تین بار وارننگ دی جاتی ہے کہ وہ منتشر ہو جائیں، اس پر بھی اگر لوگ نہ ہٹیں تو افسروں کو طاقت استعمال کرنے کا حق

پہنچتا ہے۔

بلوہ ایکٹ (Riot Act) ۔انگلینڈ میں 1715 میں بنا تھا، اس کی رو سے بارہ آدمی سے زیادہ کا اجتماع خلاف قانون قرار پاتا تھا۔ اور یہ حکم تھا کہ اگر خاص وارننگ کے تین بار اعلان کیے جانے پر ایک گھنٹے کے اندر اندر منتشر نہ ہو تو حکومت کے آدمیوں کو طاقت استعمال کرنے کا پورا اختیار حاصل ہے۔

56۔ 31 اکتوبر کو جو واقعات گزرے (ملاحظہ ہو نوٹ نمبر 108) اس موقع پر ایک باغی کی رائے یہ تھی کہ قومی ڈیفنس کی حکومت کو گولی سے اڑا دیا جائے۔ لیکن فلورنس نے ایسا نہیں ہونے دیا۔

57۔ مارکس نے یہاں اس فرمان کا ذکر کیا ہے جو پیرس کمیون نے 5 اپریل 1871 کو یرغمال یا ضمانت کے آدمی پکڑنے کے متعلق جاری کیا تھا (مارکس نے وہ تاریخ دی ہے جب یہ فرمان انگریزی اخبارات میں شائع ہوا)۔اس فرمان کی رو سے ایسے تمام لوگ جو وارسائی کی حکومت سے رابطہ رکھنے کے ملزم سمجھے جائیں، اگر ان پر الزام ثابت ہو جائے تو یرغمال میں پکڑے جائیں گے۔اس تدبیر سے کمیون کی کوشش یہ تھی کہ اپنے آدمیوں کو وارسائی کے ہاتھوں مارے جانے سے بچالے۔

58۔The Times (''زمانے،،)۔ لندن کا مشہور قدامت پسند روز نامہ جو 1785 سے برابر نکل رہا ہے۔

59۔ ''پشتینی منصب داری،، (Investiture) یہ سرکاری عہدہ دار مقرر کرنے کا ایک ایسا سسٹم ہے جس میں نیچے کے سرکاری ملازمین پوری طرح اوپر کے افسروں کے قبضہ قدرت میں ہوتے ہیں۔

60 ۔ ژیروندیست ۔ 18ویں صدی کے آخر میں فرانس کے بورژوا انقلاب کے وقت یہ ایک بورژوا سیاسی گروپ تھا، اعتدال پسندوں کے مفاد کا خیال رکھنے والا، انقلابی اور انقلاب کی مخالف طاقتوں کے درمیان ڈانواڈول، اس گروپ نے شاہ پرستوں سے سمجھوتہ کرلیا، اس گروپ کا یہ نام پڑا ژیروندی حلقے کی وجہ سے کیوں کہ جو لوگ اس حلقے سے چن کر قانون ساز اسمبلی میں اور قومی کنونشن میں آتے تھے، زیادہ تر وہی اس گروپ کے لیڈر تھے۔

61 ۔ Kiadderadatsch ۔اس نام کا ایک باتصویر جرمن مزاحیہ ہفتہ وار رسالہ برلن میں 1848 سے نکلتا تھا۔

Punch, or the London Charivari ۔لندن سے مزاحیہ ہفتہ وار 1841 سے شائع ہو رہا ہے جو ایک بورژوا آزاد خیال پرچہ ہے۔

62 ۔یہاں مراد ہے پیرس کمیون کے اس فرمان سے جو 16 اپریل 1871 کو نکلا تھا اور جس کی رو سے تمام قرضے آئندہ تین سال میں قسطوں سے ادا کرنے کی اجازت دی گئی تھی اور ان پر سارے سود منسوخ کر دیے گئے تھے۔

63 ۔22 اگست 1848 کو آئین ساز اسمبلی نے وہ مسودہ قانون نامنظور کر دیا تھا جس کی رو سے قرضے ملتوی کیے جا سکتے ۔نتیجہ یہ نکلا کہ چھوٹی حیثیت کے کافی لوگ بری طرح تباہ ہوئے اور بڑے صاحب حیثیت لوگوں کے قرضوں میں پھنس کر بے بس ہو گئے ۔

64 ۔Freres Ignorantins (بے علم بھائی)۔ یہ ایک مذہبی فرقہ تھا جس کی بنیاد ریمس کے مقام پر 1680 میں رکھی گئی۔ اس فرقے کے لوگ عہد کرتے تھے کہ ہم غریب گھروں کے بچوں کو تعلیم دیں گے۔ بچوں کو ان سے زیادہ

تر دینی تعلیم ہی ملا کرتی تھی، باقی تعلیم کے شعبے خالی رہ جاتے تھے۔ اسی باعث بورژوا فرانس میں اس قسم کی تعلیم کو، جس کا معیار پست اور کردار دینی ہو، پھبتی کے طور پر مارکس نے 'بے علم بھائی' کہا ہے۔

65۔ڈپارٹمنٹوں کے رپبلکنوں کی انجمن۔ ایک سیاسی جماعت تھی جس میں چھوٹی بورژوائی کے وہ نمائندے شامل تھے جو فرانس کے مختلف حلقوں یا اضلاع (ڈپارٹمنٹوں) سے آئے ہوئے پیرس میں رہنے لگے تھے۔انہوں نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ وارسائی حکومت، شاہ پرست قومی اسمبلی کے مقابلے پر نکل آئیں اور سارے اضلاع سے پیرس کمیون کی تائید کریں۔

66۔یہ 27 اپریل کے 1865 کے اس قانون کی طرف اشارہ ہے جس کی رو سے ان تمام لوگوں کو، جو ملک چھوڑ کر نکل گئے تھے، بورژوا انقلاب فرانس کے زمانے میں ضبط کی ہوئی املاک اور جائیداد کا معاوضہ دینا طے پایا تھا۔

67۔وینڈوم کی لاٹ۔یہ 1806 اور 1810 کے درمیان پیرس میں نصب کی گئی۔نپولین نے جو فتوحات حاصل کی ان کی یادگار کے طور پر مال غنیمت کی توپوں سے کانسی نکال کر یہ لاٹ ڈھالی گئی اور اس کے اوپر نپولین کا مجسمہ لگایا گیا۔ 16 مئی 1871 کو پیرس کمیون کے حکم سے یہ لاٹ زمین کے برابر کر دی گئی تھی لیکن 1875 میں رجعت پرستوں کے غلبے نے اسے پھر اپنی جگہ جما دیا۔

68۔پکپیوس کی خانقاہ میں تلاشی لینے سے پتہ چلا کہ بعض راہباؤں کو برسوں بند کوٹھریوں میں قید رکھا گیا تھا اور جسمانی اذیتیں دینے کے اوزار بھی نکلے۔ سینٹ لارینت کے گرجا گھر میں ایک خفیہ قبرستان کا سراغ ملا جہاں مقتولین کو چپ چاپ دفن کر دینے کے ثبوت برآمد ہوئے۔ پیرس کمیون کے اخبار Mot d , Ordre

("پول،،) نے 5 مئی 1871 کی اشاعت میں یہ واقعات پبلک تک پہنچائے۔ بعد میں ایک پمفلٹ بھی شائع کیا گیا Les Crimes des congregations religieuses ("گرجا گھروں کے عملوں کے کرتوت")۔

69۔ Absentee۔ان غیر حاضر تعلقہ داروں کے لئے بولا جاتا ہے جو کبھی بھولے بھٹکے ہی اپنی جاگیر کا دورہ کرتے تھے، زمین جائداد کا بندوبست یا تو ان کے ایجنٹ کیا کرتے، یا جوتداری کے طور پر کسی کو پٹے پر دے دی جاتی جو لگان بڑھا چڑھا کر اپنی طرف سے کسانوں کو دیا کرتا تھا۔

70۔ جب لوئی شانزدہم 16 کی حکومت نے 20 جون 1789 کو جنرل اسٹیٹس کے اجلاس میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی، کیوں کہ اس ادارے نے خود کو قومی اسمبلی قرار دے دیا تھا، تو تیسرے سماجی درجے (یعنی بورژوازی) کے نمائندوں نے وارسائی محل کے اس ہال میں جو گیند کھیلنے کے لئے مقرر تھا، جمع ہو کر حلف اٹھایا کہ ہم جب تک آئین کا خاکہ تیار نہ کرلیں، یہیں ٹھہریں گے۔ یہ واقعہ بھی ایک سبب بن گیا جس سے 18 ویں صدی کے آخر کا بورژوا انقلاب فرانس برپا ہوا۔

71۔ France-fileurs کے لفظی معنی ہیں "بے لگام مفرور"۔ یہ بورژوازی کے ان لوگوں کا نام پڑ گیا تھا جو محاصرے کے زمانے میں پیرس چھوڑ کر نکل بھاگے تھے۔ فرانسیسی زبان کی ایک ترکیب francs-tireurs کی نسبت سے اس لفظ کی مزاحیہ کیفیت ابھرتی ہے جس کے معنی ہیں "تیر بے ہدف،،۔ یہ ان فرانسیسی چھاپہ ماروں کا نام پڑ گیا تھا جو پروشیا کے مقابلے میں لڑ رہے تھے۔

72۔کوبلینتس ۔جرمنی کا ایک شہر ہے۔ 18ویں صدی کے انقلاب فرانس کے زمانے میں یہ شہر بھاگے ہوئے جاگیردار اور بادشاہی کے حامیوں کا گڑھ بن گیا تھا جہاں سے وہ انقلابی فرانس پر چڑھائی کرنے کی تدبیریں کر رہے تھے۔ یہاں ملک سے باہر بنی ہوئی حکومت نے ڈیرا ڈالا تھا جس کا سربراہ ایک بدترین رجعت پرست، دی کلون تھا جو لوئی شانز دہم 16 کی حکومت کا سابق وزیرہ چکا تھا۔

73۔پیرس کمیون والے وارسائی کے ان فوجیوں کو ''شوآن،، کہتے تھے جن کی ہمدردیاں بادشاہی کے ساتھ تھیں اور جنہیں صوبہ بریتان میں بھرتی کیا گیا تھا۔ ان کی حالت بالکل ان باغیوں کی سی تھی جنھوں نے 18ویں صدی کے آخر میں انقلاب فرانس کے خلاف اور بادشاہی کی حمایت میں شمال مغربی فرانس سے سر اٹھایا تھا۔

74۔"زوآو" کے لفظ سے اس پاپائی گارڈ رجمنٹ کی طرف اشارہ ہے جس میں فرانسیسی شرفا کی اولاد بھری ہوئی تھی۔ اسے فرانس کے پیدل دستے کے انداز پر تربیت دے کر تیار کیا گیا تھا۔ستمبر 1870 میں جب پاپائے روم کے دنیاوی اختیارات کا خاتمہ کیا گیا تو پاپائی گارڈ کے پیدل دستے فرانس لائے گئے جہاں پہنچ کر انہوں نے پروشیا اور فرانس کی جنگ میں حصہ لیا۔ جنگ کے بعد یہ رجمنٹ پیرس کمیون کو کچلنے کے لئے استعمال کی گئی۔

75۔پیرس میں پرولتاری انقلاب کے اثر سے، جب پیرس کمیون قائم ہو گیا، تو لیون اور مارسیلز میں بھی اسی قسم کی عام انقلابی کاروائیاں پھیلنے لگیں، لیکن انقلابی جلسے، جلوس اور مظاہروں کو سرکاری فوج نے بے دردی سے کچل ڈالا۔

76۔فوجی عدالت (کورٹ مارشل) کی کاروائی کے متعلق دیوفور نے قومی

آسمبلی سے اس قاعدے کی منظوری لی تھی کہ جو مقدمات آئیں گے ان کی تحقیقات اور سزا کی تعمیل 48 گھنٹے کے اندر کر دی جائے گی۔

77۔ انگلینڈ اور فرانس میں یہ تجارتی معاہدہ 23 جنوری 1860 کو ہوا تھا۔ معاہدے کے تحت طے پایا کہ فرانس چنگی کسٹم پر اپنی پابندیوں کی پالیسی ترک کر دے گا اور ان کی جگہ نئی امپورٹ ڈیوٹیاں (درآمد پر ٹیکس) لگایا کرے گا۔ نتیجہ یہ کہ فرانس میں انگلینڈ کا مال اس تیزی سے ڈھلنا شروع ہوا کہ خود ملک کے اندر انگریزی مال سے سخت مقابلہ کرنا پڑ گیا اور فرانسیسی کارخانہ داروں میں بے چینی پھیل گئی۔

78۔ insurgent۔ وہ لوگ جو حکومت کے مقابلے میں ہتھیار لے کر اٹھ کھڑے ہوں۔

79۔ یہاں اشارہ ہے اس طرف کہ پہلی صدی قبل مسیح میں غلام دار رومن ریپبلک میں جب بھی کوئی مشکل کو وقت کا پڑتا تو دہشت کا بازار گرم کر دیا جاتا اور خون ریزی کر کے شورش دبائی جاتی۔ باری باری کئی جنرلوں نے اس زمانے میں فوجی ڈکٹیٹری قائم کی "سولا کی ڈکٹیٹری (82 سے 89 ق م تک)؛ پہلی اور دوسری رومی تریوم ویرات (تین کی فوجی ڈکٹیٹری) (60 سے 53 اور 43 سے 36 ق م تک)۔ پہلی تریوم ویرات میں پومپئی، سیزر اور کراس کے نام آتے ہیں اور دوسری میں اوکتاویان، انتونئی اور لیپید کے نام۔

80۔ Journal de Paris۔ اورلین والوں کا طرفدار، بادشاہی کا حامی ایک ہفتہ وار جو 1867 میں پیرس سے نکلنا شروع ہوا۔

81۔ اگست 1814 میں جب انگلینڈ اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی

جنگ چل رہی تھی، برطانوی فوجوں نے واشنگٹن پر قبضہ کر کے "کیپٹول" (امریکی کانگرس کی عمارت) کو، وہائٹ ہاؤس کو اور راجدھانی کی کئی دوسری پبلک عمارتوں کو پھونک ڈالا۔

اکتوبر 1860 میں جب برطانیہ اور فرانس نے چین سے جنگ چھیڑی تو برطانوی اور فرانسیسی فوجوں نے چینی شہنشاہوں کے گرما محل کو، جو چینی آرٹ اور فن تعمیر کا ایک نایاب خزانہ تھا، پہلے لوٹ مار کی اور پھر جلا ڈالا۔

82۔1812 کے موسم خزاں میں جب نپولین نے چڑھائی کی تو ماسکو والوں نے شہر کے

اچھے خاصے علاقے کو آگ لگادی تاکہ دشمن کی فوج کو مکان اور خوراک کی آسانی نصیب نہ ہو 83۔ پری ٹورین فوجی۔ روم قدیم میں سپہ سالار یا شہنشاہ کا خاص گارڈ۔ یہ پری ٹورین اکثر اندرونی شورشوں میں شریک ہوتے اور اپنی پسند کے آدمی کو تخت پر بیٹھا دیا کرتے تھے۔

84۔مارکس نے پروشیا کی اسمبلی کو فرانسیسی ایوان نمائندگان سے مشابہت کی خاطر۔Chambre introuvable (انوکھا دربار) کہا ہے۔ یہ اسمبلی جس کا چناؤ 1849 کے جنوری فروری میں ہوا تھا، دو ایوانوں سے مل کر بنی تھی۔ پہلے ایوان میں خاص حقوق والے شرفا آئے اور یہ ''ایوان شرفا،، کہلایا، دوسرے کے لئے انتخاب دو مرحلوں سے گزرا اور صرف وہی پروشیائی اس میں حصہ لے سکے جنھیں ''آزاد،، کہا جاتا تھا۔ بسمارک اس دوسرے ایوان میں چن کر آیا اور انتہائی رجعت پرست ''یونکر" گروہ کے لیڈروں میں شمار ہونے لگا۔

85۔The Daily News ۔ لبرل انگریزی روزنامہ جو صنعتی بورژوا کا

ترجمان تھا۔ لندن میں 1846 سے 1930 تک اسی نام سے نکلتا رہا۔

86۔ Le Temps۔ فرانس کا قدامت پسند روزنامہ، بڑی بورژوازی کا ترجمان۔ پیرس میں 1861 سے 1905 تک لندن میں شائع ہوتا رہا۔

87۔ The Evening Standard۔ قدامت پسند انگریزی اخبار (Standard کا شام کا ایڈیشن۔ 1857 سے 1905 تک لندن میں شائع ہوتا رہا۔

88۔ یہ خط مارکس اور اینگلس نے لکھا تھا۔

89۔ سوشل ڈیموکریسی کا اتحاد (Alliance de la, LDemocratie Socialiste)۔ یہ جماعت 1868 میں باکونین نے جنیوا میں قائم کی تھی۔ اس کے پروگرام میں صاف اعلان کیا گیا تھا کہ ہم تمام طبقوں کی مساوات اور اسٹیٹ کے خاتمے کے حق میں ہیں۔ اس ''الائینس،، کے ممبر اس بات کو ضروری نہیں سمجھتے تھے کہ مزدور طبقہ سیاسی جدوجہد میں اترے۔ ''الائینس،، کے چھوٹی بورژوازی والے نراجی (انارکسٹ) پروگرام کو اٹلی، سوئٹزرلینڈ، اسپین اور دوسرے ملکوں کے ان علاقوں سے تائید نصیب ہوئی جہاں صنعت پست درجے میں تھی۔ 1869 میں اس جماعت نے پہلی انٹرنیشنل کی جنرل کونسل سے اپیل کی کہ وہ اسے اپنے اندر شامل کرلے۔ انٹرنیشنل والوں نے اس شرط پر ''الائینس،، کی الگ الگ شاخوں کا داخلہ منظور کیا کہ وہ خود کو علیحدہ جماعت کی حیثیت سے توڑ کر شامل ہوں۔ تاہم جب انٹرنیشنل سے منسلک ہو چکے تب بھی ''الائینس،، کے ممبروں نے انٹرنیشنل ورکنگ میز ایسوسی ایشن کے اندر اپنی خفیہ تنظیم باقی رکھی اور ان کے لیڈر کی

حیثیت سے باکونین نے جنرل کونسل پر نکتہ چینی اور حملوں کا ایک طومار باندھ دیا۔ پیرس کمیون کا ٹوٹنا تھا کہ یہ مہم اور تیز کر دی باکونین اور اس کے ماننے والوں نے پرولتاری ڈکٹیٹری کے نظریے کو قطعی رد کر کے یہ کہنا شروع کیا کہ مزدور طبقے کی ایک الگ سیاسی پارٹی بنانے کے کوئی معنی نہیں ہوتے، ایسی پارٹی جو جمہوری مرکزیت کے اصولوں پر قائم کی گئی ہو۔ آخر جب پہلی انٹرنیشنل کی کانگرس ستمبر 1872 میں ہیگ میں منعقد ہوئی تو زبردست اکثریت کے ساتھ "الائینس" کے لیڈروں، باکونین اور گیلیوم کو انٹرنیشنل سے خارج کر دیا گیا۔

90۔ The Spectator ۔آزاد خیال انگریزی ہفتہ وار، جو لندن میں 1828 سے برابر شائع ہوتا رہا۔

کارل مارکس کی مختصر سوانح عمری

A SHORT BIOGRAPHY OF KARL MARX

ترجمہ: محمد منیر عصری

پیش لفظ

کارل مارکس پرولتاری طبقہ کا نظریہ ساز اور عظیم لیڈر تھا جس کو نابغہ ہستیوں میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ جن کے نام اور کارنامے رہتی دنیا تک یاد رہیں گے۔ مارکس نے فطرت، معاشرہ اور انسانی تاریخ کے ارتقا کے اصول دریافت کئے۔ اس نے سماج اور انسانی فکرونظر کے فروغ کے لیے منظم اصولوں کی تعلیم دی۔ جدلیاتی مادیت اور تاریخی مادیت کے اصول وضع کئے اور اس طرح نہ صرف دنیا کو سمجھنے کا بہتر شعور دیا، بلکہ اس کا انقلابی تصور بھی نمایاں کر دیا۔ اس نے سائنسی طور پر ثابت کیا کہ سرمایہ دارانہ نظام کی زوال پذیری ناگزیر ہے اور اشتراکیت کی فتح یقینی ہے۔ اس طرح اس نے سوشلزم کو انسانیت کے بہتر مستقبل کا الجھا ہوا خواب نہ رہنے دیا بلکہ اسے ایک سائنس بنا دیا۔ اپنے دوست فریڈرک اینگلز کے ساتھ مل کر مارکس نے سائنسی طور پر پرولتاریہ کو اس کے عالمی تاریخی کردار کی روشنی میں انتہائی ترقی یافتہ مکمل اور انقلابی جماعت قرار دیا، خود جس کا آزادی سے ہمکنار ہونا گویا تمام نوع انسانی کے ہر قسم کے استحصال سے نجات پانے کی ضمانت ہے۔

مارکس نے پرولتاریہ کی آمریت کو سوشلسٹ سماج کے حصول کا ذریعہ قرار دیا۔ اور کہا کہ مارکسزم کی تعلیم کا بنیادی عنصر پرولتاریہ کی آمریت کے متعلق آگہی حاصل

کرنا ہے۔ مارکسزم کے بانیوں نے واضح کیا ہے کہ پرولتاریہ کو اپنا تاریخی مشن آگے بڑھانے، سرمایہ داری کو مٹانے اور ایک نئے سماج کی تشکیل کے لیے اپنی پرولتاری پارٹی کی بنیاد رکھنی چاہیئے۔ مارکس کی تعلیم محنت کش طبقے کا نظریاتی ہتھیار ہے۔ جس میں اس طبقہ کی بنیادی ترجیحات کا عکس جھلکتا ہے۔ یہ انقلاب کے ذریعے دنیا بھر کی ہیئت بدل دینے کی سائنس ہے۔ اگر ہم ماضی کے اُن ماہ و سال میں جھانکیں جو ہمیں مارکس کے زمانے سے جدا کرتے ہیں۔ جب اس نے کام کیا اور حالات کا مقابلہ کیا تو ہم واضح طور پر دیکھ سکیں گے کہ وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ، انقلابی طبقاتی کشمکش میں محنت کش طبقہ میں اس کی تعلیمات کا اثر کس طرح پھیلتا رہا ہے۔ محنت کش طبقہ، انقلاب کا ہراول دستہ ہے، جو تمام مزدوروں اور پسماندہ طبقوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ دنیا بھر کے تاریخی نشیب وفراز پر بھرپور انداز سے اثر انداز ہونے کے حقیقی قوانین کی رہنمائی حاصل کرتا ہے جن کی یافت مارکس نے کی اور لینن نے ان کی مزید تشریح کر دی۔ مارکس کی تعلیمات جن کو لینن نے آگے بڑھایا، یہ تعلیمات دنیا کی اشتراکی اور مزدور پارٹیوں کے ہاتھوں تخلیقی سفر کرتی ہوئی مزید جامع ہوتی چلی گئیں۔ یہ تعلیمات روس کی ریاستوں میں عمل طور پر برتی گئیں۔ اور دوسرے سوشلسٹ ملکوں میں سوشلزم کی بنیاد رکھنے کا تجربہ انہیں کے بل بوتے پر ہوا۔ ان تعلیمات میں وسیع طور پر زندہ رہنے کی صلاحیت دیکھ کر ایک زمانہ ان کا گرویدہ ہو گیا۔

(۱) مارکس کی جوانی

سائنسی اشتراکیت کا بانی کارل مارکس 5 مئی 1818 میں ٹراٹر (صوبہ رائن پروشیا) میں ایک قانون دان گھرانے میں پیدا ہوا۔ مارکس کی جنم بھومی صوبہ رائن

صنعتی طور پر بہت ترقی یافتہ تھا۔ اٹھارہویں صدی میں فرانس کے بورژوازی انقلاب کی وجہ سے یہاں جاگیرداری واجبات اور ٹیکس منسوخ ہو چکے تھے۔ کوئلے کے ذخائر سے حاصل شدہ بڑی بڑی رقوم نے صنعتی ترقی کے لئے حالات سازگار کر دیئے تھے۔ اس طرح صوبہ رائن میں بڑے پیانے کی سرمایہ داری صنعت لگ چکی تھی اور ایک نیا طبقہ یعنی پرولتاریہ بھی پیدا ہو گیا تھا۔

1830 سے 1835 تک مارکس نے ٹراٹر کے جمناسٹک سکول میں تعلیم حاصل کی۔ جس مضمون پر اُس کو بی اے کی ڈگری دی گئی اُس کا عنوان تھا ''پیشہ اختیار کرنے کے متعلق ایک نوجوان کے تصورات''۔ اِس مضمون سے پتہ چلتا ہے کہ اِس سترہ سالہ نوجوان نے ابتدا ہی سے اپنی زندگی کا مقصد انسانیت کی بے لوث خدمت کو ٹھہرایا۔ جمناسٹک سکول کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد مارکس نے پہلے تو بون میں پھر برلن یونیورسٹی میں قانون پڑھا۔ علم قانون اُس کا پسندیدہ مضمون تھا۔ لیکن اُس نے فلسفہ اور تاریخ میں بھی گہری دلچسپی لی۔

مارکس کے سائنسی اور سیاسی نظریات نمایاں طور پر اُس وقت متشکل ہوئے جب جرمنی اور دوسرے یورپی ملکوں میں عظیم تاریخی واقعات کی زمین ہموار ہو رہی تھی۔ سرمایہ داری کے ترقی کر جانے سے یورپ کے بہت سے ملکوں میں جاگیرداری رشتوں کی باقیات بہت زیادہ ناقابل برداشت ہو گئی تھیں۔ مشینوں کے ظہور اور سرمایہ دارانہ صنعت کی بڑے پیانے پر ترقی نے کسانوں اور دستکاروں کو برباد کر کے رکھ دیا تھا۔ پرولتاریہ کی شکل وصورت ایک ایسے طبقے سی ہو گئی تھی جو پیداوار کے تمام وسیلوں سے محروم ہو چکا تھا۔ مغربی یورپ کے ملکوں میں سرمایہ داری کی اٹھان نے طبقاتی جنگ کے خدوخال، بُورژوا جمہوریت اور قومی آزادی کی تحریکوں

کو نمایاں کر دیا۔ پرولتاریہ تاریخی قوت کی صورت میں ابھر آئی جو ابھی تک ابتدائی حالت میں تھی اور سرمایہ دارانہ ظلم وستم کے خلاف غیر شعوری احتجاج تھی۔ نیم جاگیردارانہ پسماندہ، معاشی اور سیاسی طور پر غیر متحدہ جرمنی میں ایک بورژوا جمہوری انقلاب پل رہا تھا جہاں موجود جاگیرداری اور نئی پیدا شدہ سرمایہ داری، دونوں کے ہاتھوں لوگ دوہرے جبر کا شکار تھے۔ 1830 دہائی کے آخر میں 1840 کی دہائی کے شروع میں جرمنی کے زیادہ تر عوام میں بے چینی کا احساس بڑھ گیا۔ سماجی زندگی کی سرگرمیوں میں مختلف تضادات جنم لے رہے تھے۔ بورژوازی اور دانشوروں میں انواع واقسام کی صف بندیاں ہو رہی تھیں۔

ہیگل کے کام سے مارکس کی شناسائی اُس کے طالب علمی کے زمانے ہی میں ہو گئی تھی جب اُس نے ہیگل کے نوجوان پیروکاروں سے جو ہیگل کے فلسفے سے انتہا پسندانہ نتائج نکالنے کی کوشش کرتے تھے میل جول شروع کیا۔ مارکس کے مقالے ''دیماکریٹس کے فطرتی فلسفے اور اپی کیورس کے فطرتی فلسفہ میں فرق'' سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ وہ ابھی مثالیت کے نقطہ نظر سے چمٹا ہوا تھا۔ اُس نے ہیگل کی جدلیاتی تضاد کے فلسفے سے مزاحمتی انقلابی نتائج نکالنا شروع کر دیئے تھے۔ مثال کے طور پر جب ہیگل نے اپی کیورس کو اُس کی مادیت اور دہریت کی بنا پر شدید تنقید کا نشانہ بنایا، مارکس نے اس کے برعکس اس قدیم یونانی فلسفی کی مذہب اور اوہام پرستی کے خلاف جرات مندانہ جدوجہد کی تعریف کی۔ مارکس نے اپنا مقالہ یونیورسٹی کو پیش کیا اور اپریل 1841 میں فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

یونیورسٹی کا کام ختم کرنے کے بعد اُس نے چاہا کہ وہ اپنے آپ کو علمی کام کے لئے وقف کر دے اور بون میں پروفیسر بن جائے لیکن پروشیا گورنمنٹ کی ترقی پسند

پروفیسروں کو یونیورسٹیوں سے نکال باہر کرنے کی رجعت پسندانہ روش سے مارکس کا یہ یقین پختہ ہوگیا کہ پروشیا کی یونیورسٹیوں میں ترقی پسندانہ اور تنقیدی خیالات کی کوئی گنجائش نہیں ۔

ری انشے زیتونگ Rheinische Zeitung نے مارکس کو سیاسی قدامت اور ظلمت پسندی کے خلاف نئے خیالات کا پرچار کرنے کے لئے پلیٹ فارم مہیا کردیا۔وہ اپریل 1842 کو اس اخبار سے منسلک ہوگیا اور اسی سال اکتوبر میں اس کا ایڈیٹر بن گیا۔ مارکس کی زیر ادارت رنشے زیئونگ کا انقلابی جمہوری رجحان اور زیادہ واضح ہوگیا۔اُس نے سماجی سیاسی اور روحانی بالادستی کے ہر جبر کے خلاف بے باکانہ یُورش کردی جو پروشیا اور تمام جرمنی میں پھیل گئی۔ مارکس نے ایک سچے جمہوری انقلابی کی طرح اپنے سلسلۂ مضامین میں عوام کی معاشی اغراض کا تحفظ کیا۔''رائن لینڈٹیگ میں چوب چوری کے قانون پر بحث'' ''کچھ موزلے کی خط وکتابت کے بارے میں'' اور دیگر مضامین اہم ہیں۔اخبار کے تجربے سے مارکس کو مزدوروں کے حالات اور جرمنی کی سیاسی زندگی کا بھرپور شعور حاصل ہوا۔ لوگوں کی اہم ضروریات کے بارے میں بھی پروشیا کی حکومت اور اُس کے افسروں کے سفاک رویے کے بیسیوں حقائق دیکھتے ہوئے مارکس اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ حکومت، اس کے افسران اور اس کے قوانین، لوگوں کی آرزوؤں کے محافظ اور عکاس نہیں بلکہ حکمرانوں کے مفادات کی نمائندگی کرتے ہیں جن میں امراء اور علماء بھی شامل ہیں۔یہ ری انشے زیتونگ میں کام کرنے کا نتیجہ تھا کہ اُس نے معاشیات میں دلچسپی لینا شروع کردی۔اینگلز کے کہنے کے مطابق بعد میں مارکس اکثر کہا کرتا تھا کہ یہ اُس کا 'چوب چوری کا قانون' پڑھنے اور موزلے کسانوں کے حالات کی

کریں۔

جرمنی میں انقلابی ہنگامے سے متعلق مارکس اور اینگلز ایک اہم دستاویز ''کمیونسٹ پارٹی کے مطالبات'' مارچ 1848 میں تیار کی۔ کمیونسٹ لیگ کی نیو سنٹرل کمیٹی نے یہ مطالبات اپنا لئے اور بعد ازاں تمام جرمنی میں مشتہر کر دیے۔ اس دستاویز نے جرمنی میں انقلاب کے بنیادی کاموں کی ایک شکل پیش کر دی: ایک واحدہ جمہوریہ جرمنی کا قیام، ہمہ گیر رائے دہندگی، تمام عوام کو مسلح کرنا، تمام جاگیردارانہ واجبات اور خدمات کی منسوخی، شہزادوں کی جاگیروں اور تمام دوسری جاگیردارانہ عمل داریوں کو قومی ملکیت میں لینا اور کوئلے کی کانوں، ریلوے اور دوسرے ذرائع رسل و رسائل کو قومی ملکیت میں لینا، انکم ٹیکس کا ایک ترقی پسندانہ طریقہ رائج کرنا، گرجے وغیرہ کے ادارے معطل کرنا۔

کمیونسٹ لیگ کے سیاسی مقاصد میں مندرجہ ذیل مطالبات بھی شامل تھے۔ 38 بڑی، چھوٹی اور ننھی منی ریاستوں کو مدغم کر کے جرمن کی سیاسی اور اقتصادی ناہمواری کا سدباب کرنا، جاگیرداری کی تمام باقیات کا قلع قمع کر کے، بورژوا جمہوری انقلاب کی فتح اور سوشلزم کے لئے پرولتاریوں کی نتیجہ خیز جدوجہد کے لئے نہایت موافق حالات پیدا کرنا۔

اپریل 1848 کے آغاز میں مارکس، اینگلز اور ان کے قریبی ساتھی پیرس چھوڑ کر جرمنی چلے گئے جو ان دنوں انقلاب کا مرکز بنا ہوا تھا۔ انہوں نے کولون میں اپنی تنظیم بنانے کا فیصلہ کیا جو صوبہ رائن کا مرکز تھا۔ یہ جرمنی کا نہایت ترقی یافتہ علاقہ تھا جہاں مزدوروں کی وافر تعداد موجود تھی۔ اور یہاں کے قانون نے پریس کو کافی آزادی دے رکھی تھی۔ مارکس کا ارادہ تھا کہ یہاں سے ایک انقلابی روزنامہ جاری

کیا جائے۔

اپنا اخبار جاری کرنے کی ضروری تیاری کے دوران مارکس نے سیاسی میدان میں بھی نہایت مستعدی سے کام کیا۔اس سے پہلے جب وہ پیرس میں تھا اس نے میئز کے کمیونسٹ ممبروں کے ذریعے ابتدائی اقدام کئے تھے۔اور کہا تھا کہ مزدوروں اور ان کی مختلف انجمنوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جائے اور جرمن پرولتاریہ کی ایک عوامی سیاسی تنظیم بنائے جائے۔کولون میں آنے کے بعد اس نے لیگ کے بہت سے ممبروں کو بھیجا کہ وہ آئینی مزدور انجمنوں کی شاخیں منظم کریں لیکن انہیں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ان دنوں میں سیاسی طور پر غیر متحد اور اقتصادی طور پر پسماندہ جرمنی، جہاں بڑے پیانے کی صنعت ابھی ترقی پذیر تھی، دستکاری رائج تھی اور مزدور طبقہ ابھی بہت کمزور، غیر منظم اور سیاسی طور پر ناپختہ تھا۔اس پسماندگی اور مزدور پارٹی بنانے کے لئے حالت ناسازگار ہونے کی بنا پر پرولتاریہ کے ترقی یافتہ نمائندے (جن کے سربراہ مارکس اور اینگلز تھے) ایک علیحدہ گروہ بنانے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔اس لئے وہ سیاست کے میدان عمل میں جمہوری پارٹی کے انتہائی پرولتاری بازو کی حیثیت سے ابھرنے پر مجبور ہوئے۔مارکس اور اینگلز نے فیصلہ کیا کہ ان حالات مین کمیونسٹوں کو اجازت ہے کہ ایک ہی تنظیم میں رہتے ہوئے نیم بورژوا جمہوریت پسندوں کے ساتھ تعاون کریں۔بہر حال ان کی بے جہتی اور متواتر گومگو کی کیفیت پر تنقید کرتے رہیں۔انہوں نے زور دیا کہ کمیونسٹ عوامی جمہوری پڑاؤ کا ہراول دستہ ہیں۔ انہیں پرولتاریہ کے آزادانہ عمل کو آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہئے جس کی جدوجہد کے راستے میں بورژوا جمہوری انقلاب ایک ضروری مرحلہ ہے، نہ کہ آخری منزل۔

نیوری انشچے زیتونگ (جس کی بنیاد مارکس اور اینگلز نے رکھی تھی) جمہوریت کا پرچم بلند کر دیا، لیکن ایسی جمہوریت، جو ہر مقام سے اور تمام مصدقہ مثالوں سے اپنے واضح پرولتاری کردار پر ثابت قدم تھی۔ ان حربوں سے کام لیتے ہوئے مارکس نے کمیونسٹ لیگ کے ممبروں اور ان کے تحت چلنے والی مزدور تنظیموں سے سفارش کی کہ ان جمہوری انجمنوں سے مل جائیں جو اس زمانے میں جرمنی میں وجود پا رہی تھیں۔ مارکس خود بھی کولون میں جمہوری انجمن کا ممبر بن گیا۔ اور ویسٹ فیلیا اور صوبہ رائن کی جمہوری کمیٹیوں کی ہنگامی علاقائی کمیٹی کا ممبر منتخب ہوا۔ اس دوران مارکس نے اپنے حامیوں کی توجہ مزدور انجمنوں کی تنظیم کرنے اور پرولتاریہ کو سیاسی تعلیم دینے کی طرف دلائی تاکہ پرولتاری پارٹی بنانے کی تیاریاں ہو سکیں۔

نیوری انشچے زیتونگ کا پہلا شمارہ پہلی جون 1848 کو چھپا جس پر ذیلی عنوان ''جمہوریت کا ترجمان'' چھپا ہوا تھا۔ ایڈیٹوریل بورڈ میں مارکس (چیف ایڈیٹر) الیف اینگلز۔ ایچ برگرز۔ ای ڈرونکی۔ جی ویرتھ۔ الیف ولف اور ڈبلیو ولف پر مشتمل تھا۔ اس اخبار کے ذریعے مارکس اور بورڈ کے دوسرے ممبروں نے ملک بھر میں بکھرے ہوئے کمیونسٹ لیگ کے ممبروں کی سیاسی رہنمائی کی۔ خفیہ لیگ اگرچہ انہوں نے تنظیم کی تھی مگر جرمنی میں مارچ کے واقعات کے بعد یہ بے معنی ہو گئی۔ اخبار نے جرمنی اور اس کی سرحدوں سے باہر جلدی بہت زیادہ مقبولیت حاصل کر لی۔ مارکس اور اینگلز نے اس میں 1948-49 کے ہنگامہ آرا سالوں کے اہم واقعات کا بھرپور سائنسی تجزیہ پیش کیا۔ انہوں نے اس جدوجہد کے لئے نعرے تشکیل دیئے۔ اور انقلابی عمل کے لئے اہم ذمے داریوں کی نشاندہی کی۔ اخبار نے غیر معمولی حوصلے اور جرات کے ساتھ عوام کی امنگوں کو اولین حیثیت دی جوان

دنوں پیرس کی گلیوں، وی آنا، جرمنی اور فرانس کے دیہاتوں اور شہروں میں، اٹلی اور ہنگری میں، چکیوسلویکیہ اور پولینڈ میں لڑ رہے تھے۔ نیوری انشچے زیتونگ پوری طرح مستحق تھا کہ اسے نہ صرف جرمنی بلکہ یورپی جمہوریت کے ترجمان کہا جائے۔

مارکس اور اینگلز کے خیال میں نیور نشچے زیتونگ کا ابتدائی کام یہ تھا کہ وہ اس فریب کا پردہ بے لاگ طریقے سے چاک کرے جو لوگوں میں وسیع طور پر پایا جاتا تھا کہ "مارچ کی لڑائیوں" نے انقلابی کی تکمیل کردی ہے اور اب اس کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے کا وقت آگیا ہے۔ اخبار نے عوام الناس کے سامنے آئے دن اس بات کا اظہار کرتے ہوئے وضاحت کی کہ فیصلہ کن جنگ ابھی باقی ہے۔ اس نے جرمن بورژوازی کی نا قابل اعتبار پالیسی کے بخیے ادھیڑ دیئے اور کہا یہ لوگ "مارچ" کے دنوں کے بعد ریاست کے سربراہ بن گئے اور پروشیا کے جاگیرداری استبدادی ردعمل سے مصالحت کی پالیسی اختیار کرلی۔ مارکس اور اینگلز نے لکھا کہ بورژوازی نے جاگیرداری بقایاجات کی منسوخی کی نظر انداز کر کے کسانوں کو دھوکا دیا ہے۔ اخبار نے بورژوازی کی اس لیے بھی مذمت کی کہ اس نے لوگوں کے ساتھ اپنے رویے میں جبر کی روائتی پالیسی برقرار رکھی۔ بہر حال جو قوم بھی ترقی پسندی اور جمہوری مقصد کے دفاع کے لئے کروٹ لے کر جاگ رہی تھی اس نے نیور نشچے زیتونگ کو اپنا سچا اور اولین مددگار پایا۔

اخبار نے فرنیکوٹ اور برلن کی قومی اسمبلی کے نمائندوں کی پارلیمانی مخبوط الحواسی پر طنز بھرے انداز سے ملامت کی جو مستقل کے انقلابی عمل پر مائل ہونے کی بجائے کھوکھلی بحثوں پر وقت ضائع کرتے رہتے تھے۔

مارکس کا خیال تھا کہ انقلاب کی حقیقی کامیابی کے لئے نہایت ضروری شرط

لوگوں کی انقلابی آمریت کا قیام ہے۔ بقول مارکس اور اینگلز ''کسی انقلاب کے بعد ریاست کی ہر ہنگامی تنظیم کے لئے آمریت ناگزیر ہے اور خصوصاً ایک طاقتور آمریت۔'' اس نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ انقلاب دشمنوں سے سختی سے نپٹیں جو تاریخ کا دھارا واپس موڑنے کے ارادے سے اپنی قوتیں دوبارہ مجتمع کر رہے تھے۔ اس نے انقلاب میں پرولتاریہ کے لئے خصوصی اور اہم رول تفویض کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ جرمن مزدور طبقہ عام جمہوری نظام میں نہایت مضبوط اور سرگرم حصہ بن جائے اس نے رے گاٹ شاک (جو کولون کی مزدور لیگ کا چیرمین تھا) کے ''سچے سوشلسٹ'' کے فرقہ وارانہ نقطہ نظر پر ملامت کی جو ساخت میں بہت جدید اور حقیقت میں موقعہ پرست تھا۔ اسی طرح اس نے ایس بون (جو پہلے برلن مزدور سوسائیٹی کا رہنما تھا اور بعد میں مزدور بھائی چارے کا علمبردار بن بیٹھا) کی مصلحانہ پالیسی کو بھی رد کیا جس کے غلط ہتھکنڈوں نے مزدوروں کا رُخ بورژوا جمہوری انقلاب کے بڑے کاموں سے بے سمت کر دیا تھا۔ نیو رنشیے زیتونگ کا خصوصی پرولتاریہ نواز رویہ جون 1948 میں پیرس میں مزدوروں کی بغاوت کے دوران اور زیادہ نمایاں ہو گیا۔ مارکس نے اس شورش کی تاریخی اہمیت کی بڑی قدردانی کی اور اسے بورژوازی اور پرولتاریہ کے مابین اولین خانہ جنگی قرار دیا۔ اس نے باغیوں کی بے مثال بہادری کی ستائش کی اور بورژوا جوابی انقلاب کی درندگی پر غضبناک لعن طعن کی۔ فرانسیسی پرولتاریہ کی شکست کے بعد جب یورپ کے دوسرے ملکوں میں بھی جوابی انقلاب نے سر اٹھانا شروع کر دیا۔ مارکس اور اینگلز نے عوام کو اکھٹا کرنے کا دلیرانہ اقدام کیا۔ مارکس نے رائن لینڈ میں جمہوری سوسائیٹیوں کی علاقائی کانگرس میں سرگرم حصہ لیا جو اگست 1848 میں کولون میں ہوئی۔ کانگرس

نے پہلے کی منتخب شدہ 'ہنگامی علاقائی کمیٹی' کی متفقہ طور پر تصدیق کی، جس کا مارکس سرکردہ ممبر تھا۔ اگست کے آخر میں مارکس وی آنا اور برلن گیا تاکہ ترقی پسند مزدوروں اور بائیں بازو کے جمہوریت پسندوں سے رابطہ قائم کرے اور انہیں پر وشیا اور آسٹریا کی بادشاہیوں کے خلاف ایک زیادہ مستحکم جدوجہد کے لئے ابھارے۔ اس سفر ایک اور دوسرا مقصد نیور ینشچے زیتونگ کے لئے مالی امداد فراہم کرنا تھا۔ وی آنا میں قیام کے دوران مارکس نے آسٹریا کی جمہوری اور مزدور تنظیموں کے لیڈروں سے بات چیت کی۔ اس نے وی آنا جمہوری سوسائیٹی کی مجلس میں شرکت کی اور مزدور لیگ کو خطاب کرتے ہوئے مغربی یورپ کے سماجی رشتوں مزدوری اور سرمایہ کے مسائل پر اظہار خیال کیا۔

کولون سے واپس پر مارکس اور ایڈیٹوریل بورڈ کے دوسرے ممبروں نے اپنے آپ کو جوابی انقلابی جارحیت کے خلاف مزاحمتی تنظیم بنانے کے لئے وقف کر دیا۔ 13 ستمبر 1848 کو نیوری انشے زیتونگ کی سرپرستی میں فرنیکو پلاٹز پر ایک عوامی اجلاس منعقد ہو چکا تھا۔ جس میں عوامی تحفظ کے لئے ایک کمیٹی کی گئی۔ منتخب ہونے والواں میں مارکس اور اینگلز بھی تھے۔ اس اجتماع کے سامعین میں 'جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی کے مطالبات'' کی کاپیاں تقسیم کی گئیں۔ 17 ستمبر کو نیوری انشچے زیتونگ اور کولون ورکرز لیگ کی ملی جلی سرپرستی میں ایک جلسہ عام کولون کے قریب وارنگن میں منعقد ہوا جس میں ہزاروں مزدوروں اور کسانوں نے شرکت کی۔ فرنیکفرٹ میں شورش کے بارے میں عوامی تحفظ کمیٹی کولون نے 20 ستمبر کو ایک اور جلسہ عام کا انعقاد کیا۔

رائن لینڈ میں عوامی تحریک کی زوردار پیش قدمی اور نیوری رینشچے زیتونگ کے

تیزی سے بڑھتے ہوئے اثرات سے خوفزدہ ہو کر گورنمنٹ نے اپنی فوجوں کو روک لیا تا کہ موقعہ کا انتظار کیا جائے اور کوئی موزوں بہانہ بنا کر خون کی ہولی کھیلی جا سکے۔ اشتعال دلانے کے لئے 25 ستمبر کو کولون کے مزدور لیڈر گرفتار کر لئے گئے۔ مارکس اور اس کے حامیوں نے صورت حال پر سنجیدگی سے غور کیا اور ناراض عوام کو اس بے وقت اور جزوی شورش سے باز رکھا۔ اشتعال انگیزی بے اثر ثابت ہونے پر پروشیا گورنمنٹ نے ستمبر 26 کو کولون میں مارشل لا نافذ کر دیا۔ عوامی رضاکار فوج کو ہتھیار چھین کر برخاست کر دیا اور متعدد اخباروں کی اشاعت بن کر دی جن میں اول نمبر پر نیوری انشیچے زیتونگ تھا۔ ایڈیٹوریل بورڈ کے کچھ ممبروں (جن میں اینگلز بھی تھا) کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیے گئے اور اس طرح وہ شہر چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ بہر حال کولون میں مارشل لا کے خلاف بڑے پیانے پر احتجاجی مہم کی وجہ سے 3 اکتوبر کو ری انشیچے زیتونگ کولون کے کوچہ و بازار میں پھر بک رہا تھا البتہ اس کی اشاعت جاری رکھنے کی خاطر مارکس کو اس اثاثے کی قربانی دینا پڑی جو اسے حال ہی میں اپنے باپ کی طرف سے ورثے میں ملا تھا۔

اینگلز کی رخصت کے بعد مارکس کا زیادہ وقت اخبار کی ایڈیٹری میں صرف ہونے لگا۔ اس نے جمہوری سوسائیٹی اور مزدور لیگ میں کام کرنے میں بھی بڑی جان فشانی دکھائی۔ جب سے کولون مزدور لیگ کا چیئر مین مول (اس خیال سے کہ اسے گرفتار کرنے کی دھمکی دی گئی تھی) لندن جانے پر مجبور ہوا اور شیپر Schapper قید میں تھا، کمیٹی نے مارکس سے کہا کہ وہ چیئر مین کا عہدہ قبول کر لے۔ مارکس عارضی طور پر یہ عہدہ قبول کرنے پر متفق ہو گیا اور 16 اکتوبر کو لیگ کے جلسے میں تقریر کرتے ہوئے مزدوروں کو وی آنا میں بغاوت کی صورت

حال سے مطلع کیا۔

'وی آنا کی شکست' کے عنوان سے اپنے مضمون جو 6 نومبر 1848 کو لکھا گیا، مارکس نے بغاوت کی شکست کی وجہ بورژوازی کی سازش بیان کی۔ جوابی انقلاب کے منصوبوں کی قلعی کھولتے ہوئے مارکس نے ان تیاریوں سے بھی آگاہ کیا جو پروشیا کی حکومت ناگہانی انقلاب لانے کے لئے کر رہی تھی۔ اور عوام پر زور دیا کہ وہ قریب الوقوع جارحانہ جوابی انقلاب کے خلاف اپنی جدوجہد انتہائی موثر اور مستقل طریقوں پر استوار کریں۔

جیسے کہ مارکس نے قبل از وقت دیکھ لیا تھا، پروشیا کا ردعمل ظاہر ہوا اور وی آنا میں جوابی انقلاب کی صورت میں ابھرا۔ پروشیا والوں نے چاہا کہ اچانک انقلاب سے صورت حال بدل دیں۔

9 نومبر کو پروشیا کے بادشاہ نے قومی اسمبلی کو برلن سے ایک چھوٹے صوبائی قصبے برینڈن برگ میں تبدیل کرنے کے احکام جاری کئے۔ ایسا کرنے سے یہ ارادہ ظاہر ہوتا تھا کہ اگلا قدم اسمبلی کی منسوخی ہوگا۔ یہ دیکھتے ہوئے مارکس نے پارلیمنٹ کے نمائندوں پر زور دیا کہ وہ وزیروں کو گرفتار کرلیں اور اپنی حمایت کے لئے عوام اور فوج کی طرف رجوع کریں۔

11 نومبر کو سرکردہ عوام کو متحرک کرنے کے لئے مارکس نے ٹیکس دینے سے انکار کا نعرہ بلند کیا اس سے جوابی انقلابیوں کی مالی بنیادیں کمزور ہوجاتیں اور عوام حکمرانوں کا بھرپور مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوجاتے۔ 14 نومبر کو علاقائی کمیٹی نے مارکس کی قیادت میں رائن صوبے کی تمام تنظیموں سے اپیل کی کہ وہ لوگوں پر زور دیں کہ وہ ٹیکس ادا کرنے سے انکار کردیں۔ عوام الناس کے دباؤ کے تحت 15 نومبر کو

قومی اسمبلی نے ایک معقول قرارداد منظور کی جو 17 نومبر سے قانون بن گئی۔اس سلسلے میں 18 نومبر کو علاقائی کمیٹی نے ایک دوسری اپیل شائع کی اور زور دیا کہ ٹیکسوں کے نفاذ کی مزاحمت ہر ممکن ذریعے سے کی جائے۔دشمن کو باز رکھنے کے لئے رضا کار اور عوامی تحفظ کمیٹیاں بنائی جائیں۔مارکس جو رائن صوبے کی تحریک کا روح رواں تھا، اس نے بڑھتے ہوئے جوابی انقلاب کے خلاف جدوجہد کرنے کے لئے عوام کو اکٹھا کرنے میں اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کردیں۔لیکن قومی اسمبلی اور صرف وہی، تحریک کے ان بکھرے ہوئے حلقوں کو یکجا کرسکتی تھی۔ وہ بھی غیر متحرک قانونی تعرض سے آگے نہ بڑھی۔اس صورت حال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جوابی انقلاب والوں نے 5 دسمبر کو قومی اسمبلی توڑ دی اور نا گہانی انقلاب مکمل کردیا۔

اپنے خیال افروز سلسلہ مضامین ''بورژوازی اور جوابی انقلاب'' دسمبر 1848 میں مارکس نے جرمنی میں مارچ انقلاب کے تجربوں کا بھرپور تجزیہ کیا اور جرمن بورژوازی کی بزدلی اور غداری پر ملامت کی۔اب اس نے اپنی امیدیں فرانسیسی پرولتاریہ پر مرکوز کردیں کہ وہ انقلاب لائے گی اور یورپ میں انقلاب کو نئی تحریک دے گی۔مارکس کو یورپی انقلاب کے خلاف بڑا خطرہ نہ صرف زار کے روس سے نظر آتا تھا، جو اس زمانے میں یورپ کی قدامت کے لئے شہر پناہ تھا، بلکہ امارت پسند بورژوا انگلینڈ سے بھی۔مارکس یہ سوچنے میں غلطی پر تھا کہ فرانس میں پرولتاری انقلاب قریب الوقوع تھا اور اس نے سرمایہ داری کے عالم پیری کے بارے میں بھی مبالغے سے کام لیا تھا۔'' لیکن ایسی غلطیاں'' جیسا کہ لینن نے لکھا، '' انقلابی نظریات رکھنے والی نابغہ روزگار شخصیتوں کی غلطیاں (جنہوں نے تمام دنیا کی پرولتاریہ کو حقیر، عام اور ادنیٰ سطح کے کاموں سے اوپر اٹھانا چاہا اور بلندی تک پہنچایا)

سرکاری وسعت نظر کی فرسودہ دانش سے ہزار گنا زیادہ نجیب، عظیم اور تاریخی طور پر زیادہ بیش قیمت اور سچی ہوتی ہیں۔''

پروشیا کے جوابی انقلاب نے جب اپنے احوال مستحکم کر لئے تو نیو زنشچے زیتونگ کے شاف اور مارکس کی ایذا رسانی میں بھی اضافہ کر دیا گیا۔ 7فروری 1849 کو مارکس اور اینگلز (موخر الذکر جو ابھی سوئزرلینڈ سے آیا تھا) عدالت کے سامنے پیش ہوئے۔ ان پر'' حکومت کی نافرمانی'' کا الزام تھا۔ اگلے دن مارکس پھر عدالت میں پیش ہوا۔ اس بار اس پر اور علاقائی جمہوری کمیٹی کے دوسرے ممبروں پر ٹیکس ادا نہ کرنے کی دعوت جاری کرنے اور حکومت کے خلاف سرکشی کرنے کا الزام لگایا گیا۔ اب کہ مارکس نے پہلے دن کی طرح عدالت کے سامنے ملزم کی طرح خطاب نہ کیا بلکہ الزام لگانے کے انداز میں مخاطب ہوا۔ منصفین دونوں مقدمات میں اس کی بے گناہی کا فیصلہ دینے پر مجبور ہو گئے۔

نیو انشچے زیتونگ کا جوابی انقلاب کی یورش کے خلاف عوام کو جدوجہد کے لئے اکٹھا کرنے کا واقعی پرولتاری کردار اب زیادہ واضح ہو گیا۔ مارکس کی تصنیف'' اجرت اور سرمایہ'' اپریل 1849 کی پہلی اشاعتوں میں چھپا۔ مارکس نے'' مزدوری اور سرمایہ'' میں (جو اس کی اولین اقتصادی تصانیف میں سے ہے) ان معاشی رشتوں کی کھوج لگائی جو سرمایہ داری سماج میں بنیاد تشکیل کرتے ہیں اور سرمایہ داری نظام کے ہاتھوں محنت کش طبقے کے مکمل افلاس کی واضع تصویر کشی کی۔ اس میں سیاسی معاشیات کے نہایت پیچیدہ مسائل سائنسی تجزیے کا موضوع بنائے گئے ہیں۔ لیکن پھر بھی لکھنے کا انداز ایسا صریح ہے کہ یہ تحریر مزدوروں کی سمجھ میں آئی ہے۔

1949 کی بہار میں محنت کش عوام کی بڑھتی ہوئی سیاسی آگہی اور سیاسی

صورت حال کی تبدیلی کے نقطہ نظر سے مارکس اور اینگلز نے اپنے داؤں پیچ تبدیلی کر دیئے ۔مزدوروں نے انقلابی جدوجہد میں سیاسی تجربات حاصل کئے ۔ترقی پسند مزدوروں کے لئے موجودہ نیم بورژوا جمہوری پارٹی بے قاعدہ ہو کر رہ گئی ۔ وہ اس سے علیحدہ ہو گئے ۔ان کی خواہش تھی کہ وہ ترقی پسندی کی راہ پر قومی پیمانے پر متحد ہوں ۔اس کا اظہار جرمنی کے مختلف حصوں میں مزددور یونینوں کی چند کانگرسیں بننے کی صورت میں ہوا ۔اس سے ایک خودمختار پرولتاری سیاسی تنظیم بنانے کے مسئلے کو عملی شکل دینا ممکن ہوگیا ۔اپریل 1849 کے درمیان مارکس اور اینگلز (اور کولون کی مزدور لیگ جسے وہ چلاتے تھے) نے نیم بورژوازی جمہوریت سے تعلق توڑ لیا اور جمہوری سوسائیٹی چھوڑ دی تاکہ زمانہ حال میں بنائی جانے والی محنت کشوں کی قومی سطح پر بنائی جانے والی تنظیم سے اپنا رابطہ استوار کرسکیں اور اس کو ایسی سیاسی پارٹی میں تبدیل کرسکیں جس کا منشور کمیونسٹوں نے تیار کیا ہو ۔"مزدوری اور سرمایہ داری" کی نیور نشچے زیتونگ میں اشاعت ہوئی ۔اس اشاعت نے پارٹی کی تشکیل کے سلسلے میں نظریاتی تیاریوں کے لئے ایک اہم کردار ادا کرنا تھا ۔مارکس اور اس کے حامیوں نے کمیونسٹ لیگ کے ممبروں سے (جو تمام جرمنی میں پھیلے ہوئے تھے) اپنے رابطے مضبوط کرنے شروع کر دیئے ۔اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے مارکس نے ویسٹ فیلیا اور جرمنی کے شمال مغربی شہروں کا دورہ کیا ۔اور مرکزی اور مشرقی جرمنی میں اپنے نمائندے بھیجے ۔

جرمنی میں بہر حال اب بھی انقلاب اور جوابی انقلاب کے سپاہیوں میں آخری مورچے ہو رہے تھے ۔ مئی کے پہلے ہفتوں میں ڈریسڈن' رائن کے چند قصبے ویسٹ فیلیا فالز اور بیدن بھی فرینکفرٹ اسمبلی کے بنائے ہوئے ایک استعماری

دستور کے خلاف باغیانہ مظاہروں کی لپیٹ میں تھے۔ مارکس اور اینگلز اس عوامی شورش کو تقویت دینے کے مشتاق تھے۔وہ چاہتے تھے کہ ان مظاہروں کی قیادت کو جرات مندانہ قیادت میسر ہو جس کی مرکزیت بھی قائم ہو۔انہیں تیز رفتاری حاصل ہو اس کو یورپ کی عام انقلابی جدوجہد کے نقطہ نظر سے منسلک کر کے عمل میں لایا جائے۔اور اس بغاوت کو فرانس اور اٹلی کی نئی انقلابی لہر اور ہنگری میں لڑی جانے والی انقلابی جنگ سے ہم آہنگ کر دیا جائے۔لیکن نیم بورژوا جمہوریت پسندوں نے (جو اس بغاوت کی قیادت کر رہے تھے) ایک بار پھر مستقل انقلابی عمل کے بارے میں اپنی نا اہلی کا ثبوت دیا۔ ان کی بزدلی اور انتہائی تلون مزاجی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پروشیا کی فوجوں نے یکے بعد دیگرے باغیوں کو شکست دے دی۔

بغاوت کے دور افتادہ مراکز کو کچلنے کے بعد جوابی انقلابیوں نے نیو رنشچے سے بھی حساب بے باق کیا۔ پروشیا کی حکومت نے اس نکتے کو لیا کہ مارکس 1845 میں پروشیا کی شہریت رد کر چکا ہے اور جب 1848 کو جرمنی میں واپس آیا تو اس کی سابقہ شہریت بحال نہیں کی گئی تھی۔ گورنمنٹ نے ایک حکم جاری کیا کہ وہ 'غیر ملکی' ہے اور اس نے مہمان نوازی کے اصولوں کی خلاف ورزی کی ہے، لہذا اسے ملک بدر کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹوریل بورڈ کے دوسرے ممبروں کے خلاف بھی قانونی کاروائی کی گئی۔ ان اقدام کا مطلب تھا اخبار کا خاتمہ۔ اس کی آخری اشاعت مئی 1849 میں سرخ سیاہی سے کی گئی۔ اس میں ایڈیٹوریل بورڈ نے کولون کے محنت کشوں کو الوداع کہی تھی۔جس کے آخری الفاظ تھے_ آپ کو الوداع کہتے ہوئے نیو رنشچے زیتونگ کے ایڈیٹر آپ کی حمایت کا شکریہ ادا کرتے ہیں ان کا آخری بیان ہمیشہ اور ہر جگہ ہوگا" محنت کش طبقے کی نجات"۔

جنوب مغربی جرمنی میں مختصر قیام کے بعد، فرانس میں انقلاب کے پھر جی اٹھنے کی پیش بینی کے پیش نظر، مارکس پیرس کے لئے روانہ ہو گیا۔ اینگلز جو پالاٹینا ٹے چلا گیا جہاں انقلابی اور جوابی انقلابی قوتوں میں اب بھی لڑائی جاری تھی۔ وہ ویلچ کے رضا کارانہ دستے میں شامل ہو گیا اور جوابی انقلابی طاقتوں کے خلاف چار مقابلوں میں حصہ لیا۔

پیرس میں مارکس نے فرانسیسی جمہوریت پسندوں اور محنت کشوں کی سوسائٹیوں سے اپنے تعلقات میں تجدید کی اور انہیں وسیع کیا۔ 13 جون 1849 کو فرانسیسی نیم بورژوا جمہوریت پسندوں کی ناکام بغاوت کے بعد گورنمنٹ نے مارکس کے خلاف ملک بدری کے احکام جاری کئے۔ اس سے اس کی زندگی کا ایک اور مرحلہ شروع ہوا اور وہ 24 اگست کو لندن کے لئے روانہ ہو گیا جہاں اینگلز اور لیگ کی سنٹرل کمیٹی کے دوسرے ممبر جلد ہی اس سے آملے۔ اس وقت سے لے کر مارکس کی زندگی میں (ایک جلاوطن کے طور پر) ایک نئے مرحلے کا آغاز ہوتا ہے جو اس کی موت تک جاری رہا۔

1848_49 کے انقلابوں کی شکست اس انوکھی صورت حال کی وجہ یہ تھی" تاریخ کے اس عہد میں جب بورژوا جمہوریت پسندوں کا انقلابی کردار (یورپ میں) پہلے ہی دم توڑ رہا تھا۔ جب کہ سوشلسٹ پرولتاریہ کا انقلابی کردار ان تک پختہ نہیں ہوا تھا۔ (لینن)

انقلاب کے ان سالوں میں، مارکس کی ذہانت، اس کی بے پناہ قوت، ناقابل شکست ارادہ اور جانثاری اور پرولتاریہ مقاصد کیلئے سپاہیانہ جذبہ کا اظہار تمام طبقوں کے مفاد کے لئے ایک مخصوص قوت سے ہوا۔ تاریخ میں پہلی بار ایک

انقلابی لیڈر اپنی پالیسی سائنسی بنیاد پر استوار کررہا تھا۔ 1848_49 کے انقلاب نہ صرف مارکسزم کی پہلی تاریخی آزمائش تھے بلکہ انہوں نے اس کی مزید ترقی اور زرخیزی کے لئے ایک طاقتور ذریعہ بھی مہیا کردیا۔

(4) انقلاب کے اسباق کا خلاصہ

انقلاب کی اس ناکامی کے باوجود مارکس کے غیر متزلزل یقین میں اپنے مقصد کی راستی اور عظمت کے بارے میں ایک لمحے کے لئے بھی لغزش نہ آئی۔ جس کے لئے اس نے اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔ اس نے کسی قسم کی کوئی ابتری نا امیدی اور بے یقینی محسوس نہ کی جو اس زمانے کے نیم بورژوا جمہوریت پسند لیڈروں میں عام پائی جاتی تھی۔ مارکس نے اپنی قسمت کی مصیبتیں اور سختیاں کمال مستقل مزاجی سے برداشت کیں جب وہ اور اس کا خاندان غریب الوطن تھا اور ایک پیسہ بھی ان کے نام نہیں تھا۔

لندن میں مارکس نے فوری طور پر رسالہ نیو رنشچے زیتونگ پولی ٹیچ رو کنوریویو کے اجرا کی تیاریاں شروع کر دیں۔ 1850 کے زمانے کی چھ کاپیاں جو ہمبرگ میں چھپی تھیں ان کے مضامین میں مارکس اور اینگلز نے فرانس اور جرمنی کے 1848_49 کے انقلابات کے نتائج کا اجمال بیان کیا تھا۔

1849 کے اواخر تک کمیونسٹ لیگ کی سنٹرل کمیٹی نے پھر سے اپنی سرگرمی شروع کر دی۔ 1850 میں مارکس اور اینگلز "سنٹرل کمیٹی کا کمیونسٹ لیگ کے نام خطاب" اس کی تمام شاخوں کے نام مشتہر کر کے ماضی کے اسباق اور ایک دوسرے انقلاب کے امکان کا تجزیہ کیا اور اس آئندہ انقلاب کے لئے پرولتاری پارٹی کے داؤں پیچ کا خاکہ پیش کیا۔ اس خطاب میں وہ ان عظیم نتائج تک پہنچے کہ 1848_49 کے انقلاب سے مختلف آئندہ انقلاب میں محنت کش پارٹی کو حتمی طور پر نہایت منظم ہو کر کام کرنا ہوگا۔ انتہائی یک جہتی اور بہت زیادہ خود دارانہ طرز اپنا ہوگا۔ جب کہ نیم بورژوازی طاقت کی باگ دوڑ سنبھال کر جتنی جلدی ممکن

ہوا انقلابی عمل کو ختم کرنے کی سعی کرے گی۔لیکن محنت کش پارٹی کا کام ہو ہو گا کہ" انقلاب کو مستقل بنائے___ ہمارا مطمحِ نظر نجی ملکیت میں ردوبدل نہیں ہو گا بلکہ اس کا خاتمہ ہو گا۔ہمیں طبقاتی تضادات کو ہموار نہیں کرنا ہے بلکہ طبقات کو ختم کرنا ہے۔ ہمارا مقصد موجودہ معاشرے کی اصلاح نہیں، بلکہ نئے معاشرے کی بنیادیں رکھنا ہے۔"" مستقل انقلاب کا تصور جس کا خاکہ نیورنشچے زیتونگ میں پہلے بھی چھپ چکا تھا 'خطاب' میں پوری طرح اجاگر کیا گیا۔یہ تصور لینن کے نظریئے بورژوا جمہوری انقلاب سے سوشلسٹ انقلاب کی تعمیر میں مزید مستحکم ہوا۔جس کی شاندار تصدیق 1917 کی انقلابی جنگوں اور عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے موقعہ پر ہوئی۔

1850 کی پت جھڑ میں مارکس اور اینگلز اس پر پہنچے کہ نئی صورت حال نے (جب معاشیات کے احیا، اور ردعمل کے پھیلاؤ) کسی فوری انقلاب کے امکان کو غیر متعلق قرار دے دیا ہے۔انہوں نے ان حالات کا سنجیدگی سے جائزہ لیا اور زور دیا کہ پارٹی کے داؤ پیچ پر نظر ثانی کی جائے اور جدوجہد کے طریقے بدل دیے جائیں۔نئی صورت حال ترقی پسند طاقتوں کا ایک صبر آزما اور جعت پسندانہ اتحاد چاہتی ہے تا کہ مستقبل کے انقلاب کے لئے باقاعدہ تیاریاں ہو سکیں بہر حال لیگ کے چند ممبروں نے اے ولیچ اور کے سکیپر کی قیادت میں (معروضی تاریخی حالات کو نظر انداز کرتے ہوئے) جرمن مسلح بغاوت کی ناعاقبت اندیشانہ تجاویز پیش کیں۔ مارکس نے سنٹرل کمیٹی کی میٹنگ 15 ستمبر 1850 میں ان کے مفسدانہ، فرقہ وارانہ، اور خودسرانہ طریق کار پر تنقید کی اور ان کے اس قسم کے بے دھڑک" انقلابی کھیل"، میں مضمر خطرات اور نقصانات کی نشاندہی کی۔مارکس کو اگرچہ سنٹرل کمیٹی

کے ممبروں کی اکثریت کی حمایت حاصل تھی، اس نے لیگ کے اتحاد کو محفوظ رکھنے کی ہر کوشش کی مگر اس کے باوجود ولیم سکیپر گروہ دو حصوں میں بٹ گیا۔ سنٹرل کمیٹی کو انتہائی بائیں بازو کے فرقہ وارانہ عناصر کی انتشار پسندانہ سرگرمیوں سے بچانے کے لئے اس کے صدر دفتر کو لندن سے کولون تبدیل کر دیا گیا۔

مارکس نے کمیونسٹ لیگ میں اپنی سرگرمی جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ انقلاب 1845-49 کے تجربات پر نظریاتی درجہ بندی کرنے میں بھی بیشتر وقت صرف کیا جس کے لئے اس نے اپنی متعدد تصانیف نذر کی تھیں۔ 1848-1850 تک فرانس میں طبقاتی جدوجہد (1850)۔ اور لوئس بوناپارٹ کا اٹھارواں برومیئر (1852)۔ ان تصانیف میں مارکس نے مقرونی تاریخی واقعات کا مطالعہ کرنے کے لئے آب وتاب سے تاریخی مادیت کا استعمال کیا۔ اس نے تجزیہ نگاری کی تکمیل کو نمایاں ادبی ذہانت سے، اور سائنسدان کی سائنسی معروضیت کو سیاسی جنگجو کی انقلابی گرمجوشی سے ملا دیا۔ پرولتاریہ اور عوامی مزدوروں نے انقلاب کے متلاطم دنوں میں جو لڑائی شروع کی تھی جب تاریخی عمل میں عوام کی سرگرمی، ابتدائی کاروائی اور تخلیقی کردار اپنے عروج پر تھا مارکس نے ان تجربات کی تعمیم کرتے ہوئے اپنے نظریہ کو نئے اور انتہائی اہم نتائج سے مالا مال کر دیا۔ یہ نتائج زیادہ تر دو مسائل سے تعلق رکھتے تھے: پرولتاریہ اور کسانوں کے مابین تعلق اور پرولتاریہ کا حکومت کے ساتھ رویہ۔

انقلاب فرانس کے تجربہ اور خاص طور پر پرولتاریہ کی جولائی 1848 کی شورش کے تجربہ نے مارکس کو قائل کر دیا کہ جب تک کسان عوام سرمایہ داری نظام کے خلاف اٹھ کھڑے نہیں ہوتے، جب تک وہ پرولتاریہ کا ساتھ نہ دیں اور اس کو

اپنا رہنما تسلیم نہ کریں، مزدور طبقہ بورژوا نظام کو تباہ نہیں کر سکتا۔ کسانوں کی دوہری ساخت کا تضاد واضح کرتے ہوئے جو محنت کش لوگ تھے اور ساتھ ساتھ ملکیت بھی رکھتے تھے، مارکس نے دکھایا کہ کسانوں کو ان کی اغراض کا صحیح شعور شہری پرولتاریہ کا ساتھی بنا دے گا۔ ''کسان اپنا قدرتی ساتھی اور رہنما شہری پرولتاریہ کو پاتے ہیں جن کا فرض منصبی بورژوا نظام کو الٹنا ہے۔'' اس اہم نتیجے کا اظہار مارکس نے اینگلز کے نام اپنے ایک خط میں کیا، (اپریل 16، 1865): ''جرمنی میں تمام امور کا انحصار اس امکان پر ہوگا کہ پرولتاری انقلاب کی پشت پر کوئی ایک دوسرا دور کسانوں کی جنگ کا ہو'' مارکس کا یہ تابناک نقطۂ نظر لینن کے نظریہ سوشلسٹ انقلاب میں مزید واضح کیا گیا ہے۔ تمام بورژوازی کے خلاف یہ انقلاب صرف پرولتاریہ کے ہاتھوں تکمیل کو نہیں پہنچے گا، بلکہ پرولتاریہ رہنما طبقہ ہوگا جس کے ساتھی آبادی کے لاکھوں نیم پرولتاری اور محنت کش عناصر ہوں گے جن کا استحصال ہوتا ہے۔

1848-49 کے انقلابات کے وسیع سیاسی تجربے نے مارکس کو ریاست کے متعلق تعلیمات کو ترقی دینے اور مستحکم کرنے کے قابل بنایا۔ ''فرانس میں 1848-50 کی طبقاتی جدوجہد'' میں مارکس پہلی بار کلاسیکل ترکیب ''پرولتاریہ کی آمریت'' استعمال کرتا ہے۔ وہ دکھاتا ہے کہ سائنسی سوشلزم بورژوا سوشلزم کی مختلف قسموں نیم بورژوا اور خیالی سوشلزم سے حتمی طور پر مختلف ہے۔ یہ اعلان ہے انقلاب کی پائیداری کا اور پرولتاریہ طبقہ کی آمریت کا۔ جو تمام طبقاتی امتیازات کی منسوخی کا عبوری نقطہ ہے، جس سے وہ تمام پیداواری رشتے بھی ختم ہو جائیں گے جن پر اس طبقاتی نظام کا دارمدار ہے۔ وہ تمام معاشرتی رشتے بھی مسخ ہو جائیں گے، ان تمام معتقدات میں بھی انقلاب آجائے گا جو ان معاشرتی رشتوں سے جنم لیتے ہیں۔

پرولتاریہ کے ریاست کے بارے میں رویے کی وضاحت کرتے ہوئے مارکس اپنی کتاب ''لوئس بوناپارٹ کا اٹھارھواں انقلابی مہینہ'' میں بتاتا ہے کہ پچھلے انقلابات نے پرانی ریاستی مشین کو اور مکمل کیا ہے اور مزید مضبوط بنایا ہے اور اس کی نوکرشاہی اور فوجی سازوسامان کو استحصال ہونے والے عوام الناس کے خلاف جبر کا طاقتور ہتھیار بنا دیا ہے۔ پرولتاری انقلاب کا نصب العین پرانی ریاستی مشنری کو توڑنا چھوڑنا اور برباد کرنا تھا لیکن ''تمام انقلابات نے اس مشنیری کو توڑنے کی بجائے اور مکمل کیا ہے''لینن نے کہا ہے کہ ''مارکس کے نظریہ ریاست میں یہ نتیجہ بہت اہم اور نہایت بنیادی نکتہ ہے۔''

مارکس نے اپنی ریاستی تعلیمات اور پرولتاریہ کی آمریت کو جو اہمیت دی، اس کا عکس وے ڈی میئر کے نام ایک خط دیکھا جا سکتا ہے جو اس نے 5 مارچ 1852 کو لکھا تھا۔ وہ کہتا ہے ''جہاں تک میری بات ہے میرا اعتبار اس وجہ سے نہیں کہ میں نے جدید معاشرے میں طبقات کا وجود دریافت کیا، نہ ان کے درمیان پائی جانے والی کشمکش کی بنا پر۔ مجھ سے بہت بورژوا مورخین نے اس طبقاتی کشمکش کی تاریخی نشوونما کے بارے میں بیان کیا تھا اور بورژوا ماہرین اقتصادیات نے ان طبقات کا معاشی تجزیہ بھی پیش کیا تھا۔ میں نے جو نیا کام کیا وہ یہ ثابت کرنا تھا:

1۔ کہ طبقات کا وجود صرف پیداوری نشوونما کی خصوصی تاریخی حالتوں سے بندھا ہوا ہوتا ہے۔

2۔ کہ طبقاتی کشمکش کا نتیجہ لازمی طور پر پرولتاریہ کی آمریت صورت میں نکلتا ہے۔

3۔ اور صرف پرولتاریہ کی یہ آمریت وہ عارضی دور تشکیل دیتی ہے جس سے

تمام طبقات مٹ جاتے ہیں اور ایک غیر طبقاتی معاشرہ جنم لیتا ہے''

اس طرح پرولتاریہ اور مزدور عوام الناس کی انقلاب کے سالوں کے دوران جدوجہد کا تجربہ پرولتاریہ کے آیندہ انقلابی نظریہ کے لئے بارآور ذریعہ بنا۔ یہ پرولتاری پارٹیوں کی جنگی حکمت عملی اور داؤں پیچ کی بنیادوں کی تاریخی بنیاد بنا۔ پیرس میں جون کی بغاوت اور 1848 میں جنوب مغربی جرمنی کی مئی کی بغاوت سے نظریاتی نتیجے نکال کر مارکس اور اینگلز نے بتا کہ انقلابی جدوجہد ایک سائنس بھی ہے اور فن بھی۔

1848_49 کے انقلابات کے تجربہ کی نظریاتی تعمیم کرنے کے علاوہ انہوں نے ترقی یافتہ محنت کشوں کو دوبارہ تربیت دینے اور کمیونسٹ لیگ کو طاقتور بنانے اور آئندہ انقلاب کے لئے پرولتاریہ کو تیار کرنے کی جدوجہد شروع کردی۔ لیگ، جس کی قیادت اس وقت مارکس کے ہاتھوں میں تھی، پروشیا کی حکومت کو پریشان کر دیا۔ مئی 1851 میں پروشیا پولیس نے اس کی سرگرمیوں کو ختم کرنے کی ایک کوشش کی اور چند قصبوں سے کچھ مزدوروں کی گرفتار کرلیا۔ اور مخبروں کی اطلاعات کی بنیاد پر اور بدنیتی سے تیار کی ہوئی ''دستاویزں'' کی آڑ لے کر کولون کے کمیونسٹوں کے خلاف ایک مقدمہ تیار کرلیا۔ مارکس نے اپنی تصنیف وتالیف کا کام چھوڑ کر ان دستاویزوں کا کھوٹ ثابت کرنے اور اپنے پارٹی ممبروں کی مدد کرنا چاہی۔ لیکن وہ پہلے ہی مجرم قرار دیئے جا چکے تھے کیونکہ وہ بے سہارا انقلابی پرولتاریہ کی نمائندگی کرتے تھے۔ انہیں ایک عدالت کے سامنے پیش کیا گیا جس نے حکمران طبقہ کے مفادات کی حمایت کی اور انہیں جیل بھیج دیا۔ اپنے رسالے ''کولون کمیونسٹوں کے مقدمہ کے انکشافات'' میں مارکس نے پروشیا حکومت اس کی پولیس اور عدالت کی

جعل سازیوں کا پول کھول کر رکھ دیا۔ مگر کچھ ممبروں کی گرفتاری کے ساتھ ہی اس خطے سے مارکس اور اینگلز کا رابطہ منقطع ہوگیا۔ اور جرمنی میں اس تنظیم کا وجود فی الواقع ختم ہوگیا۔ نومبر 1852 میں مارکس اور اینگلز کی تجویز پر کمیونسٹ لیگ کے خاتمے کا اعلان کر دیا گیا۔

محنت کش عوام کو آئندہ کی انقلابی جنگوں کے لئے تعلیم دینے اور تیار کرنے کے لئے انقلابی نظریے کی ترویج جاری رکھی۔

5۔مزاحمت کے سال

49_1848 کے سالوں کی شکست کے بعد یورپ میں ردعمل شروع ہوگیا۔ انقلابی تنظمیں تباہ کردی گئیں اور محنت کش طبقہ کے بہت سے رہنماؤں کوجیلوں میں ڈال دیا گیا یا ترک وطن پر مجبور کردیا گیا۔یہ مارکس کی زندگی کا انتہائی مشکل دور تھا۔ دشموں نے اس پر الزام تراشی کی اور مالی مجبوریوں نے اسے بے حال کردیا۔رسائل اوراخبارات جو جماعتیں اور یونیورسٹیوں کے سربراہ شائع کررہے تھے ان تمام کے دروزے اس روشن خیال مفکر اور انقلابی پر بند تھے۔لیکن اس کا اپنے مقاصد کی صداقت پر غیر متزلزل اعتماد، اس کی ناقابل شکست رجائیت جو معاشرتی نشوونما کے معروضی قوانین کے سائنسی شعور سے پھوٹتی تھی اس کی روح اورزندہ دلی نے مارکس کوکبھی افسردہ اور بددل نہ ہونے دیا۔

اس نے ان مشکل سالوں میں اپنے بے غرض اور عالی ظرف دوست اینگلز سے بہت مدداورتعاون پایا۔1850 میں اینگلز نے مانچسٹر میں رہائش اختیار کرلی اوراس شہر کے ایک دفتر میں ملازمت اختیار کرلی۔اس نے مارکس کے اہل وعیال کی گذراوقات کے اخرجات کامعتد بہ حصہ اپنے ذمے لے لیا۔دونوں دوست اکثر مجت کی اس بوقلمونی کا شکوہ کرتے تھے جس نے انہیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہونے پر مجبور کردیا تھا۔اوران یادگاردنوں کو یاد کرتے تھے جب وہ نیوراکشی سے زیتونگ کیلئے کام کرتے اور قہقہے لگاتے تھے۔۔۔

وہ تقریباً ہر روز دوسرے کولکھتے۔لینن نے اس خط وکتابت کی نہایت اہم حیثیت کا حوالہ دیتے ہوئے اس کے بنیادی نکات کی وضاحت مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے:" اگر کوئی کوشش کرے کہ اس خط وکتابت کی حقیقت ایک لفظ میں بیان

کردے تاکہ متن واضع ہو جائے، تو اس بحث ومباحثہ اور زور بیان کا بنیادی جھکاؤ جس نکتہ پر رہا وہ لفظ جدلیات ہوگا۔ مادی جدلیات کا اطلاق کر کے سیاسیات اور معاشیات کی بنیاد بدلنا اور ان کو نئی شکل دینا۔ اور پھر اس کا اطلاق تاریخ، قدرتی سائنس، فلسفہ اور محنت کش طبقہ کے طرز عمل اور داؤ پیچ پر کرنا ___ یہ وہ موضوع تھا جس پر میں مارکس اور اینگلز کو انتہائی دلچسپی تھی اور انہیں تحریروں کی بنا پر انہوں نے انقلابی نظریہ کی تاریخ میں اپنی ماہرانہ جدت فکر کے نئے باب مرتب کئے"۔

اس سیاسی جمود کے دور میں مارکس نے پیشہ ور انقلابیوں کی تربیت کا کام جاری رکھا۔ اور انگلستان جرمنی فرانس یو ایس اے اور دوسرے ملکوں میں اپنے معاونین سے رابطہ قائم رکھا۔

لیکن اب وہ اپنی تعلیمات کو مزید وسعت دینے کے لئے اپنے آپ کو پوری طرح وقف کرنے کا متحمل ہو سکتا تھا۔ اس نے مروجہ تاریخی تجربے کی تعیم کی۔ اور علم کے ہر شعبے میں کیے جانے والے نئے اقدام کا خیر مقدم کیا۔ سائنس میں کئی بڑی ایجادوں کی اہمیت کو اس نے نہایت بصیرت اور عالی نگاہی سے خوش آمدید کہا۔ ان میں خاص طور پر ڈارون کی کتاب "Origin of Species" شامل ہے۔ مارکس نے اینگلز کو لکھا، "یہ کتاب ہمارے نظریے کو ایک قدرتی تاریخی بنیاد مہیا کرتی ہے۔" اس طرح اس نے پہلے بھی مختلف زمانوں اور قوموں کی تاریخ میں گری دلچسپی لی اور اپنے مطالعے سے بہت سے اہم نظریاتی مسائل حل کئے تھے۔

پچاس اور ساٹھ کی دہائیوں میں مارکس کی سائنسی تحقیقات کا سب سے بڑا میدان سیاسی معاشیات رہا۔ جب کہ 1848 سے پہلے اس نے اپنے آپ کو زیادہ تر فلسفیانہ مسائل کے لئے وقف کئے رکھا۔ اور سائنسی اشتراکیت کی فلسفیانہ بنیادوں

کی تشریح کرتا رہا۔ اور 1848-49 میں سیاسی نظریات اور پرولتاریہ کی حکمت عمل اور داؤں پیچ کی تشریح کرتا رہا۔ پچاس اور ساٹھ کی دہائیوں میں اس نے معاشی استفسارات کو اولیت دی۔ جلا وطنی میں زندگی کی سختیوں کے باوجود مارکس نے انگلینڈ کو اس وقت کا نہایت ترقی یافتہ سرمایہ دار ملک پایا۔ یہ جگہ سرمایہ دارانہ اقتصادیات کے مطالعہ کے لئے نہایت موزوں تھی اس نے برٹش میوزیم لائبریری میں اپنی تحقیقات کے لئے مواد کا ایک وسیع خزانہ دریافت کیا جہاں وہ تقریباً ہر روز نو بجے صبح سے سات بجے شام تک کام کرتا۔ اس کی انتہائی سائنسی باریک بینی اور اپنے ساتھ بھی بے لاگ تنقیدی رویے نے اُس اس سطح تک پہنچایا کہ اس نے فی الواقعی حقائق کے کوہ گراں سر کر لئے۔ اور اگر کوئی نیا نکتہ اُٹھ کھڑا ہوتا تو اسی مسئلے کو بار بار دہراتا تھا۔ جہاں تک اقتصادیات کا تعلق ہے اس نے صنعت وحرفت کی تاریخ، زرعی کیمیا، ارضیات، ریاضی اور دوسرے مضامین کا مطالعہ کیا۔

مارکس کا خیال تھا کہ وہ کتاب سرمایہ کی تین جلدوں کا کام 1851 تک کر لئے گا لیکن اس نے اپنے آپ پر جو بڑے بڑے فرائض عایہ کر رکھے تھے اور وہ شدید حالات جن میں ان تجاویز پر عمل نہ کر سکا۔ تب کہ اینگلز ایک دفتری بابو کے طور پر واجی سی تنخواہ پا رہا تھا وہ مارکس کی زیادہ مدد نہ کر سکا۔ کئی بار مارکس کو اپنا کپڑوں کا واحد سوٹ گروی رکھنا پڑا۔ اور خود گھر کا قیدی ہو کر رہنا پڑا۔ کئی ہفتے ایسے بھی پورے قبیلے کو صرف روٹی اور آلو پر گذر کرنی پڑی۔

لندن کے اولین سالوں میں مارکس اور اس کی بیوی کو اپنے تین بچوں سے ہاتھ دھونا پڑتے۔ خاص طور پر سنگین دھچکا ان کے اکلوتے بیٹے ایڈگر کی موت تھا۔ آٹھ سال کا بچہ، جس کو گھر میں مسیح کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اپنے بیٹے کی تجہیزو

تکفین کے بعد مارکس نے اینگلز کو لکھا۔

”میں نے بہت سی بدقسمتیاں دیکھی ہیں لیکن صرف اب کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ حقیقی بدقسمتی کیا ہے! میں نے تمہاری دوستی سے حوصلہ پایا اور اس امید ے تقویت حاصل کی ہم دونوں دنیا میں اب بھی کچھ مفید کام کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

لیکن مارکس کی نجی زندگی میں صرف دکھ اور پریشانی ہی نہیں تھی۔ مارکس کا یہ خانوادہ خاص طور پر خوش باش گھرانہ تھا۔ خاوند اور بیوی ایک دوسرے کو ٹوٹ کر چاہتے تھے اور اس کی 'جینی' نہ صرف اپنے خاوند کے مقدر، کاوش اور تگ و دو میں شامل تھی بلکہ تینوں میں بھرپور آگہی، سرگرمی اور دھن سے حصہ لیتی تھی۔ محبت اور دوستی نے اس خاندان کے افراد کو ایک خوشگوار اکائی بنا رکھا تھا۔ حبشی ___ جیسا کہ اس کے دوست اور عزیز مارکس کو اس کے سیاہ بالوں کی وجہ سے کہتے تھے ___ اپنے بچوں کا بہترین دوست تھا۔ جب اس کی بیٹیاں جینی، لارا اور ایلی رے نور (پیدائش 1844, 1845, 1851) بڑی ہو گئیں، اس نے ان کو انسانی کلچر کی دولت سے شناسا کیا۔ مارکس جو ادبیات کا شاندار اوراک رکھتا تھا، خاص طور پر ہومر، اسکائلس، شیکسپیئر، فیلڈنگ، ڈینٹے، سروینٹیز، ڈیرو اور بالزک کا رسیا تھا، اس نے اپنے بچوں کو ہزار داستان اور کئی کتابیں پڑھائیں۔ ہومر اور بہت سا شیکسپیئر پڑھایا جس کا پجاری سارا گھر تھا۔ ایلی نور مارکس لکھتی ہے ”انسانی فطرت کے متلاشیوں کو یہ بات عجیب نہیں لگے گی کہ یہ شخص، جو ایسا جنگجو تھا کیا اس قدر سراپا مہربانی اور نرم خو بھی ہو سکتا تھا۔ وہ پالیں گے کہ اس کی نفرت میں یہ شدت صرف اس لئے تھی کہ وہ اتنی گہرائی سے محبت کر سکتا تھا کہ اگر اس کا پرزور قلم ایک روح کو جہنم میں اتنے ہی یقین سے قید کر سکتا تھا جیسے ڈینٹے نے اپنے تئیں کیا تو یہ اس لئے تھا کہ وہ

انتہائی سچا اور ملائم تھا اور یہ کہ اگر اس کا جلا کٹا مذاق تیزاب کی طرح جلا سکتا تھا تو وہی مذاق تکلیف زدوں اور آفت کے ماروں کے لئے مرہم بھی بن جاتا تھا۔ مارکس کے ہاں زیادہ تر آنے والے مہمانوں نے ہیلینی ڈی متھ کی مہربانی اور خوبصورت یادوں کو محفوظ رکھا جو ان کی گھریلو ملازمہ تھی اور ان کی خوشیوں اور غموں میں خاندان کے ایک فرد کی طرح برابر کی شریک تھی۔ مارکس کے اہل خانہ بھی اپنے جانثار دوستوں سے بہت خوش ہوتے تھے۔ ان میں سے اینگلز ہمیشہ سب سے بڑھ کر مرغوب رہا۔

اگست 1851 میں مارکس نے نیویارک کے روزنامہ ٹریبیون کی پیش کش قبول کر لی اور یورپ میں اس کا نمائندہ خصوصی بن گیا۔ یہ امریکہ کا نہایت مشہور اور ترقی پسند اخبار تھا۔ لیکن ان ہی دنوں اپنی کتاب سیاسی معاشیات کی تیاری میں معروف ہونے کی وجہ سے اس نے اینگلز سے کہا کہ وہ اخبار کے لئے جرمنی پر ایک سلسلہ مضامین لکھے۔ اس طور پر نیویارک کے روزنامہ ٹریبیون نے اینگلز کا مشہور مقالہ ''جرمنی میں انقلاب اور رد انقلاب'' شائع کیا۔ اس کے بعد مارکس کے دس سال تک ٹری بیون کے لئے کام کرنے کے دوران اینگلز خصوصاً فوجی موضوعات پر باقاعدگی سے مضامین لکھ کر اس کی مدد کرتا رہا۔ مارکس اپنی ''مانچسٹر وزارت جنگ'' (جیسا کہ وہ اینگلز کو کہا کرتا تھا) پر بھرپور اعتماد کرتا تھا۔ پھر بھی اخبار اس کا بہت سا وقت لیتا رہا۔ جب سے وہ مستند سائنسی مضامین لکھنے لگا، ان کے لئے اسے کسی بھی اٹھائے گئے سوال کی پوری تحقیق کرنی پڑتی تھی لیکن وہ اپنے اس اصول پر ہمیشہ ثابت قدم رہا جو اس نے اپنی ادبی زندگی کے آغاز پر مشتہر کیا تھا۔ بے شک ایک ادیب کو روپے ضرور کمانے چاہئیں تاکہ وہ زندہ رہنے اور لکھنے کے قابل رہے۔ لیکن حالات خواہ کیسے بھی ہوں اسے محض روپے کمانے کی خاطر زندہ نہیں رہنا چاہئے۔''

نیو آرڈر زیتونگ (1854_55) کی طرح ٹریبون کے لئے کام کرنے سے مارکس کو کسی حد تک رائے عامہ کے متاثر کرنے کا موقعہ ملا۔ ہندوستان، چین، سپین کے انقلاب، اور امریکہ میں خانہ جنگی پر لکھے گئے بے شمار مضامین ایک نقطہ بار بار ابھارتے ہیں کہ قومی جبر اور رجعت کے خلاف ہر ترقی پسندانہ انقلابی جدوجہد کی حمایت کی جائے اور ہر جمہور پسند تحریک کی مدد کی جائے جس سے انقلابی قوتیں زور پکڑیں گی اور سرمایہ دارانہ غلامی کے خلاف پرولتاریہ کی آئندہ جنگوں کے لئے بہتر حالات پیدا ہوں گے۔ مارکس نے کچھ مضامین برطانیہ کی اقتصادی ترقی اور اس کے سیاسی نظام کے ایک تجزیے کے لئے وقف کئے۔ اس نے برطانیہ کی سیاسی زندگی میں سرایت کئے ہوئے فریب اور منافقت کا پردہ بے دردی سے چاک کیا اور کہا کہ اس دہشت اور بے راہروی کے نظام میں پارلیمنٹ میں دولت مند طبقات کا ایک اطاعت گزار اکثریت حاصل کرلینا یقینی ہے۔

مارکس نے انگریز محنت کشوں کی تحریک پر بھرپور توجہ دی۔ اینگلز کے ساتھ مل کر اس نے بائیں بازو کے اصلاح پسند رہنماؤں ___ جارج ہنری اور ارنسٹ جونز کا ہاتھ بٹانے کی سعی کی تاکہ ان کی تعمیر نو جدید سوشلسٹ بنیادوں پر ہو سکے۔ اس نے جونز کے اخبارات ''لوگوں کے لئے اطلاعات'' اور ''لوگوں کا اخبار'' میں مضامین لکھے اور ان اخبارات کی اشاعت میں اس کی مدد کی۔ تاہم اس زمانے کے حالات نے 'اصلاح پسندی' Chartism کو آگے نہ بڑھنے دیا۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ 1848_49 کے انقلاب کی پسپائی کے بعد رجعت کی یورش ہوئی، ایسے ہی مخصوص حقائق تھے جن کی بنا پر برطانیہ میں انقلابی تحریک زوال کا شکار ہوگئی جیسا کہ مارکس اور اینگلز نے واضح کیا اس زمانے میں برطانیہ کی صنعتی اور نوآبادیاتی اجارہ

داری نے اس کے سرمائے داروں کو بڑے بڑے سرمائے اور زرکثیر منافع کے طور پر اکٹھا کرنے کے قابل بنادیا۔ اس کا ایک حصہ وہ محنت کشوں کے اوپر کے طبقوں کو خریدنے میں صرف کرتے تھے۔ اس حربے کے نتیجے میں برطانوی پرولتاریہ کے نہایت آزمودہ کارگروہوں نے طبقاتی جدوجہد کی سیدھی اور فراخ راہ کو چھوڑ کر سرمایہ داری ڈھانچے ہی میں چھوٹی چھوٹی مراعات حاصل کرنے کی کوششیں شروع کردیں اور انہی الجھنوں میں الجھ کر رہ گئے۔

مارکس نے ہندوستان میں برطانوی نوآبادیاتی پالیسی پر نہایت ناراض کا اظہار کیا اور اس پر لعن طعن کی کیونکہ اس پالیسی کی طفیل آبادی کا ایک جم غفیر افلاس اور بھوک کا شکار ہوگیا تھا۔ 1857 میں جب ہندوستان میں برطانوی نو آبادکاروں کے خلاف ایک قومی آزادی کی بغاوت پھوٹ پڑی تو مارکس نے دبے ہوئے لوگوں کے بچاؤ کے لئے آواز اُٹھائی۔ برطانوی نوآبادیاتی پالیسی کا تجزیہ کرنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ ہندوستان کے لوگ اس وقت تک اپنی غربت اور افلاس پر قابو پانے کے قابل نہیں ہوں گے جب تک برطانیہ میں پرولتاریہ کی حکومت نہیں آجاتی، یا ایسا وقت نہیں آجاتا کہ وہ بذات خود طاقت اکٹھی کرلیں اور نوآبادیاتی جوا ہمیشہ کے لئے اتار پھینکیں۔ مارکس نے اینگلو چائنی جنگوں اور چینی پیرو کاروں کی بغاوت پر جو مضامین لکھے۔ وہ اپنے وطن کی آزادی کے لئے لڑنے والے ان عوام الناس کے لئے ہمدردی سے پر ہیں۔

56_1854 میں چین میں پھوٹنے والے انقلابی واقعات کے متعلق بھی مارکس نے مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ اس نے اس ملک کی اجمالی تاریخ بیان کی اور وہاں پھوٹنے والی جنگ کی وجوہات اور ان کے کردار پر سے پردہ اٹھایا۔

1857 میں شروع ہونے والے عالمی معاشی بحران اور یورپ میں بڑے بڑے سیاسی واقعات کے ناگزیر ہونے کے احساس نے مارکس کو اکسایا کہ وہ سیاسی معاشیات پر اپنا کام تیز کر دے۔ اس کا نتیجہ اس کے ایک مبسوط مقالے کی صورت میں سامنے آیا۔ جس کا عنوان تھا ''سیاسی معاشیات پر تنقید کے بنیادی خدو خال'' ـ یہ مقالہ سوویٹ یونین میں کمیونسٹ پارٹی کی سنٹرل کمیٹی کے زیر اہتمام مارکسی لیننی ادارے نے 1939_41 میں جرمن زبان میں شائع کیا۔ اس تصنیف میں اس نے بورژوا سیاسی معاشیات پر تنقید کی ہے اور معاشی ترقی کی مارکسی تعلیمات کا غایت درجہ بلند مقام واضح کیا ہے۔ اس میں متعدد اہم نظریاتی نتائج اخذ کئے گئے ہیں۔ جنہیں بعد میں مستند طور پر ''ڈاس کیپٹال'' کی صورت میں متشکل کر دیا گیا۔ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ مارکس نے قدر زائد پر اپنی تعلیمات کو پہلی بار مجمل خاکے کے اندر میں پیش کیا ہے۔ اینگلز نے مارکس کی اس عظیم دریافت کے بارے میں لکھا، ''مارکس نے اپنا قدر زائد کا نظریہ اپنی ہمت کے بل بوتے پر پچاس کی دہائی میں ہی حل کر لیا تھا، لیکن وہ اس کے نتائج کو کلی طور پر پرکھنے سے پہلے اس کے بارے میں کوئی چیز بھی شائع کرنے سے ہمیشہ انکار کرتا رہا۔ اس رسالے میں مستقبل کے اشترا کی سماج اور اس کی مادی اور انسانی روحانی طاقتوں کی بے مثال ترقی کے بارے میں اہم نظریاتی مباحث بھی ملتے ہیں۔ اس نامکمل تعارفی خاکے میں مارکس نے سیاسی معاشیات کے نفس مضمون اور طریق کار پر روشنی ڈالی ہے اور دیگر اہم مسائل کی نشاندہی کی ہے اپنی اس کاوش کو پریس میں بھیجنے کے لئے مارکس نے فی الواقع تمام مسودے کو دوبارہ لکھا۔ ''سیاسی معاشیات پر تنقید کے بنیادی خدو خال'' کا پہلا ایڈیشن جون 1859 میں شائع ہوا۔ جس میں مارکس نے اپنے نظریہ قدر زائد کا با

قاعدہ اجمال پیش کیا اور زر پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔''اپنی زندگی کی سماجی پیداوار میں انسان اپنے ناگزیر تعلقات استوار کرنے لگتے ہیں جن میں ان کی خواہش کا بھی دخل نہیں ہوتا۔ یہ پیداواری رشتے کہلاتے ہیں جوان کی مخصوص مادی پیداواری طاقتوں کی نشوونما کے ساتھ ساتھ منسلک ہوتے ہیں۔ یہ پیداواری رشتے مل جل کر معاشرے کا اقتصادی ڈھانچہ تعمیر کرتے ہیں۔ یہ اصلی بنیاد ہوتی ہے جس پر کسی سماج کا قانونی اور سیاسی بالائی ڈھانچہ اُٹھتا ہے۔ اور اس کے مطابق سوسائٹی کے معاشرتی شعور کی قطعی صورتیں ظہور پاتی ہیں۔ مادی زندگی کا طریقہ پیداوار ہی عام طور پر سماجی، سیاسی اور عقلی روش کا تعین کرتا ہے یہ انسانوں کا شعور نہیں جوان کی ہستی کا احاطہ کرتا ہے، بلکہ اس کے برعکس یہ ان کی سوشل حثیت ہوتی ہے جس سے ان کی شعوری حدود متعین ہوتی ہے۔ سماج کی مادی پیداواری طاقتیں اپنی نشوونما کی ایک خاص منزل پر پہنچ کر پیداوار کے موجود رشتوں سے ٹکرانے لگتی ہیں یا اس بات کو اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ دولت پیدا کرنے کے جن رشتوں پر اب تک عمل ہو رہا تھا، (ان پر نا آسودگی کا اظہار ہونے لگتا ہے) پیداواری طاقتوں کی ترقی کی صورتیں بدل جاتی ہیں اور ان کے رشتے خود ان کے لیے زنجیر بن جاتے ہیں۔ تب سماجی انقلاب کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام وہ آخیری معاشرتی نظام ہے جو طبقات کے باہمی نزاع کی بنیاد پر قائم ہے۔ یہ وہ نظریہ ہے جو مارکس کے الفاظ میں ''انسانی معاشرے کے زمانہ ماقبل تاریخ پر جا کر تمام ہوتا ہے۔''

اس کتاب کی اشاعت کے بعد مارکس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس پر اور بھی محنت کرے تا کہ وہ کچھ اصولوں کو اپنے اطمینان کی خاطر اور زیادہ واضح کر دے۔ اور اس تصنیف کو نہایت موزوں سانچے میں ڈھال کر اور عمدہ شکل دے لیکن 1859 میں

وقوع پذیر ہونے والے عالمی اہمیت کے واقعات نے اسے اتنی فرصت نہ دی کہ وہ اس کام سے نپٹ سکتا۔

6-بورژوا جمہوریت اور قومی آزادی کی نئی تحریک

جیسا کہ مارکس نے پیشگوئی کی تھی۔اقتصادی بحران جو 1857 میں شروع ہوا دور رس نتائج کا حامل تھا۔وہ مسائل جو 49-1848 کی جنگوں میں حل نہ ہو سکے تھے،پھر سے ایک نئے ولولے کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے۔وہ جدوجہد جو اٹلی کو یکجا کرنے اور آسٹریا کے جوئے سے نجات کے لئے پھوٹ پڑی__اور ادھر تقسیم شدہ جرمنی کو متحد کرنے کی تحریک__ان مسائل نے مارکس کی تمام تر توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔"وہ پھر 1848 کی طرح زیادہ تر بورژوا جمہوریت کی تحریک کے امکانات روشن کرنے سے وابستہ ہوگیا۔ وہ چاہتا تھا کہ یہ تحریک عام طور پر نیم بورژوا اور زیادہ تر روندے ہوئے عوام الناس کی شمولیت سے پروان چڑھے۔کسان اس میں خاص طور پر حصہ لیں اور آخر کار تمام نادار طبقات جاگ اٹھیں۔" (لینن)۔مارکس کے اس زمانے کے لکھے ہوئے تمام مضامین خواہ یہ مضامین اٹلی کے مسائل پر ہوں یا جرمن پولینڈ اور روس کے بارے میں،تمام میں یہی کوشش کارفرما نظر آتی ہے کہ مفلوک الحال عوام بھی اقتدار میں شامل ہوں۔

1859 کی آسٹریا اٹلی اور فرانس کی جنگ کے دوران مارکس نے لوئس بوناپارٹ کا پول کھولا جو اس جنگ میں اپنے خود غرضانہ شاہی مقاصد کو "اٹلی کی آزادی" کے کھوکھلے نعرے میں گڈمڈ کر رہا تھا۔مارکس نے واضح کیا کہ اٹلی کی جائز آزادی اور اتحاد صرف قومی جنگ ہی سے حاصل کی جا سکتا ہے۔اس کے نتیجے میں عوام الناس تمام اطالوی شہنشاہوں کا تختہ الٹ دیں گے اور خود کو آسٹریا کے جوئے اور جاگیرداروں کی حکومت سے آزاد کروالیں گے اور ایک واحد جمہوری ریاست قائم کرلیں گے۔اس نے مزید بتایا کہ بوناپارٹ کے حق میں کوئی بھی پراپیگنڈہ براہ

راست نہ صرف اہل اٹلی کو گھائل کرتا ہے، بلکہ جرمن انقلاب کے لئے بھی نقصان کا باعث ہے اور اس سے یورپ کی رجعتی طاقتوں کو تقویت ملتی ہے۔ اس طر مارکس نے اپنے پمفلٹ Her Vogt (1860) میں جرمن نیم بورژوا جلاوطنوں کی صفوں میں موجود بونا پارٹ کے ایجنٹوں پر کڑی نکتہ چینی کی۔

فرنیکفرٹ اسمبلی کے ایک سابق ممبر کارل واٹ نے مارکس اور اس کے معاونین کے ہتک آمیز رویہ اختیار کیا۔ مارکس نے اصولی طور پر گالی اور تہمت سے پرہیز کیا۔ حالانکہ پریس میں دشمنوں نے اس پر گالی گلوچ کی بوچھاڑ کر رکھی تھی۔ اس نے ڈینٹے کا یہ قابل فخر مقولہ اپنایا "تم اپنے راستے پر چلتے جاؤ تو لوگ جو چاہتے ہیں انہیں کہنے دو" لیکن واٹ کی گھناؤنی دشنام تراز یوں کا مقصد تھا کہ کمیونسٹوں کو اخلاقی طور پر لوگوں کی نظروں سے گرا دیا جائے۔

جب پارٹی کی عزت خطرے میں تھی تو مارکس نے اپنے دشمنوں پر نہایت بے رحمی سے وار کیے۔ اس نے واٹ کے جھوٹے اور فضول الزامات کو رد کیا اور ثابت کیا کہ وہ بونا پارٹ کا ایجنٹ ہے بعد از اں جس کی تحریری تصدیق بھی پیش کر دی۔

انہی دنوں مارکس اور فرڈینینڈ لاسال (ایک سابقہ جمہوریت پسند جسے مارکس 1848 میں پہلی بار ملا تھا) لاسال نے "جرمنی میں اتحاد کس طرح حاصل کیا جائے" کے اہم سوال پر بہت ہی غلط روش اختیار کر لی تھی۔ لاسال نے اپنے پمفلٹ "اٹلی کی جنگ اور پروشیا کے فرائض" میں جرمنی کے اوپری طبقہ کے اتحاد کے لئے پروشیا کی کوششوں کا ساتھ دینے پر زور دیا، یعنی رد انقلاب طریقے سے۔ جب کہ مارکس نے جرمنی کو متحد کرنے کے لئے یہاں کے نچلے طبقوں کی سطح سے جدوجہد کی، جو جمہوری انقلاب کا طریق کار تھا۔ مارکس اور لاسال کے اختلافات کھل کر سامنے

آ گئے جب آخرالذکر جرمن ورکرز کی جنرل ایسوسی ایشن کا سربراہ بن گیا اور اس نے اس کے لئے پروگرام وضع کیا۔ لاسال نے صرف جدوجہد کی پرامن اور قانونی صورتوں ہی کے لئے وکالت کی اور 'تمام کے لئے رائے دہی' میں مزدور طبقہ کی تمام بیماریوں کے لئے اکسیر اعظم پالیا۔ اور مزدوروں کو یہ ضرر رساں تصور دیا کہ پروشیا گورنمنٹ انہیں پیدا کاروں کی انجمنیں بنانے میں مدد دے گی اور اس طرح انہیں استحصال سے خلاصی دے گی۔ وہ طبقاتی جنگ، ہڑتالوں اور ٹریڈ یونینیوں کے خلاف تھا۔ مارکس اور اینگلز کسانوں کو پرولتاریہ کا ساتھی سمجھتے تھے جبکہ اس کے برعکس لاسال کسانوں کو "ایک قدامتی ہجوم" کہتا تھا۔ وہ بسمارک سے صلح جوئی کیلئے آمادہ ہوگیا اور اس سے معاہدہ کیا کہ اگر وہ عالمی رائے کے مطابق عمل کرے تو مزدور طبقہ اندرون ملک اور بیرون ملک اس کی پالیسیوں کی حمایت کرے گا۔ جب لاسال اور بسمارک میں یہ خفیہ بات چیت ہوئی مارکس بے شک اس سے بے خبر تھا، مگر پروشیا کے قدامت پرستانہ عمل پر لاسال کا نخریلا پن اس کی دوررس نظروں سے نہ بچ سکا۔ مارکس اور اینگلز نے باہمی خط و کتابت میں اس کو "پروشیا کے شاہی دربار کا جمہوریت پسند" اور بوناپارٹ رجحانات کا کھلا نشان قرار دیا۔

جب لاسال نے مزدوروں میں اپنی تحریک شروع کی تو جہاں تک اس نے کسی حد تک مزدوروں کو ''بورژوا ترقی پسند پارٹی'' کے اثر سے نکالنے کے لئے مفید رول ادا کیا، مارکس اور اینگلز نے پہلے تو برداشت سے کام لیا اور اس کے خلاف عوام میں کو بیان نہ دیا۔ لیکن لاسال کی موت کے بعد جب انہوں نے بسمارک اور اس کی گفتگو کے بارے میں سنا تو انہوں نے اس عمل کو مزدور تحریک سے دھوکا قرار دیا اور لاسال کے پیروکاروں کے ''پروشیا کے شاہی سوشلزم'' کے خلاف کھلی محاذ آرائی

شروع کردی۔اسی دوران مارکس پروشیا کے قدامتی عمل کی قلعی کھولتا رہا۔اس نے مضامین نویسی کی یہ مہم پیچھے سے ــــ ری انشچے زیتونگ کے دنوں سے شروع کی اور اس سلسلے کو بتدریج بڑھاتا رہا۔خاص طور پر 1848_49 کی انقلابی جنگوں تک یہی جدو جہد کٹھن اس لئے ہوگئی کہ مارکس کے پاس کوئی اخبار نہیں تھا جس کے ذریعے وہ جرمن قاری کو متاثر کرسکتا۔اس لے اس نے جرمن اخبار'داس واک' DASVOLK کی مدد کی اور 1859 میں اسے لندن سے جاری کیا۔اور کوشش کی کہ اس کو کمیونسٹ پراپیگنڈے کا ترجمان بنادیا جائے۔اس اخبار کی مختصر موجودگی کے دوران مارکس نے اس میں چند مضامین شائع کئے جن میں کچھ پروشیا کے رجعتی پالیسیاں اپنانے کے متعلق بھی تھے۔ان تحریروں میں کئی نامکمل مضامین کے موضوع بھی ملتے ہیں جن میں مارکس نہ صرف حال کی بات کرتا ہے بلکہ اس رجعتی فوجی ریاست کا ماضی بھی دکھاتا ہے اور خاص طور پر پروشیا اور زار روس کی پولینڈ میں روا رکھی جانے والی پالیسیاں بھی بیان کرتا ہے۔

مارکس کو یقین تھا کہ پولینڈ والوں کی پروشیا اور زار روس کے خلاف جدو جہد (جس کی بنا پر 1863 کی بغاوت پھوٹی)صرف اسی صورت میں کامیاب ہوسکتی ہے جب یہ حقیقی طور پر زرعی انقلاب سے منسلک ہوجائے۔اور جمہوریت کی جنگ بن جائے۔

1850 کے اواخر سے لے کر مارکس روس میں پھیلی ہوئی کسان تحریک کی رفتار نہایت قریب سے دیکھتا رہا۔کریمیا کی جنگ میں روس کی شکست سے ملک میں تمام گہرے تضاد اور سنگین ہوگئے اور زار کی حکومت کسان اصلاحات کی تیاریوں پر مجبور ہوگئی۔شرفاد پر مشتمل کمیٹیوں میں اصلاحات کے مسودوں پر پیشگوئی کی کہ یہ"

اوپر والوں کی دی ہوئی آزادی'' کسانوں کو سوائے دکھ کے اور کچھ نہیں دے گئی۔
روس میں زرعی غلامی کے خلاف جدوجہد کے لئے بغاوت کرنے والے کسانوں کو مارکس نے مستقبل کے یورپی انقلاب کا حلیف مانا۔

مارکس نے دونوں ____ روس میں زرعی غلامی کے خلاف تحریک اور امریکہ میں غلامی کے خلاف خانہ جنگی کو بین الاقوامی اہمیت کے بڑے واقعات کے طور پر دیکھا۔ اس نے اس جنگ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے اسے دو معاشرتی نظاموں کی کشمکش قرار دیا ___ غلامی کا نظام اور نہایت ترقی یافتہ سرمایہ داری نظام نے واضح کیا کہ شمال اسی صورت میں جیت سکتا ہے کہ جب اس کی حکومت صحیح معنوں میں انقلابی طریقے سے جنگ لڑے۔ غلامی کو منسوخ کردے۔ کسانوں کی بہتری کے لئے زرعی مسئلہ حل کردے۔ فوجی کی تنظیم نو کرے اور اس میں سے سازشی عناصر کو نکال باہر کرے۔ اور صریح طور پر انقلابی جمہوری نعروں کو فروغ دے۔ اس نے یورپ کے محنت کشوں سے اپیل کی کہ وہ بہر حال اپنی حکومتوں کو جنوبی غلام داروں کی مدد کو آنے سے باز رکھیں۔ اس نے برطانوی مزدوروں کو آفرین کہی جنہوں نے اپنے اثر سے اپنی حکومت کو جنوب کی طرف سے دخل اندازی کرنے سے روک دیا۔
مارکس کو امید تھی کہ امریکی خانہ جنگی نے یورپی محنت کشوں پر جو خوشگوار اثرات چھوڑے ہیں، ان سے قدامتی سالوں کا جمود ٹوٹے گا اور مزدور بھرپور سرگرمیوں کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔

7__''سرمایہ''

محنت کشوں کی تحریک میں ایک نئے طوفان کی پیش بینی کرتے ہوئے مارکس نے کوشش کی کہ اپنی معاشی تصنیف مرتب کرنے کی رفتار تیز کر دے۔ اٹھارہ ماہ کی تاخیر کے بعد جب اس نے اپنی معاشی تحقیقات کا پھر سے آغاز کیا تو اس نے اس تصنیف کو ازسرنو ترتیب دینے کا فیصلہ کیا۔ اور اس کو 1859 میں چھپنے والی ''سیاسی معاشیات کی تنقید میں حصہ'' کے تسلسل میں نہ چھاپا جائے، بلکہ یہ ایک جداگانہ کتاب ہو۔ 1862 میں اس نے ایل کجلمین کو مطلع کیا کہ اس کا نام ''سرمایہ'' اور تحتی نام ''سیاسی معاشیات کی تنقید میں یک حصہ'' ہوگا۔ ''سرمایہ'' انتہائی مشکل حالات میں لکھی گئی۔ امریکی خانہ جنگی کی وجہ سے مارکس اپنی آمدنی کا بڑا ذریعہ کھو چکا تھا۔ اب وہ نیو یارک کے روزنامہ ٹریبون کے لئے نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس کے بال بچوں کے لئے انتہائی کسمپری کا زمانہ پھر آ گیا۔ ایسی صورتِ حال میں اگر اینگلز کی طرف سے متواتر اور بے غرض مالی امداد نہ ملتی تو مارکس نہ صرف ''سرمایہ'' کی تکمیل نہ کر سکتا بلکہ ناگزیر تھا کہ وہ مفلسی کے ہاتھوں پس کر رہ جاتا۔

جب پہلی انٹرنیشنل کی بنیاد رکھی گئی مارکس کے سامنے سیاسی کام کا بے پناہ انبار تھا۔ اور اب وہ اپنی کتاب '' سرمایہ'' پر کام کرنے کے لئے راتوں کو جاگنے بھی مجبور ہوگیا۔ وہ اس کھچاؤ کا متحمل نہ ہو سکا اور زیادہ تر بیمار رہنے لگا۔ ''سرمایہ'' کی تین جلدوں کا پہلا خاکہ 1865 کے آخر تک مکمل کیا جا چکا تھا۔ لیکن پہلی جلد کو چھپنے کے لئے تیار کرتے ہوئے مارکس اسے پھر دہرانے لگا اور کانٹ چھانٹ شروع کر دی۔ البتہ اپریل 1867 میں وہ یہ مسودہ ہمبرگ میں پبلشر کے پاس لے گیا۔ 5 مئی 1867 اس کے یوم پیدائش پر اسے ابتدائی پروف موصول ہوئے۔ اور باقی ماندہ

پروف کی چھپائی میں دیر لگتی رہی۔اوران کی درستی کے لئے مارکس نے خودبھی بہت ساوقت لیا__ اس نے متن میں بڑی اہم تبدیلیاں کیں۔کبھی یہ پروف اینگلز کو بھیجے اورکبھی اس کے کہنے پرمزید ردوبدل کیا۔16 اگست 1867 کواس تیارشدہ ''سرمایہ''پرآخرکاردستخط ہوئے اوراسے پبلشر کے حوالے کردیا گیا۔ پہلی جلدمکمل ہو جانے پر مارکس نے اینگلزکوان الفاظ سے یادکیا''بھلاہواکہ یہ جلدمکمل ہوگئی ہے۔ یہ سب آپ اورصرف آپ کی مہربانیاں ہیں کہ یہ ممکن ہوا۔ میری خاطر آپ کی یہ بےلوث قربانی ہے جس کے بغیرتین جلدوں کا یہ جناتی کام کرنامیرے لئے کبھی ممکن نہ ہوتا۔میں تشکرمیں آپ کو سینے سے لگاتا ہوں،میرے پیارے،میرے محبوب دوست مبارک ہو!

ستمبر 1867 میں''سرمایہ'' کی جلد اول کی اشاعت کے بعد مارکس کو 'انٹرنیشنل' کی شدیدسرگرمیوں پردھیان دیناپڑا۔اورایسے ہی بڑے واقعات جیسے فرانس اور پروشیا کی جنگ اورپیرس کمیون اس کی راہ میں رکاوٹ بنے اوروہ معاشیات کا مطالعہ ترک کرنے پرمجبور ہوگیا۔وہ کہیں سترکی دہائیوں کے شروع میں'' سرمایہ''پردوبارہ کام کرنے کے قابل ہوا۔ جلداول کے دوسرے جرمن ایڈیشن اور فرانسیسی ترجمے کے متن کی تیاری کے لئے اسے بہت ساوقت چاہئے تھا۔دوسری جلدوں کی تیاری میں اس کی توقع کے خلاف بہت زیادہ وقت لگ گیا۔اینگلز نے اس کی بڑی وجہ بیان کرتے ہوئے''سرمایہ'' جلد دوم میں اپنے دیباچے میں لکھاہے''مارکس کےصرف دوسری کتاب کے لئے چھوڑے ہوئےمسودے کے مواد کا شمارہی ثابت کرتا ہے کہ اس نے کس بےمثال اصول پسندی اورنہایت خودتنقیدی سے کام لیااوراپنی ان عظیم معاشی دریافتوں پر جانفشانی سے محنت کی اورانہیں

تکمیل تک پہنچایا۔ وہ انہیں شائع کرنے سے پہلے کمال جامعیت کے نقطہ عروج تک پہنچ چکا تھا۔ اس کی خود تنقیدی نے اسے شاذونادر ہی اجازت دی کہ وہ اپنی پیشکش میں نفس مضمون کو اپنے تجربہ علمی کی بنا پر ہمہ وقت پھیلتے ہوئے ذہنی افق کے مطابق ڈھال لے۔ اس نے مواد کیا ہیئت میں بھی کوئی جھول نہ آنے دیا۔"

مارکس کے ہاتھوں ہونے والی گہری ریسرچ کی ایک مثال "سرمایہ" کی جلد سوم میں زمین کے لگان کا باب ہے۔ اس باب کے لئے اس نے ستر کی دہائیوں میں روس میں 1861 کی اصلاح کے بعد پیدا ہونے والے زمینی رشتوں کا کلی مطالعہ کیا۔ اینگلز نے "سرمایہ" کی تیسری جلد کے دیباچے میں لکھا "روس میں زرعی پیداوار کرنے والوں کے استحصال اور زمین کی ملکیت کی دونوں اقسام کو ملحوظ رکھتے ہوئے، یہ ملک زمین کے لگان کے معاملے میں وہی کردار ادا کرتا ہے جو کردار جلد اول میں انگلینڈ کی صنعت میں کی اجرت کے متعلق نظر آتا ہے۔ بدقسمتی سے وہ اس منصوبے کو پورا کرنے کا موقعہ نہ پاسکا۔"

مارکس نے اپنے شاہکار "سرمایہ" پر اپنی موت تک کام جاری رکھا۔ اگرچہ اس کی تخلیقانہ سرگرمیاں زیادہ تر سیاسی معاشیات کی طرف مرکوز تھیں، لیکن اس نے اس نے دوسرے علوم میں ہونے والے ارتقا کا بھی گہرا مطالعہ کیا۔ اس نے تاریخ، فطرتی سائنس، ٹکنالوجی کا مطالعہ جاری رکھا۔ اور ساتھ ہی ریاضی میں ہونے والی تحقیق سے بھی آگاہی رکھی۔ ہم تک جو مسودات پہنچے ہیں ان میں مختلف علوم کے علاوہ ریاضی پر بے شمار نوٹس شامل ہیں اور یہ دکھاتے ہیں کہ اس کا علم انتہائی وسیع تھا۔

پال لیفراگ لکھتا ہے کہ "مارکس کا ذہن تاریخ، فلسفہ، فطرتی سائنس اور

دوسرے علوم کے حقائق سے بھرا رہتا تھا۔ اپنے سالہا سالہا سال کے علمی کام میں جو علم اس نے حاصل کیا وہ اس کا استعمال بھی بخوبی جانتا تھا۔''

مارکس کی موت تک ''سرمایہ'' کا کام نامکمل ہی تھا۔ مسودات جو اس نے چھوڑے ان پر مزید کام کی ضرورت تھی۔ اینگلز نے جلد دوم اور سوم کی اشاعتی تیاریوں کا بار اپنے ذمے لے لیا۔ جلد دوم 1885 میں اور جلد سوم 1894 میں شائع ہوئی۔ لینن نے ان دو جلدوں کے بارے میں کہا کہ یہ دو دانشوروں __ مارکس اور اینگلز کا کام ہے۔ معاشیات پر مارکس کا یادگار کام چوتھی جلد کی صورت میں اختتام پذیر ہونے کو تھا۔ یہ تصنیف سیاسی معاشیات کے مرکزی نکتہ ''نظریہ قدر زائد'' کے تنقیدی تجزیئے پر مشتمل تھی۔ اپنے دوست کی موت کے بعد اینگلز نے اس مسودے کی ترمیم کرنے اور اسے ایک علٰحدہ کتاب ''سرمایہ، جلد چہارم'' کے نام سے چھاپنے کی صلاح کی لیکن اس کی تجویز پر عمل نہ ہو سکا۔ بلکہ یہ کتاب اس کی موت کے بعد کارل کاتسکینے ''قدر زائد کا نظریہ'' کے عنوان سے 1905_10 میں طبع کی۔ اس اشاعت میں مسودے کو نسبتاً آزادانہ طور پر برتا گیا تھا۔ اس کے برعکس 1954_61 کو چھپنے والا نیا ایڈیشن جو مارکس لینی انسٹیٹیوٹ نے سوویٹ یونین کمیونسٹ پارٹی کی سنٹر کمیٹی کے ایما پر چھاپا، مکمل طور پر مارکس کے اصل مسودے کے مطابق ہے۔ اسی کے متوازی ایک اور ایڈیشن جس کی زبان قدیم کے مطابق تھی 1956_62 میں برلن سے شائع کیا گیا۔

''سرمایہ'' نے اس عظیم سائنسدان اور انقلابی کی عظمت کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ مارکس کا یہ سائنسی کارنامہ عظیم اور گھمبیر تھا۔ ایک خط میں اس نے اہم لاچیتر کو لکھا ''سائنس کی طرف کوئی سرکاری شاہراہ نہیں جاتی اور صرف وہ جو اس کے

ڈھلوان راستوں کی تھکا دینے والی چڑھائی سے نہیں ڈرتے اس کی چمک دار چوٹیاں سر کر لیتے ہیں''۔

مارکس کے معاشی نظریات ان بنیادی تبدیلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو سیاسی معاشیات کے نظریہ میں رونما ہوئیں۔ان سے سیاسی معاشیات میں واقعی ایک انقلاب بپا ہو گیا۔صرف ایک ترقی پسند طبقے یعنی پرولتاریہ کا فلسفی ہی، حکمران استحصالی طبقے کی حد بندیوں اور تعصبات میں آزاد مرد ہی، سرمایہ دار معاشرے کے اعضا کو ٹٹول سکتا تھا اور اس کی معاشیات کا حقیقی تجزیہ کر سکتا تھا۔ مارکس نے سرمایہ داری معاشرے کی حرکت کا اقتصادی قانون دریافت کیا۔اس معاشرے کے ارتقا کا کھوج لگایا۔اس کے زوال کو پرکھا اور اس کے محدود اور ناپائید ارتاریخی کردار کو سائنسی طور پر ثابت کیا۔

اپنی تصنیف میں اس نے سرمایہ دار معاشرے کے ناقابل مصالحت اندرونی تضادات کا کھوج لگایا۔اس نے ثابت کیا کہ بورژوا اور نیم بورژوا سرمایہ داری'' مصلحین'' کی ان کوششوں کے باوجود جو وہ ان تضادات کو کند یا ہموار کرنے کے لئے کرتے ہیں،سرمایہ داری نظام کے ارتقا کے دوران ان تضادات کا بڑھنا ناگزیر ہو گا۔گویا شکست سنگ کی خوسنگ کے لہو میں ہوتی ہے۔

اس نے ثابت کیا کہ سرمایہ داری اپنی ترقی کے دوران مستقبل کے سوشلسٹ معاشرے کے لئے مادی لوازمات تخلیق کرتی جاتی ہے۔اس نے پرولتاریہ میں وہ سماجی قوت دیکھی جو تاریخ کے ہاتھوں سرمایہ داری کے لئے بنائے جانے والے فیصلے کی تکمیل کرے گی۔

سرمایہ دار طبقہ جو مزدوروں کی محنت کا پورا معاوضہ ادا نہیں کرتا اور اسے اپنی

جیب میں ڈال لیتا ہے۔مارکس نے اس قدر زائد کی درست تصویر بیان کر کے سر مایہ دارانہ استحصال کی ساخت کو ننگا کر دیا۔قدر زائد سے مراد وہ فرق ہے جو مزدور کی پیدا کی گئی قدر اور اس کی قوت محنت کی قدر کے مابین ہے۔اس کی قوت محنت کی قدر سے مراد اجرت ہے، یعنی محنت کار کے کم از کم ذرائع بقا کا معاوضہ۔اس طرح کام کے دورانیے کے دو حصے ہوئے۔ایک حصے میں محنت کار اپنی اجرت کے لئے کام کرتا ہے؛ دوسرے میں وہ سرمایہ دار کے لئے قدر پیدا کرتا ہے۔اول الذکر کو مارکس لازمی عرصہ محنت اور آخر الذکر کو زائد عرصہ محنت کا نام دیتا ہے۔مزدور کی محنت سے تخلیق شدہ قدر کا وہ حصہ جسے وہ زائد وقت محنت میں تخلیق کرتا ہے قدر زائد کہلاتا ہے۔اس طرح مارکس کے نظریہ قدر زائد نے سرمایہ داری استحصال کا سارا بھید کھول دیا، جس کی حفاظت سرمایہ داری کے حامی بڑی عیاری اور چالاکی سے کرتے ہیں۔اس سے پرولتاریہ اور بورژوازی کے مابین نزاع کی اقتصادی بنیاد بھی واضح ہوگئی۔قدر زائد کا اصول مارکس کے اقتصادی نظریہ کا بنیادی پتھر ہے۔انسانی معاشرے کے ارتقا کے مادی اصول رائج ہونے کے بعد جب سے انسانی معاشرے کو جانا گیا ہے اور اس کے قوانین استوار ہوئے ہیں، قدر زائد دوسری عظیم دریافت ہے جو پرولتاریہ کے اس نابغہ عصر ماہر نظریات نے پیش کی۔

سرمایہ کے ارتکاز کے عمومی قانون کے مطابق جوں جوں سرمایہ داری ترقی کرتی رہے اس میں اندرونی طور پر موجود گہرے اندرونی تضادات ہمیشہ بڑھتے رہتے ہیں۔زیادہ سے زیادہ لوگ بے زر، بے ملکیت پرولتاریہ کا حصہ بنتے جاتے ہیں، اتنا ہی زیادہ دولت چند اجارہ داروں کے ہاتھوں میں مرتکز ہوتی جاتی ہے۔ مستقبل کے سوشلسٹ معاشرے کے لئے اولین مادی شرائط کے خط و خال سرمایہ

دار معاشرے ہی کی کوکھ میں متشکل ہونے لگتے ہیں اور اس طرح وہ معاشرتی طاقت جڑیں پکڑتی ہے جو سوشلسٹ انقلاب سرانجام دیتی ہیں اور نوع انسانی کو جبر اور استحصال سے ہمیشہ کے لئے نجات دلا دیتی ہیں۔ مارکس سرمایہ داری نظام میں ارتکاز رز کے تاریخی رجحان کی تشریح مندرجہ ذیل الفاظ میں کرتا ہے: سرمائے کا ایک جگہ جمع ہو جانا طبع پیداوار کے لئے بیڑیاں بن جاتا ہے۔ یہ خصوصیت اسی نظام کے زیر سایہ پھوٹتی ہے اور اس کے ساتھ ہی پھلتی ہے۔ پیداوار کے ذرائع ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں مگر محنت کا ڈھنگ سماجی ہوتا ہے ___ سرمایہ داری کی چھتر چھاؤں میں یہ دونوں صورتیں ایسے مقام پر آ پہنچتی ہیں کہ ایک دوسرے کے لئے ناموافق بن جاتی ہیں، یہاں تک کہ پھیلا ہوا چھتر پھٹ جاتا ہے۔ سرمایہ دارانہ نجی ملکیت کا ماتمی گھنٹہ بجنا شروع ہو جاتا ہے۔ جائیداد سے بے دخل کرنے والے'' جائیداد سے بے دخل کردیئے جاتے ہیں۔'' (سرمایہ، جلد اول، ص 763)

جہاں پہلی جلد سرمایہ پیدا کرنے کے عمل کے لئے وقف ہے، دوسری سرمائے کی گردش کے بارے میں ہے۔ ان دونوں عوامل کی وحدت اور پیداوار کے فیصلہ کن کردار پر زور دیتے ہوئے مارکس محرک سرمائے کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔ اس مقصد کے لئے وہ سرمائے کی چند اہم صورتوں ___ روپیہ، پیداوار اور شے کی گردش کا تجزیہ کرتا ہے۔

دوسری جلد کا بیشتر حصہ سرمایہ داری نظام کے تحت دوبارہ پیدا کرنے کے عمل ___ سادہ اور وسیع دونوں کے تجزیے پر مشتمل ہے۔ سرمایہ داری کے ناقابل حل تضادات کہ تہہ تک پہنچتے ہوئے، جو پیداوار کے سماجی کردار اور قبضہ کی نجی سرمایہ دارانہ صورت ہے ___ مارکس ثابت کرتا ہے کہ سرمایہ داری نظام میں، پیداوار کیسے

انارکی، بحران اور بے روزگاری سرمایہ داری کا لازمی حصہ ہیں جن کا سامنا ناگزیر ہے۔ ''سرمایہ'' کی تیسری جلد سرمایہ داری پیداوار کے مجموعی طرز کا تجزیہ پیش کرتی ہے۔ مارکس ثابت کرتا ہے کہ ایک فیکٹری مالک کا صنعتی منافع، ایک تاجر کا تجارتی منافع، مہاجن اور بینکر جو سود حاصل کرتے ہیں، اور زمین کے مالک کی آمدنی ___ ان سب کی شاخیں قدرِ زائد سے پھوٹتی ہیں۔

''سرمایہ'' میں مارکس کا اقتصادی نظریہ نہایت بھرپور اور مکمل طور پر بیان ہوا ہے۔ لینن کے کہنے کے مطابق یہ اصول نہایت گہرا، بسیط اور اس کے نظریئے کی مفصل تصدیق اور تطبیق ہے۔ یہ مارکس کے اصولوں کی جزیات ___ فلسفہ، سیاسی اقتصادیات اور سائنسی اشتراکیت کو ارتقا دینے کے لئے بڑی زوردار پیشقدمی تھی۔ اپنی تحقیقات کے طریق کار پر مادی جدلیات کا اطلاق کرتے ہوئے، مارکس نے سائنسی علم کے اس طاقتور اوزار کو تخلیقی طور پر کارآمد بنایا اور زیادہ سنوارا۔ ''سرمایہ'' سائنسی اشتراکیت کا گہرا فلسفیانہ، اقتصادی اور تاریخی ثبوت دیتا ہے۔ یہ پرولتاریہ کے مقصدِ آزادی، سوشلسٹ انقلاب اور پرولتاریہ کی آمریت کا ضابطہ قوانین ہے۔ مارکس کا عظیم کارنامہ ___ ''سرمایہ'' ___ سرمایہ داری کی غلامی کے خلاف جنگ میں پرولتاریہ کا طاقتور ہتھیار بن گیا ہے۔

8۔ پہلی انٹر نیشنل اور پیرس کمیون

مارکس نے صرف یہ نظریہ ثابت کرنے کو اپنی زندگی کا اولین مقصد قرار دیا کہ سرمایہ داری کا زوال ناگزیر ہے اور پرولتاری انقلاب کی فتح ہو کر رہے گی۔ بلکہ پرولتاریہ (جو آخر کار سرمایہ داری کا خاتمہ کر دے گی) کا دست و بازو بننا بھی اپنا فرض سمجھا تا کہ آئندہ دھاوا بولنے کے لئے اس کی طاقتوں کو منظم کیا جائے۔ جن دنوں وہ ''سرمایہ'' کی جلد اول کی تکمیل کر رہا تھا وہ اپنی بے مثال ہمت سے محنت کش عوام کو منظم کرنے ہر تیب دینے اور سکھانے کی دھن میں بھی لگا رہا۔ پہلی انٹر نیشنل میں اس کے کام کی بجا طور پر تعریف کرتے ہوئے اینگلز نے اسے اس کی تمام سیاسی سرگرمیوں کی معراج قرار دیا۔ سرمایہ داری کی ترقی جو پرولتاریہ اور محنت کش عوام کے استحصال کی بدترین صورت تھی، دنیا کا 1857 بحران اور بعد میں بورژوا جمہوری نئی لہر اور قومی آزادی کی تحریکیں، خاص طور پر پولینڈ کی 1863 کی بغاوت ــــــ ان تمام واقعات نے پرولتاریہ کی سیاسی بیداری میں اضافہ کیا اور اسے متحدہ کاروائی پر ابھارا۔ پہلی ''انٹر نیشنل ورکنگ مینز انیسوی ایشن'' 28 ستمبر 1864 کو سینٹ مارٹن ہال لندن میں ہونے والے ایک اجلاس میں قائم کی گئی۔ اس انجمن کی کامیابی کا باعث نہ صرف وہ تاریخی واقعات تھے جن میں کہ یہ ابھری بلکہ اس حقیقت کی بنا پر بھی کہ اس تنظیم کا بانی اور منتظم کارل مارکس تھا۔ وہ جو انٹر نیشنل کی شاندار تاریخ میں اس کا رہنما اور روح رواں رہا۔

انٹر نیشنل کے تمام مسودات ''انٹر نیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن افتتاحی تقریر'' 1864 اور ''انجمن کے عارضی قوانین'' 1864 کا مصنف مارکس خود تھا۔ ان مسودات کی تیاری میں مارکس نے اپنے اصول چھوڑے بغیر یہ کوشش کی کہ اس کے

خیالات مختلف ملکوں میں بسنے والے اور ترقی کی گونا گوں سطحوں پر رہنے والے محنت کش عوام کے لئے قابل قبول ہوں۔

انٹر نیشنل میں مارکس کی حکمت عملی یہ تھی کہ مزدوروں کے سامنے عوام کے عملی تجربہ کی روشنی میں اصلاح پسندی کے علاوہ فرقہ بندی اور عقیدہ پرستی کے دیوالیہ پن کی وضاحت ٹھوس دلائل سے کرے اور واقعی سائنسی اور حقیقی معنوں میں انقلابی نظریے اور پرولتاریہ کے داؤں پیچ کے لئے ان کے دل جیتنے میں کامیاب ہو جائے۔

فرانس میں پرودھوں کے پیروکار، برطانیہ میں اوون موقع پرست لیڈر، اٹلی میں مازینی اور جرمنی میں لاسال کو ماننے والے، وہ مخالفین تھے جن کے خلاف مارکس کو انٹرنیشنل میز ایسوی ایشن کے شروع کے دنوں سے جدوجہد کرنا پڑی۔ انٹر نیشنل کی سرگرمیوں کے ابتدائی دنوں میں مارکس نے اپنی بیشتر توجہ پرولتاریہ کو منظم کرنے اور انہیں انقلابی نظریہ سکھانے پر مرکوز کر دی۔ اس لئے جب 1860 میں جنرل کونسل کی ایک میٹنگ میں اوون کے پیروکار ویسٹن نے دلیل دی کہ ٹریڈ یونین اور ہڑتالوں نے محنت کشوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا، تو مارکس نے اس بیہودہ اور نقصان دہ مفروضے کے خلاف بات کی۔ اور اس کے برعکس اوون پرودھوں اور لاسال کے نمائندوں کو بتایا کہ محنت کش طبقہ کی سرمایہ داری کے خلاف روزانہ اقتصادی جدوجہد کی بہرحال ضرورت ہے۔ اس نے برطانوی ٹریڈ یونین کے موقعہ پرست لیڈروں کے خلاف بھی دلیری سے جنگ کی جو محنت کش طبقہ کی جدوجہد کو فقط معاشی مطالبات تک محدود کر کے پرولتاریہ کے بنیادی مفادات کو نظر انداز کر رہے تھے ___ جیسے یہ ضرورت کہ پیداوار کے ذرائع کی نجی ملکیت منسوخ کی جائے۔ جو

تقریر اس نے کونسل میں کی تھی اس میں اپنی مستقبل کی تصنیف ''سرمایہ'' کے مشہور اصولوں کی ترجمانی کی۔اس کی موت کے بعد 1997 میں یہ تقریر اس کی بیٹی ایلیا نور نے ''اجرت' قیمت اور منافع'' کے نام سے شائع کی۔

انٹرنیشنل کے ابتدائی دنوں میں پرودھوں کے پیروکار مارکسزم کے بڑے مخالفین میں سے تھے۔ان کے خلاف جدوجہد انٹرنیشنل کی لندن کانفرنس 1865 اور جنیوا کانفرنس 1866 ہی میں شروع ہوگئی تھی۔مارکس ''سرمایہ'' کی تیاری میں معروف ہونے کی بنا پر جنیوا کانفرنس میں شرکت نہ کرسکا، مگر اس نے جنرل کونسل کے نمائندوں کو ان فوری مطالبات سے مختصراً آگاہ کردیا جو انہوں نے پیش کرنے تھے۔سرمایہ دار ہڑتالوں اور تالہ بندی کے دوران غیر ملکی مزدور درآمد نہ کریں۔آٹھ گھنٹے کا دن مقرر کیا جائے۔بچوں اور چھوٹی عمر کے لوگوں کے لئے کام کا دن چھوٹا کیا جائے اور ان کی ذہنی اور جسمانی تعلیم اور فنی تعلیم کے لئے سہولتیں فراہم کی جائیں۔ اس اجمال میں ٹریڈ یونین کو بہت اہمیت دی گئی جو نہ صرف کہ مزدوروں کی بنیادی ضروریات کی جدوجہد کا وسیلہ تھیں بلکہ سوشلزم کے حصول کے لئے انہیں تعلیم دینے اور منظم کرنے کا ہتھیار بھی۔اس نے اقتصادیات اور سیاسی جدوجہد کے میدانوں میں محنت کشوں کی روزانہ جدوجہد اور ان کی تحریک کے فیصلہ کن مقاصد کے درمیان تعلق بتاتے ہوئے کہا کہ اگرچہ اول الذکر بھی اہم ہے مگر جب تک پرولتاریہ حکومت حاصل نہیں کرلیتی۔ انجمن امداد باہمی معاشرتی نظام کی بنیاد کو بدل نہیں سکتی۔ جنیوا کانگرس کے مندوبین نے ایک گرما گرم بحث کے بعد جدوجہد کے اس عملی پروگرام کے حق میں ووٹ دیا جس کا خاکہ مارکس نے تیار کیا تھا۔

برسلز کانگرس 1868 اور بیسلی کانگرس 1869 میں پیداواری وسائل کی

اجتماعی ملکیت اور زمین کی اشتراکت کے مسائل کو اولیت دی گئی ۔ یہ مراحل انٹرنیشنل کے نظریاتی پروگرام کی تکمیل کے لئے اہم تھے۔ اس پروگرام نے اب واضح اور صریح سوشلسٹ کردار اختیار کر لیا تھا۔ اس سے نیم بورژوازی کی جائیداد کا دفاع کرنے والے پرودھوں کے پیروکاروں پر سوشلسٹوں کی نظریاتی فتح کا پتہ چلتا تھا۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ برسلز کانگرس نے مارکس کے ہاتھوں ہونے والی پیش قیمت خدمات پر نظر ڈالتے ہوئے ''سرمایہ'' پر ایک غیر معمولی قرارداد پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ مارکس پہلا ماہر اقتصادیات ہے جس نے سرمایہ داری کا سائنسی تجزیہ کیا اور انہوں نے تمام قوموں پر زور دیا کہ وہ اس تصنیف کا مطالعہ کریں۔ فرانس اور بلجیم میں پرودھوں کے پیرو دہان اور جرمنی میں لاسال کے پیروکار مارکسزم کے بڑے مخالفین میں سے تھے۔ جب انٹرنیشنل کی بنیاد رکھی گئی لاسال کا انتقال ہو چکا تھا مگر اس کے پیروکار اس کے غلط نظریات اور ضرر رساں داؤں پیچ پر مصر تھے۔ مارکس اور اینگلز نے چند مضامین اور خطوط میں جرمن محنت کشوں کو پروشیا میں لاسال کے پیروکاروں کی رجعت پسندانہ اور مبہم پالیسی کے خطرے اور زیاں کاری کے بارے میں مطلع کیا۔ جب جنرل جرمن ورکرز ایسوسی ایشن اور ان کے اخبار ڈر سوشل ڈیموکریٹ نے لیسلیوں کے داؤں پیچ جاری رکھے اور بسمارک کے سپاہیوں اور ہتھیاروں سے جرمنی کو اوپر سے متحد کرنے کی پالیسی کی معاونت کی۔ مارکس اور اینگلز نے عوامی سطح پر اعلان کر دیا کہ وہ اس اخبار کے لئے کام نہیں کریں گے اور انہوں نے لیسلیوں کے ''پروشیا کے شاہی حکومتی سوشلزم'' کو شدت سے رد کر دیا۔ اپنے مددگار ویلہلم لبنخت کے ذریعے مارکس اور اینگلز نے کوشش کی کہ وہ جرمنی میں مزدور طبقہ کی ایک پارٹی قائم کریں جو لیسلیوں سے ممیز ہو۔ ایجوکیشنل ورکرز یونینز کی

کانگرس 1868 نیورمبرگ میں لبخنت اور ببیل کی رہنمائی میں منعقد کیا۔اس طرح انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایلیوسی ایشن نے جرمنی کے محنت کش عوام میں بھی اپنی راہ ہموار کرلی۔1869 میں ایزنیش میں سوشل ڈیموکرٹیک ورکرز پارٹی آف جرمنی کی بنیاد رکھی گئی۔جس میں ببیل اور بخت کی رہنمائی میں چلنے والی مزدور تنظیموں کے علاوہ اور مزدور تنظیموں کا اضافہ ہوا۔یہ لیسلیوں کی جنرل جرمن ورکرز ایلیوسی ایشن سے ٹوٹ کر آملے تھے۔اس وقت جب مارکسزم نے انٹرنیشنل میں پرودھوں پر نظریاتی فتح پالی تھی اور لیسلیوں کے خلاف جنگ جیت لی تھی ایک نیا شخص نمودار ہوا۔ایم بکونین اپنی لاقانونی تنظیم پر انحصار کرتا تھااور سوشلسٹ ڈیموکریسی سے تعلق رکھتا تھا۔اور انٹرنیشنل کی قیادت حاصل کرنا چاہتا تھا۔اگر چہ انٹرنیشنل میں شامل ہوئے وقت باکونین نے اپنی لاتعلقی کا اعلان کیا تھا مگر حقیقتاً اس نے انٹرنیشنل میں اپنا خفیہ دھڑا قائم کررکھا تھا۔بیسلی کانگرس کے بعد باکونینیوں نے خفیہ طور پر انٹرنیشنل کی جڑیں کاٹنے کی سرگرمیوں کے علاوہ مزید یہ کیا کہ جنرل کونسل اور اس کے لیڈر مارکس کے خلاف کھلی جنگ کا آغاز کردیا۔انہوں نے پروشیا کے شاہی سوشلسٹوں یونی لیسلیوں اور برطانیہ کے ٹریڈ یونین اعتدال پسند لیڈروں (جن کے ساتھ اب مارکس کے شدید اختلافات تھے)دونوں کو اپنے باغیانہ اور بدنظمی کے جھنڈے تلے قطار بند کرنے کی کوشش کی۔مارکس نے اس سے پہلے بھی برطانیہ میں اس سرداری طرز کے مزدور رہنماؤں کی قدامت پرستی اور بورژوا آزاد خیالوں کی تقلید میں ان کا دم چھلہ بننے کی پرانی روش پر تنقید کی تھی۔مارکس اور ان لیڈروں کی آزاد خیال مزدور پالیسی کے اختلافات خاص طور پر ساٹھ کی دہائی کے دوسرے نصف میں کھل کر ظاہر ہوئے جب برطانیہ کی سیاسی زندگی میں آئرلینڈ کا سوال پیش آیا۔مارکس کی

ترغیب پر انٹرنیشنل کی جنرل کونسل نے برطانوی حکومت کے خلاف آئرش عوام کی قومی آزادی کی جدوجہد میں ان کی مدد کی۔ مارکس کو تو آئرش قومی آزادی کی تحریک میں ایک ایسی قوت نظر آتی تھی جو نہ صرف انگریز زمینداری کے خلاف لڑ رہی تھی بلکہ انگریز بورژوازی سے بھی برسرپیکار تھی۔ آئرلینڈ کے دباؤ نے بورژوازی کو اس قابل بنا دیا کہ وہ اپنے ''زرخرید غلاموں'' کو دو متحارب گروہوں میں تقسیم کر دیں تاکہ انگریز اور آئرش محنت کشوں میں دشمنی پیدا ہو جائے۔ مارکس نے اس کے متعلق کہا کہ یہ تنازعہ انگریز محنت کش طبقے کی کمزوری کا راز تھا اور انگریز بورژوازی کی طاقت کا راز تھا۔ اس نے انگریز محنت کشوں کو وضاحت سے بتایا کہ آئرلینڈ کی آزادی تمہاری اپنی آزادی کے لئے بھی نہایت ضروری ہے۔ مارکس نے لکھا کہ ''ایک قوم جو دوسری قوم کو غلام بناتی ہے، وہ گویا اپنے لئے بھی زنجیریں ڈھالتی ہے۔'' آئرلینڈ کے عوام کی جدوجہد شروع ہو گئی۔ اس کے تجربے نے مارکس کو اکسایا کہ وہ قومی اور نوآبادیاتی مسائل کے بنیادی اصولوں کو فروغ دے جب اس نے یورپ، ہندوستان اور چین میں قومی آزادی کی تحریکیں پر اولین مضامین میں پیش کئے۔ پرولتاریہ کے قومی نوآبادیاتی مسئلہ کی بنیادی پالیسی پر کاوش کرتے ہو مارکس نے محنت کش طبقے کو بتایا کہ وہ اس سوال کو انقلاب کی ضرورتوں کے نقطۂ نظر سے دیکھے۔ اس نے پرودھوں کے پیروؤں پر سخت نکتہ چینی کی جنہوں نے قومی سوال کو نظر انداز کر دیا تھا اور جنہوں نے اعلان کیا کہ قوم محض ''تعصب کی باقیات'' کا نام ہے۔ دوسری طرف اس نے بورژوا قوم پرستی کا مقابلہ بھی بے رحمی سے کیا اور ادھر عوام الناس کو پرولتاری بین الاقوامی جذبے کے تحت تعلیم دی اور سکھایا۔ مارکس کا خیال تھا کہ قومی جبر اور نوآبادیاتی نظام کے خلاف پرولتاریہ انتہائی مضبوط محاذ ہوتی ہے۔ باکونینیوں کے

خلاف جدوجہد میں فرسٹ انٹرنیشنل کے روسی فریق نے مارکس کی پرزور معاونت کی۔ یہ انجمن 1870 کے آغاز میں جینوا میں سیاسی تارکین وطن کے ایک گروہ نے بنائی تھی وہ سب ان خیالات کی مجلس شرکت کرتے جو چرنی شیسکی اور دوبرلائی بوو ان میں پھیلاتے تھے۔ روسی فریق نے مارکس سے التجا کی کہ وہ جنرل کونسل میں ان کے جانشین کے طور پر کام کرے۔ مارکس اگرچہ پہلے بھی جرمنی کے لئے خط وکتابت سیکرٹری کے فرائض انجام دے رہا تھا اس نے اپنے جواب میں کہا کہ وہ اس عزت افزائی کو بخوشی قبول کرتا ہے۔ یہ محض اتفاق نہیں تھا کہ روسی فریق مارکس کا ہمنوا ہو گیا تھا۔ روس کے نوجوان انقلابیوں میں اس کا نام پہلے بھی جانا پہچانا تھا۔ ''سرمایہ'' کے غیر ملکی ترجمے کی تجویز سب سے پہلے روس ہی سے آئی۔ مارکس نے جب اس کے بارے میں کجلمین کو لکھا تو یہ بھی بتایا کہ اس کی دوسری تصانیف ''فلسفے کا افلاس'' اور ''سیاسی اقتصادیات کی تنقید میں حصہ'' کسی دوسرے ملک سے زیادہ روس میں مشہور رہو ئیں۔ مارکس نے اپنی طرف سے روس، اس کی معاشیات، کلچر، ادبیات اور عوام کی حالت زار اور زمینداروں کے خلاف جدوجہد میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ 1869 میں اس نے روسی سیکھنا شروع کی اور جلد ہی 'پشکن' 'گوگول' 'سالٹی کو و سکیڈرین' 'فلیروسکی' 'ہیرزن' 'ڈوبرولائی بو' 'چرنی شیسکی اور دوسرے روسی مصنفین کی اصل کتابیں پڑھنے کے قابل ہو گیا۔ ''سرمایہ' جلد اول کے دوسرے ایڈیشن کے ضمیمے میں مارکس نے چرنی شسکی کے 'عظیم روسی عالم اور نقاد' ہونے کا اقرار کیا ہے جس نے مل 1861 کے قول کے مطابق اپنی کتاب ''سیاسی معاشیات کے اشارات'' میں سیاسی معاشیات کا دیوالیہ پن ماہرانہ طریقے سے ثابت کیا ہے۔

جنیوا 1870 میں روسی گروہ کی کمیٹی کے ممبران کے نام ایک خط میں مارکس

نے فلیروفسکی کی ’’ روس میں محنت کش طبقہ کے حالات‘‘ 1869 کی بہت تعریف کی ۔ مارکس نے لکھا کہ ’’فلیروفسکی جیسی یا تمہارے استاد چرنی شیوسکی جیسی تصانیف روس کی حقیقی آبرو ہیں اور ان سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا ملک بھی اس صدی کی عام تحریک میں حصہ لینے کا آغاز کر رہا ہے۔‘‘ مارکس نے ’’سرمایہ‘‘ کے مترجم، روسی انقلابی، کسان جمہوریہ کے حامی، جنتی لاپاٹن (جسے مارکس کے کہنے پر انٹرنیشنل کی جنرل کونسل میں لے لیا گیا تھا) سے دوستانہ تعلقات قائم کر لئے ۔ 1870 میں جب لاپاٹن نے چرنی شیوسکی کو ملک سے باہر بھیجنے کے لئے جرات مندانہ کوشش کی تو اس نے ’’سرمایہ‘‘ کا ترجمہ مکمل کرنے کا کام ڈینیل سن کے حوالے کر دیا جو سینٹ پیٹرز برگ میں کسان جمہوریہ کا حامی Narodnik تھا اور جس کے ساتھ مارکس کا خوشگوار نامہ و پیام جاری رہا۔ مارکس نے چند دوسرے روسی سیاسی افراد سے بھی خط وکتابت کی ۔ اس طرح مارکس اور بہت سے مما لک کے ترقی پسند لوگوں کے درمیان میل جول پختہ تر ہو گیا ۔ اور اس کی رہنمائی میں ’’انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن‘‘ کا اثر بڑھ گیا ۔

انٹرنیشنل کے آغاز ہی مزدوروں کی توجہ غیر ملکی پالیسی کے مسائل، جنگ اور امن اور فوجی غلبے کے خلاف تگ و دو کی طرف دلائی ۔ اس نے محنت کش طبقے پر زور دیا کہ وہ دنیا کے امور پر دلیری سے بات کریں کیونکہ وہ آزادانہ رائے رکھنے کے اہل ہیں ۔ وہ امن کے پجاری ہیں جبکہ ان کے نام نہاد آقا جنگ کے لئے شور مچاتے ہیں ۔ صلح پسندوں کے برعکس جنرل کونسل نے مارکس کی صدارت میں غارت گری اور آزادی کی جنگوں میں خط امتیاز کھینچا ۔ اسی طرح امریکی صدر ابراہم لنکن 1864 اور اینڈریو جانسن 1865 کو خطاب کرتے ہوئے اس نے غلامی کی تنسیخ کے لئے

شمال کی جنوب کے خلاف جنگ کو ترقی پسندانہ کردار کی حامل قرار دیا۔ 1870 میں جب فرانس اور پروشیا میں جنگ چھڑ گئی، مارکس نے جنرل کونسل کی طرف سے اپیل میں (جو اس نے تیار کی تھی) اس جنگ کے اثرات کا جائزہ لیا۔ اور پرولتاریہ کے لئے طرزِ عمل کا ایک مختصر خاکہ تیار کیا تاکہ وہ اس پر عمل پیرا ہو۔ مارکس نے لوئی بونا پارٹ کا جرمنی کے خلاف جنگ کا کردار پرکھا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ جنگ محض غارت گری اور شاہی جنگ ہے اور پیش گوئی کی کہ اس کی قیمت چکانے کے لئے وہ اپنا تخت و تاج بھی کھو بیٹھے گا۔ جرمنی کی شروع کردہ جنگ کی خصوصیات پر تبصرہ کرتے ہوئے اس نے جرمنی کی حقیقی فوائد اور پروشیا کی رجعتی اور غارت گرانہ جنگ مقاصد میں فرق کو اچھی طرح واضح کیا۔ یہ دیکھ کر اسے اطمینان ہوا کہ فرانس اور جرمنی دونوں میں ترقی پسند محنت کشوں نے صحیح بین الاقوامی طرزِ عمل اپنایا تھا۔ مارکس نے لکھا تھا ''یہ عظیم حقیقت جس کی نظر ماضی کی تاریخ میں نہیں ملتی ہمارے سامنے روشن تر مستقبل کا حسین منظر پیش کرتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ پرانے معاشرے کی معاشی بدنصیبیوں اور سیاسی سراسیمگیوں کے مقابلے میں ایک نیا معاشرہ پھوٹ رہا ہے جس کا بین الاقوامی اصول امن ہوگا کیونکہ اس کا قومی فرمانروا ہر جگہ وہی ایک، یعنی محنت کش ہوگا۔''

اس طرح مارکس نے پرولتاریہ کے ایک نہایت اہم اور تہذیبی کام کو مناسب ضابطے کی صورت دے دی ___ یہ کام تھا نوعِ انسان کو تباہ کن جنگوں سے نجات دلانا اور دنیا میں دیرپا امن قائم کرنا۔ سیڈان میں فرانسیسی فوج کی پسپائی اور فرانس میں جمہوریت کا اعلان ہونے کے بعد دوسری اپیل میں مارکس نے محسوس کیا کہ جنرل کونسل کی رائے کس قدر صحیح تھی جب اس نے اپنی پہلی اپیل میں یہ پیشگوئی کی تھی

کہ شہنشاہی ثانی کا زوال قریب الوقوع تھا۔اب جب کہ جنگ میں جرمنی کا کردار غارت گرانہ ہوگیا، مارکس نے جرمن محنت کشوں کے لئے یہ نعرہ تشکیل دیا: فرانس کے لئے باعزت امن کا حصول اور فرانسیسی جمہوریہ کو تسلیم کرنا۔ فرانسیسی محنت کشوں کی فریضوں کی وضاحت کرتے ہوئے مارکس نے کہا کہ جمہوری آزادی میں انہیں جو وسائل بھی حاصل ہوتے ہیں، انہیں استعمال کرتے ہوئے وہ اپنے طبقے کی تنظیم کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنائیں۔فرانس میں طبقاتی جنگ کی تیزی دیکھتے ہوئے اس نے پیشگوئی کی کہ فرانسیسی پرولتاریہ خبر دار رہے اور وہ بے وقت کی بے ترتیب جنگ میں نہ الجھے۔

لیکن جب محنت کشوں کے 18 مارچ 1871 کے انقلاب کی خبریں لندن میں پہنچیں، مارکس نے پیرس کے باغی مزدوروں کی مدد کے لئے فوری کام شروع کر دیا۔اس نے دنیا کے تمام حصوں میں، جہاں کہیں بھی انٹرنیشنل کے گروہ موجود تھے، سینکڑوں خطوط ارسال کئے۔اور انٹرنیشنل پرولتاریہ پر 18 مارچ کے انقلاب کے حقیقی معنی واضح کرتے ہوئے اسے تاکید کی کہ پیرس کمیون کے دفاع میں لڑائی کا آغاز کردیں۔اس کام میں اینگلز نے مارکس کی بہت مدد کی جو 1870 کے خزاں میں آخرکار مانچسٹر سے اپنے دفتری فرائض ترک کرکے لندن میں آبسا تھا تاکہ وہ اپنے آپ کو جنرل کونسل کے کاموں کے لئے وقف کرسکے۔خطوط اور بااعتماد قاصدوں کے ذریعے زبانی ہدایات بھیج کر مارکس اور اینگلز نے اپنی تجاویز سے فرانس کمیون کے ممبروں کی مدد کی اور انہیں غلطیوں سے بچائے رکھنے کی کوشش کی۔ بہرحال ان کی ہدایات پیرس میں ہمیشہ وقت پر نہیں پہنچتی تھیں کیونکہ وہ ناکہ بندی کے آہنی حلقے میں گھرا ہوا تھا۔ایک دوسری رکاوٹ یہ تھی کہ پرودھوں اور بلانکی کے

پیروکار جو کمیون کی قیادت کر رہے تھے، بڑی دیر بعد اور بدیر فیصلے تک پہنچتے جوان کے فرقہ وارانہ عقائد کے برعکس تھا۔ جب پیرس کمیون کی جدوجہد چل رہی تھی، مارکس اس طرف مائل ہوا کہ وہ اس کی تاریخی اہمیت کا اندازہ کرے، اس کی کوتاہیاں نمایاں کرے اور ان سے نتائج اخذ کرتے۔ یہ انقلابی نظریئے اور پرولتاریہ کے داؤں پیچ کے لئے نہایت اہم تھے۔ 12 اپریل 1971 میں کجل مین کو ایک خط لکھتے ہوئے اس نے پیرس کمیون کے بنیادی کردار پر روشنی ڈالی ''اگر تم میری کتاب ''نپولین بوناپارٹ کی اٹھارہویں برومیئر'' کے آخری باب پر نظر ڈالو تو تم دیکھو گے کہ میں نے یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ فرانسیسی انقلاب کی دوسری کوشش محض ایسی نہیں ہوگی۔ اب ضابطہ پرست فوجی حکومتی مشینری کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں نہیں تھمایا جائے گا، بلکہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا اور اس بر اعظم پر کسی بھی حقیقی عوامی انقلاب کے لئے یہ اولین شرط ہے اور یہی وہ کام ہے جس کے لئے پیرس میں ہمارے بہادر کامریڈ کوشش کر رہے ہیں''۔

کجلمین کو لکھتے ہوئے اس خط میں مارکس اپنے نتائج کا نچوڑ یہ نکالتا ہے کہ پورے براعظم میں پرانی حکومتی مشینری کو ختم کر دینا بہت ضروری ہے۔ البتہ انگلینڈ کو اس سے مستثنیٰ قرار دے دینا چاہئے کیونکہ یہاں کے محنت کش ملک بھر کی آبادی میں اکثریت کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ فوجیوں کی گرفت سے آزاد ہیں اور یہاں ضابطہ پرستی کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے انگریز محنت کش طبقہ پر امن ذرائع سے سیاسی غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے لیکن پھر بھی جیسے کہ اینگلز نے کہا اور پھر بھی مارکس اس خدشے کا اضافہ کرنا نہ بھولا کہ مجھے کم امید ہے کہ انگریز حکمران طبقہ یہ قبول کرے گا..... کہ یہ پر امن اور قانونی انقلاب ہو جائے''۔

مارکس نے اس خط میں کمیون والوں کی دو فاش غلطیوں کی نشان دہی بھی کی۔

1۔انہیں ورسلز کے محاذ پر فوری پیش قدمی کرنی چاہیئے تھی جب دشمن ابھی دہشت زدہ تھا اور اپنی قوتیں جمع کرنے سے معذور تھا۔ یہ موقع ضائع کر دیا گیا۔

2۔سنٹرل کمیٹی نے کمیون کے لئے اپنا منصب بہت پہلے چھوڑ دیا۔

17 اپریل 1871 کو ایک دوسرے خط میں کجلمین کو لکھتے ہوئے مارکس نے پیرس کمیون کے اس ظہور کی قدر افزائی کرتے ہوئے اسے پرولتاریوں کا عالمی تاریخی حاصل قرار دیا۔

مارکس نے اپنی تصنیف ''فرانس میں خانہ جنگی'' 1871 میں کمیون کے تجربات کی تفہیم نہایت ذکاوت سے کی اور عمومی نتیجے نکالے۔ جیسا کہ اس کا خیال تھا کمیون والوں نے جو بڑی خدمت کی، یہ تھی کہ تاریخ میں پہلی بار انہوں نے پرولتاری حکومت قائم کرنے کی کوشش کی جبکہ پچھلے تمام انقلابات محض یہاں تک پہنچے کہ اقتدار ایک حکمران جماعت سے دوسری کو منتقل ہو گیا۔ استحصال کی ایک شکل دوسری میں بدل گئی۔ پرانی حکومتی مشینری میں کوئی توڑ پھوڑ نہ ہوئی۔ صرف لوٹنے والے ہاتھ بدل گئے۔ لیکن جیسا کہ مارکس نے واضح کیا محنت کش طبقہ قطعی طور پر بنی بنائی حکومتی مشینری پر قابض ہو کر اسے اپنے مقاصد کے لئے استعمال نہ کر سکا۔ مارکس اور اینگلز نے اس نتیجے کو ایسی نمایاں اہمیت دی کہ انہوں نے کمیونسٹ مینی فیسٹو 1872 کے دیباچے میں اس کو پرولتاریہ کے پروگرام کے مسودے کا لازمی حصہ قرار دیا۔

''لوئی بوناپارٹ کا اٹھارواں برومیئر'' میں مارکس نے جو ناگزیر نظریاتی مسئلہ پیش کیا تھا، جس کا تعلق حکومت کی پرانی مشینری توڑنے کی ضرورت محسوس کی تھی،

کمیون نے نہ صرف اس مسئلہ کو عملی طور پر پیش کر دکھایا، بلکہ پرانے طریق کار کو ایک نئے طرز کی تنظیم سے بدلنا شروع کر دیا۔ کمیون کے تجربات سے متاثر ہو کر مارکس نے پرولتاریہ کہ آمریت کی تعلیم کو نشوونما دینے میں ایک نیا اور استثنائی قدم اٹھایا۔ وہ اس نتیجے پر پہنچا ہ پیرس کمیون قسم کا طرز حکومت آخر کار وہ سیاسی طرز دریافت ہو گیا ہے جس کے تحت محنت کی اقتصادی نجات کے لئے مطلوبہ نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ "

کمیون کے سماجی اقتصادی اقدام کا تجزیہ کرتے ہوئے مارکس نے زور دیا کہ باوجود اپنی بزدلانہ احتیاط کے ان کا بنیادی رجحان بے دخل کرنے والوں کو بے دخل کرنے کی طرف تھا۔

مارکس نے کمیون کے لئے نہایت اہم مسئلے یعنی کسانوں سے اس کے گٹھ جوڑ پر بھرپور توجہ دی۔ اس نے ان اقدام کی جانچ پڑتال کی جو کمینین کو فرانسیسی کسانوں کے فائدے کی خاطر اٹھانے چاہئیں تھے۔ اور ابھی تک نہیں اٹھائے گئے تھے۔ مارکس نے ثابت کیا کہ کمیون نہ صرف کسانوں بلکہ شہری کم مایہ بورژوازی کا بھی قدرتی محافظ تھا اور فرانسیسی قوم کے اصل فوائد کا سچا حامل تھا۔ اپنے اس مقالے کے لب لباب میں مارکس نے پیرس کمیون کو ستائش کے طور پر آئندہ معاشرے کا نقیب قرار دیا اور اس کو مٹانے والوں پر لعنت بھیجی۔

"فرانس میں خانہ جنگی" نے ایک بار پھر مارکسزم کے تخلیقی کردار، نشوونما کے لئے اس کی لگن، اور عوام الناس کے تجربے سے بہتری کی صورتیں نکالنے کا رجحان اوران کے تاریخی رول کو واضح طور پر آشکار کر دیا۔

جنرل کونسل کے ہاتھوں ایک اپیل کی صورت میں چھپنے والے یہ مسودہ " انٹر

نیشنل'' کا ایک اہم سیاسی اوزار بن گیا جو دنیا بھر کے پرولتاریوں کو کمیون کے قیمتی تجربات سے مسلح کرتا تھا۔ یہ مارکسزم کی سوشلزم کی جملہ سابقہ اقسام پر فتح تھی۔ لینن کا کہنا ہے کہ 71-1848 کا دور ہلچل اور انقلابات کا دور تھا جس میں مارکسزم سے پہلے کا سوشلزم ختم ہو رہا تھا۔

کمیون کی شکست کے بعد ''انٹر نیشنل'' پر ایک مشکل زمانہ آیا۔ مختلف ملکوں کی رجعتی حکومتوں نے اپنے ہاں کے گروہوں پر اذیتیں سخت کر دیں۔ اور اس کے رہنما ــــ مارکس کے خلاف گھناؤنی مہم کا آغاز کر دیا۔ ''انٹر نیشنل'' کی اپنی صفوں میں بھی لڑائی تیز تر ہوگئی۔ 20 جون 1871 کو جنرل کونسل کی ایک میٹنگ میں برٹش ٹریڈ یونین کے دو موقع پرست لیڈروں، اوڈ گر اور لکرافٹ نے اعلان کیا کہ ہم انٹر نیشنل کے منشور ــــ فرانس میں خانہ جنگی' سے اپنے دستخط واپس لیتے ہیں۔ یہ اعلانیہ بے وفائی تھی۔ اس کے برعکس مارکس نے پریس میں کھلے بندوں اعلان کیا کہ ''منشور'' کا مصنف میں ہوں اور اس میں تحریر شدہ مواد کی پوری ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔ ان دنوں مارکسزم کے سب سے بڑے خطرناک دشمن باکونسٹ تھے جو کم مایہ بورژوازی کے نظریہ ساز تھے وہ پرولتاریہ کی آمریت اور پرولتاری پارٹی کی سیاسی جدوجہد کی ضرورت سے انکار کرتے تھے۔ اس زمانے میں نراجی نظریہ پرولتاریہ کے انٹر نیشنل کے نتائج کو سمجھنے میں سب سے بڑی رکاوٹ تھا۔ لندن کانفرنس 1871 کو مارکس اور اینگلز نے کمیون کے تجربے کا حوالہ دیتے ہوئے واضح کیا کہ سیاسی تگ و دو چھوڑ دینا مہلک ہوگا اور ''محنت کشوں کی انقلابی پارٹی'' قائم کرنے پر زور دیا جس کی عدم موجودگی بھی کمیون والوں کی شکست کی وجوہات میں سے ایک تھی۔ کانفرنس نے مارکس اور اینگلز کی طرف سے پیش کی جانے والی ایک

قرارداد بھی پاس کی جس میں محنت کش طبقہ کو سیاسی عمل پر ابھارا گیا۔اس میں زور دیا گیا تھا کہ کہ انقلابی پارٹی کا قیام انقلاب کے لئے بہت ضروری ہے۔یہ پرولتاریہ کو سوشلزم تک لے جانے میں کلیدی کردار ادا کرے گی اور ایک انقلابی پارٹی کے ذریعے ہی سے پرولتاریہ اور اس کے اتحادی طبقات اپنے آپ کو حکمران طبقوں کے خلاف ایک اجتماعی قوت میں ڈھال سکتے ہیں ۔ باکونی نسٹوں کی کوششوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جو انٹرنیشنل میں ڈسپلن خراب کر رہے تھے اور جنرل کونسل کو انہوں نے محض اطلاعات اور خط و کتابت کا ادارہ بنا دیا تھا، کانفرنس نے چند قراردادیں پاس کر کے جنرل کونسل کے موثر کردار کو بحال کیا اور انٹرنیشنل کے بطور نظریاتی مرکز اور جدوجہد کے علمبردار کردار کو ٹھوس انداز میں پیش کیا۔

باکونسٹوں نے جو دشنام طرازی کی مہم جنرل کونسل کے خلاف چلا رکھی تھی اس کا جواب دینے کیلئے لندن کانفرنس کے بعد ایک گشتی مراسلہ چھاپا گیا۔جس کا عنوان تھا ''انٹرنیشنل میں تصوراتی پھوٹ'' جس میں مارکس اور اینگلز نے باکونسٹوں کی سازشوں،منافقتوں اور پرنفاق سرگرمیوں کا پردہ چاک کیا جو انٹرنیشنل کو اندر ہی سے بھک سے اڑا دینا چاہتے تھے۔انہوں نے بکونی نسٹوں کے ''نعرہ'' ''لاقانونیت Anarchy'' کے غدارانہ جوہر اور اس کے ضرررساں اور خطرناک کردار کو آشکار کیا کہ وہ اس وسیلے سے پرولتاریہ کو نہتا کرنا چاہتے ہیں جب کہ اس کے مقابلہ میں بورژوازی ہتھیار بند اور کیل کانٹے سے لیس ہے۔

باکونسٹوں کے ساتھ جنگ 1872 میں ہیگ کانفرنس کے موقعہ پر اپنے نقطہ عروج پر پہنچ گئی۔اس کانگرس کے موقعہ پر مارکس نے باکونسٹوں کے غیر اصولی حلیفوں ___ موقعہ پرست برطانوی ٹریڈ یونین لیڈروں کو ملامت کی اور کہا کہ ان

لوگوں کو بورژوازی اور گورنمنٹ نے رشوت دے رکھی ہے۔ باکونسٹوں کی مخالفت کے باوجود ہیگ کانفرنس میں لندن کانفرنس کی قرارداد، مزدور طبقہ کے سیاسی عمل کی تجسیم کی گئی اور اس کو انٹرنیشنل کے قوانین میں دفعہ 7 الف کے تحت شامل کیا گیا۔ پارٹی کے کردار کا بیان جو اس پروگرام کی شکل میں تھا: ''اہل ثروت طبقات کی متحدہ قوت کے خلاف محنت کش طبقہ کے طور پر اسی وقت برسرِ پیکار ہو سکتا ہے جب یہ بھی ایک علیحدہ سیاسی پارٹی کی تنظیم کرے جو ان تمام پہلی پارٹیوں کی ساخت سے برتر ہو جو اہل ثروت لوگوں نے بنا رکھی ہیں۔ سوشلسٹ انقلاب کی لازمی کامیابی کے لئے اور اس کے قطعی مقاصد ___ طبقات کو ختم کرنے کے حصول کے لئے، محنت کش طبقے کو ایک سیاسی پارٹی کی شکل میں منظم کرنا ایک ضروری تدبیر ہے۔'' خصوصی کمیشن جو باکونسٹوں کی فتنہ گر سرگرمیوں کی تحقیق کے لئے مقرر کیا گیا تھا، کی رپورٹ سن کر کانگرس نے ایک بھرپور اکثریت سے ''حلیفوں'' کے لیڈروں باکونین اور گوئی لام کو انٹرنیشنل ورکنگ مین ایسوسی ایشن سے نکال باہر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ جیسا کہ مارکس اور اینگلز نے تجویز کیا یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ جنرل کونسل کے ہیڈ کوارٹر نیویارک میں منتقل کر دیے جائیں۔

9۔ مارکس کی زندگی کے آخری دس سال

1870 کی دہائی میں مارکس نے نظریاتی سرگرمیوں میں ''سرمایہ'' کی جلد دوم اور سوم پر کام کو اولیت دی۔ اس نے نیا مواد اکٹھا کیا اور اپنی تصنیف کے حصوں میں ردوبدل کیا جیسا کہ پہلے اس نے کیمیا، حیاتیات اور دوسری سائنسوں کی نشوونما سے کام لیا جو زمینی لگان میں سمت نمائی کرتی تھیں۔ صنعتی ترقی خاص طور پر بجلی کو لمبے فاصلوں تک لے جانے کے تجربات نے اس میں زبردست اشتیاق پیدا کیا۔ اس کا ریاضی کا مطالعہ جو پچاس کی دہائی میں شروع ہوا تھا اب مستقل حیثیت حاصل کر چکا تھا۔ اس کی موت کے بعد اینگلز نے اس کے ریاضیاتی مسودے شائع کرنے کا ارادہ کیا جو امتیازی گنتی کا ایک نیا اور حقیقی ثبوت رکھتا تھا۔ ان سالوں میں مارکس نے اپنا زیادہ وقت تاریخ... خاص طور پر آبادی میں زمینی ملکیت کی تاریخ کے مطالعہ کے لئے وقف کر دیا۔ وہ مورگن کی کتاب ''قدیم معاشرہ'' 1877 کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا، اس لئے کہ شمالی امریکہ کے ریڈ انڈین خاندانوں کے روابط میں مورگن نے ابتدائی معاشرے کے نمونوں کا راز پا لیا تھا۔ مارکس نے اس کتاب سے اقتباسات اخذ کئے اور انہیں اپنے اشارات کے ساتھ پیش کیا، جس سے اس کا مدعا مورگن کی تصنیف کے متعلق ایک مضمون لکھنا اور تاریخ کے مادی نقطہ نظر کے لحاظ سے اس کی اہمیت پر روشنی ڈالنا تھا۔ اس کی موت کے بعد اینگلز نے یہ مواد اپنی تصنیف ''خاندان، ذاتی ملکیت، اور ریاست کی ابتدا'' میں استعمال کیا جس کو لکھ کر اس نے محسوس کیا کہ وہ اپنے دوست کی وراثت کو آگے بڑھا رہا ہے، تاہم صرف ایک خاص حد تک۔

تاریخ میں مارکس کی انتہائی دلچسپی کا پتہ اس کی مبسوط کتاب ''ہندوستانی تاریخ

کی یادداشتیں'' مرتبہ 1879 سے ملتا ہے اور اس سے بھی زیادہ ضخیم تاریخ عالم کے وہ اقتباسات تھے جو اس نے 1881_82 میں تیار کئے۔ اس کے تاریخ وار قتباسات کسی لحاظ سے بھی مختلف زمانوں اور لوگوں کا بے کیف بیان نہیں ہے۔ وہ ان تاریخٰ واقعات کو پرکھتے ہوئے دیکھا ہے کہ کس طرح وہ محنت کش لوگوں اور استحصال ہونے والوں کے حقوق پر اثر انداز ہوتے تھے اور ساتھ ہی غضبناک ہوکر ان کے دشمنوں کی سرزنش بھی کرتا ہے۔

مارکس نے علم کے جس شعبے کی طرف بھی رجوع کیا اس نے ہمیشہ اسے اس نہایت ترقی یافتہ طبقہ کے نقطہ نظر سے دیکھا، جس کے مقاصد تاریخی ترقی کی معروضی صورت حال سے مطابقت رکھتے تھے۔ مارکس کی نظر میں سائنس کے تاریخی طور پر ابھری ہوئی ایک انقلابی قوت ہے۔''

یہ وہ تاثرات ہیں جو پال لافارگ'لارا مارکس کے خاوند نے اپنے سسر کے عبقری علم اور اس کی سائنسی دلچسپیوں کی حیران کن حد تک وسعت کے متعلق لکھا، '' مارکس کا دماغ تاریخ، قدرتی سائنس اور فلسفیانہ نظریات کے حقائق کے ناقابل یقین ذخیرے سے پُر تھا۔ وہ علم اور سالوں کے دانشورانہ کام کے جمع شدہ مشاہدات کے استعمال میں بلا کا ماہر تھا۔ اس کا دماغ بندرگاہ میں کھڑا تیار جنگی جہاز تھا جو خیالات کی کسی بھی سمت میں سفر پر جانے کو تیار تھا۔''

''اس میں شک نہیں کہ ''سرمایہ'' ہمارے سامنے ایک حیران کن حد تک طاقتور دماغ اور اعلیٰ علم کے دروازے کھولتی ہے لیکن میرے لئے، جیسا کہ ان تمام کے لئے جو مارکس کو قریب سے جانتے ہیں نہ ''سرمایہ'' میں وہ بات ہے، نہ اس کی تصانیف میں سے کسی دوسری میں جس میں اس کی ذہانت کی وہ تمام تر عظمت اور علمی وسعت

نظر آتی ہو جو حقیقتاً اس میں تھی۔ وہ اپنی تصانیف سے بلند تر تھا۔'' اس کی زندگی کا چراغ بجھنے تک مارکس کا نظریاتی کام انقلابی سرگرمی سے مضبوطی سے جڑا رہا۔ قطع نظر دوسری باتوں کے مارکس ایک انقلابی تھا اس کا میدان عمل جدوجہد تھی۔''

(اینگلز)

''انٹرنیشنل کے زوال کے بعد، بین الاقوامی محنت کش طبقہ کی تحریک کے رہنما کی حیثیت سے مارکس کا کردار بغیر کسی کمی کے، اس تحریک کے اپنے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا۔ پہلی انٹرنیشنل اپنا تاریخی پارٹ ادا کر چکی تھی اور اس وقت دنیا کے تمام ملکوں میں مزدور تحریک کے لئے کس بڑی ترقی کے لئے راستہ بنا رہی تھی۔ یہ وقت تھا جب تحریک وسعت میں بڑھ گئی اور محنت کش طبقہ کی سوشلسٹ پارٹیاں علیحدہ علیحدہ قومی ریاستوں میں عوامی سطح پر قائم کی گئیں۔'' (لینن)۔ ہر ایک ملک میں پرولتاری پارٹی بنانے کے عظیم تاریخی کام پر دلالت کرتے ہوئے مارکس نے پیش نظر ملک کی خصوصیات کو ہمیشہ مدنظر رکھا___ اس کی اقتصادیات، سیاسی زندگی، طبقاتی جدوجہد، مزدور تحریک کی نظریاتی سطح اور پرولتاری پارٹی بنانے میں پیش آنے والی رکاوٹیں۔

عالمی محنت کش تحریک میں مارکس کے حاصل کردہ ہمہ گیر اثر کو دیکھ کر اینگلز نے 1881 میں لکھا ''نظریاتی اور عملی کامیابیوں سے مارکس نے اپنے لئے ایسی حیثیت حاصل کر لی ہے کہ دنیا بھر میں محنت کش طبقات کی تمام تحریکوں میں بہترین لوگ اس پر مکمل اعتماد رکھتے ہیں۔ عین معترضانہ وقت پر وہ مشورے کے لئے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور تب عام طور پر اس کی تجویز کو بہترین پاتے۔

اس زمانے کے اقتصادی طور پر پسماندہ سپین، سوئٹزرلینڈ اور اٹلی میں پر

ولتاری پارٹیاں بنانے میں نیم بورژوا بدنظمی کے حامل عناصر سب سے بڑی رکاوٹ تھے۔ایک خاص پمفلٹ ''سوشلسٹ جمہوریت کے حلیف''میں مارکس اور اینگلز نے باکونسٹوں کی انٹرنیشنل میں نفاق ڈالنے کی روش، اور سوئزرلینڈ، سپین، اٹلی، فرانس اور روس میں محنت کش جماعت اور انقلابی تحریک کو درہم برہم کرنے کے وطیرے پر بیان دیا۔

جرمنی میں لسیلی کے پیروکار مارکسزم کے پھیلاؤ میں بڑی رکاوٹ بنے رہے۔ ان کا اثر آئزن ایش پارٹی میں بھی محسوس کیا گیا۔ جو ببل اور لیبنیخت نے بنائی تھی۔ 1875 میں مارکس اور اینگلز کے انتباہ کے برعکس، اس نے اپنی قوت کو شدت سے آشکار کیا۔آئزن ایچ لیسلیوں کے حلیف بن گئے۔اس تعاون کا صلہ یہ ملا کہ گوتھا میں کانگرس کے اتحاد کے لئے خاکہ پروگرام تیا کیا گیا۔مارکس نے اس پروگرام کو موضوع بناتے ہوئے اپنے مضمون ''گوتھا پروگرام پر تبصرہ''1875 میں کڑی اور شدید تنقید کی۔لیسلیوں کے جھوٹے، غیر سائنسی، موقعہ پرستانہ نظریات اور نعروں پر تنقید کرتے ہوئے مارکس نے اس کتابچے میں چند نئے اور نہایت اہم نظریاتی مسائل اٹھائے اور حل کئے۔ تاریخی ارتقا کے قوانین، جو اس نے دریافت کئے تھے، انہیں کو بنیاد بنا کر مارکس نے ''گوتھا پروگرام پر تبصرہ''میں مستقبل بعید پر ایک گہری نظر ڈالی اور کمیونسٹ سوسائٹی کے نمایاں خدوخال کی تصویر کشی کی۔لینن نے لکھا''مارکس کا سارا نظریہ ارتقائی اصولوں کو ان کی نہایت فصیح، مکمل، سوچی سمجھی اور پرمغز شکل میں جدید سرمایہ داری پر منطبق کرنے کا عمل ہے۔ قدرتی طور پر مارکس اس نظریئے کو، سرمایہ داری پر عنقریب پڑنے والی افتاد اور مستقبل کی اشتراکیت کی آئندہ ہونے والی ترقی، دونوں پر منطبق کرنے کے مسئلے سے دوچار تھا۔مارکس کے

دامن پر ایسی کوشش کا نشان نہیں ملا کہ اس نے کسی خیالی دنیا بسانے کی کوشش کی ہو کہ بات اگر فہم میں نہ آئے تو وہاں بے معنی اندازوں سے کام چلانے لگا ہو۔ مارکس نے اشتراکیت کے مسئلہ سے وہی سلوک کیا جو سلوک ایک ماہر حیوانات، یوں کہیئے کہ ایک نئی حیاتیاتی قسم کی نشوونما کے بارے میں کرتا ہے جیسا کہ اس کو معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کیسے کیسے طریقے سے وجود پکڑا تھا اور کس کس طرح واضح سمت میں بدل رہی ہے''۔

یہ طریقہ کار بروئے کار لاتے ہوئے مارکس نے اپنی تصنیف ''گوتھا پروگرام پر تبصرہ'' میں چند شاندار دعاوی منضبط کیئے جن کا تعلق سرمایہ داری سے اشتراکیت میں تبدیلی اور اشتراکیت کی دو صورتوں سے تھا۔ اس نے بیان کیا کہ اشتراکیت کی پہلی صورت جسے عام طور پر سوشلزم کہا جاتا ہے، یوں کہیئے کہ یہ اقتصادی بلوغت کا پہلا قدم ہوتا ہے، اس میں تقسیم کا اصول لازمی طور پر محنت کے مطابق رائج کرنا چاہیئے۔ اس میں مزدور معاشرے سے اسی قدر وصول کرتا ہے جتنا وہ اس کو مجموعی پیداوار کے ان حصوں کی کٹوتی کے بعد دیتا ہے جو پیداوار کو پھیلانے اور لوگوں کی ضروریات کے فنڈ پر خرچ کیئے جاتے ہیں۔ مارکس لکھتا ہے کہ ''اشتراکی معاشرے کے عروج کے زمانے میں جب محنت کی تقسیم کی غلامانہ فرمانبرداری اور اس کے ساتھ جب دماغی اور جسمانی محنت کا تضاد بھی ختم ہو جائے گا تو محنت نہ صرف روزی کمانے کا ذریعہ بلکہ مقدم ضرورت بن جائے گی۔ فرد کی ہمہ گیر ترقی کے ساتھ ساتھ جب پیداواری طاقتیں بھی بڑھ جائیں گی اور اجتماعی دولت کے تمام سرچشمے نہایت فراخی سے ابل پڑیں گے، صرف اس وقت بورژوا حقوق کے تنگ دلانہ افق کو پار کر کے کمیونزم کی صورت پیدا ہو گی تب معاشرہ اپنے پھریروں پر یہ الفاظ کندہ کر سکے گا:''

ہر ایک سے اس کی قابلیت کے مطابق کام لینا اور ہر ایک کو اس کی ضرورتوں کے مطابق دینا"۔ اشتراکیت کی دو صورتوں کا اصول، ایک نئی اور نہایت اہم دریافت تھی جو مارکس نے کی۔ اس سے اس کی پیشگوئیوں حقانیت ثابت ہوتی ہے۔

"گوتھا پروگرام پر تبصرے" میں مارکس نے ریاست کے متعلق اپنے انقلابی نظریات مکمل کر دیئے۔ وہ تغیر پذیر وقت کی ضرورت اور تاریخی ناگزیریت کے لئے دلائل دیتا ہے جس کے دوران ریاست میں پرولتاریہ کی آمریت قائم ہو جائے گی۔

اشتراکیت کی دو حالتوں اور تغیر پذیری کے زمانہ سے متعلق مسائل پر روشنی ڈالنے کے علاوہ مارکس نے چند اور نظریاتی اور سیاسی سوال اٹھائے جن کی اہمیت ابھی تک ختم نہیں ہوئی تھی۔ مثال کے طور پر اس نے محنت کش طبقہ نے متعلق لیسلیوں کے عقاید کی بے اصول اور سیاسی ضرر رسانی کا پردہ فاش کیا جو کہتے تھے کہ" تمام دوسرے طبقے مل کر محض ایک ہی رجعتی گروہ بناتے ہیں۔" یہ آسان کردہ قیاسی نقطہ نظر پرولتاریہ کو کسانوں اور دوسرے محنت کش عوام سے علیحدگی کی طرف لے جاتا ہے اور اس طرح وہ سوشلزم اور جموریت کے ہراول دستے کا مشن پورا کرنے سے قاصر رہتا ہے۔

مارکسزم کا ایک نہایت حیات بخش مسودہ "گوتھا پروگرام پر تبصرہ" نظریہ کے نقطہ نظر سے انمول ہے۔

جیسے کہ مارکس اور اینگلز نے پیش گوئی کی تھی گوتھا میں جو اتحاد تعاون کے ذریعے کیا گیا اس نے پارٹی پر ناپائیدار، کم مایہ بورژوا عناصر کے دروازے کھول دیئے اور اس کا نظریاتی اور سیاسی معیار کم کر دیا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جرمن یونیورسٹی کے ایک اسسٹنٹ پروفیسر ہوجین ڈیہرنگ کے غور و فکر کے نتیجے میں تجویز

کردہ ''سوشلسٹ نظام'' کی جرمن سوشل جمہوری لیڈروں نے تقریباً عالمی سطح پر پر جوش تائید کی۔ حالانکہ ڈیہرنگ کا نظام چنے ہوئے گڈمڈ فرسودہ نظریات اور کم مایہ بورژوا عقائد پر مشتمل تھا۔

اس خیال سے کہ مارکس اپنی کتاب ''سرمایہ'' پر کام جاری رکھ سکے اینگلز نے ڈاہرنگ پر تنقید کا بیڑا اُٹھالیا۔ مارکس نے اپنے دوست کی تصنیف ''ڈیہرنگ کے خلاف'' 1878 میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ اینگلز پبلشروں کو بھیجنے سے پہلے تمام مسودات مارکس کو پڑھ کر سناتا اس پر مزید یہ کہ دسواں باب جو سیاسی اقتصادیات کے لئے وقف حصہ تھا، مارکس نے خود لکھا۔ یہ باب سیاسی اقتصادیات کا مجمل، مگر نہایت پر مغز اشاریہ ہے۔ کتاب ''ڈیہرنگ کے خلاف'' نے مارکسزم کو تقویت دینے، ترقی دینے اور پھیلانے میں ایک بڑا کردار ادا کیا۔ یہ ایک طرح سے مارکسی فلسفہ، سیاسی اقتصادیات اور سائنسی کمیونزم کے بنیادی مسائل کی تصویر کشی کرنے کی جامع العلوم ہے۔

مارکس اور اینگلز نے ''جرمن سوشل جمہوری پارٹی'' پر واضح کردی کہ نظریاتی پراگندگی جو اس کی صفوں میں رائج کی جاری ہے، خطرناک سیاسی نتائج سے پر ہے۔ زندگی نے اس تنبیہ کی حقانیت کو سچ ثابت کر دیا جب اکتوبر 1878 میں پارٹی کو بسمارک کے سوشلسٹ دشمن خصوصی قانون کی صورت میں اپنی پہلی سنجیدہ آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔ پارٹی میں موجود موقع پرستوں اور پس پیش کرنے والوں کی وجہ سے جرمن سوشل جمہوری پارٹی کا محنت کشوں کی پارٹی کے طور پر قائم رہنا بھی خطرے میں پڑ گیا۔ اس کے رہنماؤں کے نام خطوط کے ذریعے اور خاص طور پر 18 ستمبر 1879 کے مشہور گشتی مراسلے کے وسیلے سے مارکس اور اینگلز نے جرمن سوشل

جمہوریت پرستوں میں کھلی موقع پرستی (ہوچ برگ، برن سٹین اور دوسرے) فرقہ پرستی اور لاقانونیت (جے موست اور دوسرے) کا رجحان رکھنے والوں پر بھی ملامت نہایت بے باکی سے کی۔ مارکسزم کے بانیوں نے جرمن سوشل جمہوریت کی قیادت کے سامنے ان موقعہ پرست عناصر کی طرف سے پارٹی کو متوقع بڑے خطرے کی وضاحت کی جو محنت کشوں کی پارٹی کو کم مایہ بورژوا کی اصلاحی پارٹی میں بدل دینے کی تلاش میں تھے۔ انقلابی نظریئے کے تقدس کا بچاؤ کرتے ہوئے اور نظریاتی یا عملی سطح پر موقع پرستی کے کسی بھی مظہر کا مقابلہ کرتے ہوئے مارکس اور اینگلز نے خصوصی قانون کے ہاتھوں پیدا شدہ مشکل حالات میں جرمن سوشل جمہوریت کی صحیح انقلابی راستہ اپنا رکھنے میں مدد کی۔ انہوں نے جو ضابطہ جرمن سوشل جمہوریت کے لئے وضع کیا اس میں ایک غیر قانونی تنظیم استوار کرنے پارٹی کا انقلابی اخبار نکالنے، غیر قانونی کو قانونی کام سے ہمرکاب کرنے اور پارلیمانی پلیٹ فارم کو عوام الناس کی تربیت کرنے کے لئے گورنمنٹ کی پالیسی کو عیاں کرنا شامل تھا۔ مارکس اور اینگلز نے اپنی امیدیں زیادہ تر، محنت کش عوام، ان کے حوصلے اور قدم بڑھانے کی ابتدا پر مرکوز رکھیں۔

مارکس اور اینگلز کی کڑی تنقید کے نتیجے میں، اور محنت کش عوام الناس کے دباؤ ڈالنے کے باعث بھی، پارٹی کی قیادت خصوصی قانون کے لاگو ہونے سے پریشان ہوگئی اور اس نے اپنی سیاسی لائن سے بدکنا شروع کر دیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ پارٹی میں موجود تمام موقعہ پرست پس و پیش کرنے والے فوراً باز آ گئے۔ دائیں بازو نے پارلیمانی دھڑے بندی میں اپنے لئے ایک گھونسلہ بنالیا اور موقعہ بہ موقعہ پارٹی لائن کے خلاف حملہ آور ہوتے رہے۔ مارکس اور اینگلز نے پارٹی میں موقعہ پر

ستی کی جڑیں تاڑلیں جو کم مایہ بورژوازی کی فطرت میں ہوتی ہیں اور اس کی ناتراشیدہ روح جدا نہیں سکیتیں۔

مارکس اور اینگلز کی جرمن سوشل جمہوریت پر اتنی زیادہ توجہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ پیرس کمیون کی شکست کے بعد محنت کشوں کی عالمی تحریک کی صدارت جرمن پرولتاریہ نے کی تھی ــــ وہ چاہتے تھے کہ پہلے اس پارٹی کی بنیاد انٹرنیشنل کے اصولوں پر رکھی جائے تاکہ وہ اس زمانے میں دوسرے ملکوں میں وجود پانے والی محنت کشوں کی جماعتوں کے لئے مشعل راہ بن سکے۔

ان پارٹیوں کا ظہور ہوتے دیکھ کر مارکس اور اینگلز نے انہیں اپنے مشوروں سے نوازنے کی کوشش کی۔مثال کے طور پر مارکس نے فرانس کے محنت کشوں کی پارٹی کا پروگرام تیار کرنے میں حصہ لیا۔اس نے بات خود جیولز گرلیڈ کو (جو 1880 میں لندن آیا) تمہیدی بیان لکھوایا۔مارکس اور اینگلز نے جیولز گولیڈ اور پال لافارگ کی اصلاح پسندی کے حامیوں Possiblists کے خلاف جدوجہد میں ان کی مدد کی۔ساتھ ہی انہوں نے گولیڈ اور لافارگ کے انقلابی طرز بیان کی عادت کے رجحانات پر تنقید کی کیونکہ ان کی عقیدہ پسندی، خاص طور پر گولیڈ کی غیر تسلی بخش طور پر لچکدار داؤ پیچ رکھتی تھی۔1886 میں جب گوسیڈ اور امکانیوں کے پیروکاروں میں پھوٹ پڑ گئی تو مارکس اور اینگلز نے اس کو مثبت مظہر گردانا۔اور ورکرز پارٹی کی نشوونما میں اگلا قدم قرار دیا۔

فرانس میں اگر محنت کش پارٹی کم مایہ بورژوازی مضبوط ہونے کی بنا پر اپنا اثر رکھتی تھی تو ورکرز پارٹی کی بنیاد رکھنے کے لیے یہاں شدید داخلی جدوجہد کی ضرورت تھی۔تب برطانیہ میں تو ایک پرولتاری پارٹی کی بنیاد ڈالنے کے لئے اس سے بھی

بڑی دشواریوں کا سامنا تھا۔ برطانوی مزدوروں کے لئے اپنے طبقہ میں اشترا کی جدوجہد کی راہ میں سرمائے داری رشتوں کے ڈھانچے میں رہتے ہوئے اصلاحات اور اقتصادی تقاضوں کی وجہ سے بڑی رکاٹ تھی۔ اگرچہ 1870 سے لے کر جرمنی اور امریکہ سے مقابلے کی بناپر برطانیہ کی صنعت کارانہ اجارہ داری میں زوال کے نشان دکھائی دینے لگے تھے، اس نے پھر بھی اپنی نوآبادیاتی اجارہ داری قائم رکھی۔ اس کے سرمائے دار جو بھاری منافع کمارہے تھے اس قابل تھے کہ برطانوی مزدوروں کی اوپری پرتوں کی طرف چند تر لقمے پھینک سکیں۔ مارکس نے برطانوی مزدوروں کی سیاسی پسماندگی کی وجوہات میں سے ایک وجہ ان کی سوشلسٹ نظریے سے بے اعتنائی کے خاصے کو قرار دیا۔

ٹھیک 1880 میں برطانیہ مزدور طبقہ کی تحریک کی اٹھتی ہوئی لہر اور براعظم بھر میں سوشلسٹ تحریک کی کامیابیوں سے متاثر ہوکر برطانیہ میں بھی سوشلزم کے لئے بڑھتی ہوئی دلچسپی کی لہر مشاہدے میں آئی۔ ہائنڈ مین کا پمفلٹ ''انگلینڈ سب کے لئے'' انہیں دنوں منظر عام پر آیا۔ اس پمفلٹ میں محنت اور سرمائے کے بارے میں جو باب لکھے گئے وہ مارکس کے متعلقہ ابواب (جو ''سرمایہ'' میں چھپے ہوئے تھے) کا چربہ تھے لیکن کسی ذریعہ یا مصنف کا اقرار نہیں کیا گیا تھا۔ اس کمینہ حرکت سے خفا ہوکر مارکس نے سورجے sorye کو لکھا۔ ''درمیان طبقے کے وہ سب چلبلے مصنفین ___ سپیشلسٹ نہ سہی ___ کو کس طرح کے بھی نئے خیالات سے جو کس موافق آندھی میں گرے ہوئے پھلوں کی طرح ان کے ہاتھ لگ جائے، فوری طور پر روپیہ بنانے یا نام کمانے یا سیاسی سرمایہ حاصل کرنے کی کھجلی لگی ہوئی ہے۔ کئی شامیں، اس شخص نے میرے خیالات کی چوری کی ہے۔ اس طرح کہ مجھے باہر لے جاتا تھا

تا کہ آسانی سے سیکھ سکے‘‘۔مارکس نے اپنی ناراضگی ہائیڈ مین سے بھی نہ چھپائی جس نے اپنی صفائی میں یہ دلیل دی کہ ’’انگریز اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ غیر ملکی انہیں سبق دیں۔‘‘ جب یہ مصنف جو اپنی بے ترتیب اور مانگے تانگے کی آرا کے لئے مشہور تھا، سر کے سودا سے مجبور ہو کر سوشلسٹ خیالات کے چیمپئین پارٹی کے بانی کا کردار ادا کرنے لگا تو مارکس اس تمام کاروبار کو دیکھ کر قدرتی طور پر گہرے شک میں پڑ گیا۔

امریکہ میں بھی مزدوروں کی پارٹی بنانے میں مشکلات کا سامنا تھا۔ اس صورتحال کی وضاحت مزدور قوت کی ساخت میں آنے والی تبدیلیوں سے ہو جاتی ہے کہ ان دنوں یہ مواقع حاصل تھے کہ کوئی شخص زمین حاصل کر کے کسان بن سکتا تھا۔ایک اور وجہ یہ تھی کہ امریکہ نژاد مزدور مراعت یافتہ حیثیت رکھتا تھا، جیسا کہ اس کے مقابلے میں تارکین وطن کو کم مزدوری دی جاتی تھی اور نیگرو اور بھی بری حالت میں تھے۔بورژوازی کے ہاتھوں بوئے ہوئے قومی اور نسلی امتیازات نے محنت کش طبقہ میں نفاق پیدا کر رکھا تھا۔امریکہ میں سوشلسٹ خیالات سست روی سے پھیلنے کی ایک اور وجہ یہ تھی کہ اس زمانے میں بہت سے نشر و اشاعت کرنے والے لوگ جرمن تھے جن میں زیادہ تر لاسال کے پیرو کار تھے۔ان کا پراپیگنڈہ عقائد پرستی ‘تنگ نظری اور فرقہ بندی پر مبنی تھا۔مزدور تحریک کی ایک مشترک خصوصیت امریکہ اور برطانیہ دونوں میں اس کے نمایاں عمل، کردار اور نظریے کے تضاد میں تھی۔ نظریاتی ناپختگی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے بہت سے امریکی مزدور ہر قسم کے ’’سماجی معلمین‘‘ (جنہوں نے مستقبل قریب میں انعام کا وعدہ کیا) کے اثرات میں آ گئے۔ ان میں سے ایک ہنری جارج تھا جو ولولہ انگیز کتاب ’’ترقی اور مفلسی‘‘ 1880 کا

مصنف تھا۔ جارج جس کا اثر برطانیہ تک پھیلا، نے دعوی کیا کہ اراضی کو قومی ملکیت میں لینے اور زمین کا کرایہ ریاست کو ادا کرنے سے تمام جبر کا خاتمہ ہو جائے گا۔ مارکس نے ایک خط میں سوورج کو لکھا ''تمام بات یہ ہے کہ اس طرح محض سرمائے داری نظام کو بچانے کی کوشش سوشلزم کے روپ میں کی گئی ہے اور حقیقتاً اس کو حالیہ بنیاد کی بجائے وسیع بنیادوں پر دوبارہ قائم کیا گیا ہے۔''

جارج کے ان خیالات پر کہ اراضی کو قومی ملکیت میں لے لینے سے سرمایہ داری معاشرے کی تمام برائیاں دور ہو جائیں گی، مارکس نے تنقید کرتے ہوئے بیان کیا کہ زمین کو قومیانے کا مطالبہ مخصوص حالتوں میں جیسا کہ کمیونسٹ مینی فیسٹو میں لکھا ہے عبوری اقدام کے طور پر آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ بورژوا اور کم مایہ بورژوا نظریات جن کا اثر برطانوی اور امریکی مزدوروں پر اب بھی موجود تھا، مارکس اور اینگلز نے ان کے کھوکھلے پن کو اجاگر کرتے ہوئے برطانوی اور امریکی سوشلسٹوں کی فرقہ بندی کے خلاف بھی جنگ کی۔ انہوں نے سوورج اور اپنے دوسرے حامیوں کے نام خطوط لکھ کر انہیں مشورہ دیا کہ جب تک محنت کشوں کی تحریک نظریاتی طور پر شفاف سائنسی پروگرام کی سطح تک نہیں پہنچ جاتی اس سے لاتعلقی اختیار نہ کریں بلکہ اس تحریک میں شامل ہوں اور مزدوروں کو ان کی غلطیوں کے نتائج سے آگاہ کریں۔ مارکس اور اینگلز نے کہا ''ہماری تعلیم کوئی ضابطہ عقائد نہیں ہے، بلکہ رہنمائے عمل ہے'' انہوں نے اس کے تخلیقی کردار پر زور دیتے ہوئے اس زندہ، پیہم ترقی پذیر تعلیم (جس کی انہوں نے بنیاد رکھی تھی) کو کتابی متن اور عقیدے کے طور پر سمجھنے پر نفرین کی۔ انقلابی نظریے کے تقدس کی حفاظت کرتے ہوئے اور اس کو متواتر توانا بناتے ہوئے مارکس اور اینگلز صحیح پرولتاری جماعتیں قائم کرنے کے لئے یکسو ہو کر لڑے۔

وہ جماعتیں جو انقلابی نظریے کے بدرقہ کے طور پر کام کریں اور پرولتاریہ کے محنت کش طبقہ کے فوری مطالبات اور تمام محنت کش لوگوں کی جدوجہد میں ان کی رہنمائی کرنے کے قابل ہوں اور حتمی مقصد، یعنی سرمایہ داری کا خاتمہ کرسکیں۔ مارکس اور اینگلز نے اپنے مشوروں اور تنقید سے یورپ اور امریکہ کے سوشلسٹوں کو موثر امداد بہم پہنچائی۔ لینن لکھتا ہے کہ مارکسزم کے بانیوں نے مختلف ملکوں کے سوشلسٹوں سے جو خط و کتابت کی خواہ وہ ''تصدیقیں'ہدائتیں' درستیاں، دھمکیاں اور پند و نصائح تھیں، ان میں دو امتیازی خطوط کی صاف طور پر وضاحت کی گئی ہے۔ برطانوی اور امریکی سوشلسٹوں سے اپنی اپیلوں میں ایک گذارش جو انہوں نے بار بار کی یہ تھی کہ محنت کش طبقہ کی تحریک سے وابستہ ہو جائیں اور اپنی تنظیموں سے محدود اور تنگ نظرانہ فرقہ پرستی کی روح کا استیصال کریں۔ انہوں نے جرمن کے جمہوری سوشلسٹوں کو نہایت اصرار سے سکھانے کی کوشش کی کہ وہ 'پارلیمانی خبط' کی غیر شائستگی اور کم مایہ بورژوا دانشوروں کی موقعہ پرستی کا شکار ہونے سے بچیں۔'' (مارکس کا 19 ستمبر 1879 کے خط میں بیان)۔ مارکس اور اینگلز نے مختلف ملکوں کے سوشلسٹوں کو نصیحت کرتے ہوئے اور مشورہ دیتے ہوئے محنت کش تحریک کی مختلف حالتوں کو، اور ان ٹھوس کاموں کو جس سے کس ایک یا دوسرے **ملک** کی پرولتاریہ دوچار تھی مد نظر رکھا۔ مارکس اینگلز نے جس طرح نظریہ کو محنت سے تکمیل تک پہنچایا تھا۔ اس طرح انہوں نے داؤں پیچ اور پالیسی میں، عالمی محنت کش طبقہ کی تحریک کی قیادت کے سلسلے میں مادی جدلیات کا طاقتور آلہ استعمال کیا۔ مختلف ملکوں میں پرولتاریہ کے کاموں کے متعلق اور پرولتاری پارٹیوں کے پروگرام اور داؤں پیچ سے متعلق مارکسزم کے بانیوں کی آراء نہایت زوردار نظریاتی اور سیاسی اہمیت کی چیز ہیں۔ پہلے

بھی کمیونسٹ مینی فیسٹو میں انہوں نے پارٹی کو پرولتاریہ کا ہراول دستہ قرار دیا تھا۔ ان بنیادی مسائل کو 49_1848 کے انقلابات کے تجربات کی اساس پر اور بعد میں انٹرنیشنل، اور پیرس کمیون اور آخر میں مختلف ملکوں میں سوشلسٹ پارٹیوں کی تشکیل کے مزید بھرپور تجربات کر کے اضافہ کیا اور ترقی دی گئی۔

بعد ازاں لینن نے پارٹی سے متعلق ان دعاوی کو کمیونسٹ معاشرے کی تعمیر کے لئے پرولتاریہ کی آمریت کی جدوجہد میں، محنت کش طبقے کا اولیں ہتھیار قرار دے کر ایک باضابطہ نظریہ کے طور پر ترقی دی۔

محنت کش طبقہ کو درپیش جنگوں کے لئے تیار کر کے مارکس اور اینگلز 1870 کے سالوں ہی میں اس نتیجے پر پہنچ چکے تھے کہ یورپ کے ملک روس میں انقلابی لہر اٹھنے کی بات ٹھہر چکی ہے۔روس کے متعلق ان گنت کتابیں پڑھ کر مارکس کے لئے نہ صرف زمینی لگان کے مسائل نظریاتی دلچسپی کا باعث بنے بلکہ ایک زوردار انقلابی امکانات رکھنے والے ملک کی سیاست بھی رغبت کا سبب ہوئی۔اس نے اور اینگلز نے محنت اور قلیل روسی انقلابیوں کی مطلق العنانی کے خلاف شروع کی ہوئی جدوجہد کو گہری ہمدردی سے تسلیم کیا۔روس کے ترقی پسند لوگوں کی تکلیف دہ نظریاتی تلاش میں مدد کرنے میں (تاکہ وہ اپنی آزادی کی جنگ کے مقاصد اور طریقے بہتر طور پر سمجھ سکیں) مارکس اور اینگلز نے اپنے بڑے عزائم میں ایک کی تکمیل ہوتی دیکھی۔ مارکس کی روسی خط و کتابت ہر سال بڑھتی گئی اور روسی انقلابیوں کو اس کے گھر سے ہمیشہ محبت بھری خوش آمدید، نیک مشورے اور امداد ملی ___ چند خطوط میں (اوٹی چیسٹوویئی زپسکی otwcbestuenniye zapiski) کے ایڈیٹروں کے نام خط 1877، ویرا زیسولیچ کے نام 1881 اور دوسروں کو) مارکس نے نارودنکس

کے روسی دیہاتی آبادی کو سوشلزم کی بیخ و بن اور بنیاد قرار دینے پر تنقید کی۔ کمیونسٹ مینی فیسٹو کے روسی ایڈیشن 1886 کے دیباچہ میں مارکس اور اینگلز نے مسائل کا مندرجہ ذیل بیان دیا، جس نے روسی انقلابیوں کو پریشان کر دیا۔ ’’اگر روسی انقلاب مغرب میں ایک پرلتاری انقلاب کے لئے اشارہ بن جائے تو یہ ایک دوسرے کی تکمیل کریں گے۔ روس کی موجودہ عام زمینی ملکیت ایک کمیونسٹ نشوونما کے لئے نقطہ آغاز کا کام دے سکتی ہے‘‘ دوسرے لفظوں میں مارکس اور اینگلز نے تسلیم کیا کہ مخصوص تاریخی حالات میں روس غیر سرمایہ داری طرز کو فروغ دے سکتا ہے۔ اسی دیباچے میں انہوں نے روس کے اس انقلابی کردار، جو اس نے انقلابی تحریک میں ادا کرنا شروع کیا تھا، کی تشریح مندرجہ ذیل انداز میں کی ’’روس یورپ کی انقلابی کی ایک پیش رفتہ شکل ہے‘‘

مارکس کی زندگی کے آخری سالوں کے خطوط روس میں آنے والے انقلاب کی مستقل پیش بینی سے مملو ہیں جیسا کہ اس نے پیشگوئی کی یہ دنیا کی تاریخ میں قریب ترین نقطہ تغیر ہو گا۔ لیکن وہ اس انقلاب کی فتح دیکھنے تک زندہ نہ رہا۔

ماورائے انسان دماغی محنت اور شدید تنگی نے مارکس کی صحت خراب کر دی۔ رشتے داروں اور دوستوں کے اصرار پر وہ 1875; 1874 اور پھر 1876 میں علاج کے لئے کارلز باد (کارلووی ویری) اور ویری گیا۔ لیکن پروشیا اور آسٹریا کی حکومت کے ہاتھوں ایذا رسانی کے خوف نے اسے یہ دورے ترک کرنے پر مجبور کر دیا۔ 2 دسمبر 1881 میں اس کی اہلیہ کی موت اس پر دکھ کا پہاڑ بن کر گری۔ اس کی صحت بری طرح پامال ہو گئی۔ پھیپھڑے کی سوزش اور حلق کی سوجن کے علاج کی خاطر الجیریا اور جنوبی فرانس کی سیاحت سے بھی بہتری کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی۔

تب ایک اور دھچکا لگا__ اس کی سب سے بڑی بیٹی جینی فوت ہو گی۔ وہ فرانسیسی سو شلسٹ چارلس لینگویٹ سے بیاہی ہوئی تھی۔ مارکس ان کے پانچ بچوں سے بڑی محبت رکھتا تھا۔ جنوری 1883 میں وہ حلق کی سوجن کے ایک حملے سے صاحب فراش ہو گیا۔ اس کی طاقت روز بروز جواب دینے لگی۔ اور 14 مارچ 1883 کو مارکس اپنے سونے کے کمرے سے نکل کر مطالعہ گاہ میں آیا۔ اپنی آرام کرسی پر ڈھیر ہو گیا اور ہمیشہ کی نیند سو گیا۔ اینگلز نے دنیا کے تمام حصوں میں بھیجے۔ خطوط میں مارکس کے دوستوں اور پیروکاروں کو بین الاقوامی انقلابی تحریک کو پہنچنے والے زبردست نقصان سے مطلع کیا۔ ''وہ عظیم ترین دل جو میں نے کبھی دیکھا اس نے دھڑکنا بند کر دیا ہے۔'' ہفتہ 17 مارچ 1883 مارکس کو لندن کے ہائی گیٹ قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اینگلز نے اس کی قبر کے کنارے تقریر کرتے ہوئے مارکس کے جناتی کارناموں کی تصویر کشی کی۔ وہ ایسا عالم اور انقلابی تھا جس نے پرلتاریہ کے مقاصد کے لئے اور تمام بنی نوع انسان کے بہتر مستقبل کے لئے بے لوث اور بہادرانہ تگ تازکی۔ '' اس کا اپنا نام صدیوں تک گونجتا رہے گا۔ اور اسی طرح اس کا کام بھی پائندہ رہے گا۔''

ہیگ کانفرنس کے بعد امسٹرڈم میں ہونے والی ایک میٹنگ میں مارکس نے کہا'' نہیں میں انٹرنیشنل کو نہیں چھوڑ رہا ہوں اور اپنی باقی زندگی میں بھی میری سرگرمیاں سماجی نظریات کی فتح کے لئے پہلے ہی کی طرح وقف رہیں گی جو جلد یا بدیر، جس کا ہمیں بھرپور یقین ہے، ساری دنیا میں پرولتاریہ کی حکومت قائم کرنے کے لئے رہنمائی کریں گی۔'' ہیگ کانفرنس حقیقتاً انٹرنیشنل کی آخری کانفرنس تھی۔ اپنی موجودگی کے آٹھ سال یہ مارکس اور اینگلز کی قیادت میں ایک عظیم اور شاندار سڑک کو عبور کرتی

رہتی ۔وہ جنگ جو سائنسی کمیونزم کے بانیوں نے مختلف سوشلسٹ اور نیم سوشلسٹ فرقوں کے خلاف لڑی وہ مارکسزم کی نظریاتی فتح کی صورت میں بارآور ہوئی ۔بہر حال کمیون کی شکست سے تمام تاریخی ترتیب میں ایک بنیادی تبدیلی آئی جس کو لینن نے مندرجہ ذیل حالتوں سے متصف کیا: برطانیہ کا مزدور سامراجی منافع جات کے ہاتھوں بگڑا ہوا، کمیون، پیرس میں شکست خوردہ، جرمنی میں بورژوا نیشنل تحریک کی حالیہ فتح 1871 ،نیم جاگیردارانہ روس کی عمر بھر کی خوابندی۔

مارکس اور اینگلز نے روح عصر کی صحیح رہنمائی کی ۔وہ بین الاقوامی صورت حال کو سمجھتے تھے ۔وہ خوب جانتے تھے کہ سماجی انقلاب کے آغاز تک رسائی آہستگی کا تقاضا کرتی ہے ۔پولیس کی ایذا رسانیوں اور باکونسٹوں کی نفاق انگیز سرگرمیوں نے انٹرنیشنل کے کام کے لئے یورپ میں حالات کو خاص طور پر مشکل بنا دیا ۔اس کے علاوہ، نئے تاریخی ماحول میں انٹرنیشنل کی پرانی ہیئتیں ان تقاضوں سے لگا نہیں کھاتی تھیں جن سے تاریخ نے محنت کش طبقے کو دوچار کر دیا تھا ۔نئ بین الاقوامی صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے مارکس اور اینگلز نے پرولتاریہ کے سامنے سوشلسٹ انقلاب کے لئے مکمل طور پر تیاری کرنے کا کام رکھا ۔اور سب سے اولین کام یہ تھا کہ ہر ملک میں عوام الناس کی پرولتاری پارٹی بنائی جائے ۔کمیون کے تجربے نے اس کام کی اہمیت اور ضرورت کی توثیق کر دی اس دوران میں انٹرنیشنل نے اس کام کو عمل میں لانے کے لئے زمین ہموار کر لی تھی ۔انٹرنیشنل میں مارکسزم کی نظریاتی فتح اور مختلف ملکوں میں مستقل کاڈر کی تربیت، جو مستقبل کی محنت کش پارٹی کا مغز تشکیل دے سکتا تھا، ان ترقیوں نے پرولتاری پارٹیوں کی بنیاد رکھنے کا راستہ صاف کر دیا ۔مارکس کی رہنمائی میں ''سوشلزم کے لئے پرولتاریہ کی بین الاقوامی

جدوجہد کی بنیادیں" رکھ کر انٹرنیشنل نے اپنا تاریخی مشن پورا کر دیا۔ پرولتاریہ کا بین الاقوامی اتحاد، نت نئی صورتوں میں بڑھنے اور مضبوط ہونے لگا جو محنت کش تحریک کے نئے مراحل کے لئے نہایت مناسب تھا

10۔ "مارکس کی تعلیمات تمام تر طاقت ہے کیونکہ یہ درست ہے"

تاریخ نے وی۔ آئی لینن کے کہے ہوئے ان الفاظ کی سچائی کی مکمل تصدیق کردی ہے۔ مارکس کی پیدائش سے لے کراب تک ڈیڑھ صدی اوراس کی موت سے لے کراب تک اسی سال سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہے مگراس کا نام، اس کے رفیق کار فریڈرک اینگلز کی طرح دنیا بھر میں ہر کہیں محنت کش عوام کے لئے زیادہ سے زیادہ بامعنی ہوتا جارہا ہے۔ مارکسزم ایک زندہ، متواتر بڑھتی ہوئی تربیت ہے۔ مارکس اوراینگلز نے اپنے انقلابی نظریے کی بنیادیں رکھ کراسے تقریباً پچاس سال کی مدت تک سائنس کی تمام ترنئی کامیابیوں اور محنت کش عوام اور پرولتاریہ کی اختیار کردہ طبقاتی جدوجہد کے عمل تجربات سے (نظریاتی نتیجے اخذ کرتے ہوئے تنقیدی نظر ڈال کر) ہم آہنگ کیا۔ سامراجی عہد میں، جس نے مارکس اوراینگلز کی موت کے بعد رواج پکڑا، زندگی میں چند نئے اور پیچیدہ مسائل پیدا ہو گئے مارکس کی تحریروں میں سرمایہ داری کی اعلیٰ ترین شکل، سامراجی دور کی پیش بینی تو ملتی ہے لیکن مکمل وضاحت نہیں۔ مارکس اور اینگلز کے شاگرد اور پیروکار لینن نے ان کی تعلیمات کی مزید ترقی کا کام جاری رکھا۔ لینن کا خیال تھا کہ اس کا اوراس کی بنائی ہوئی پارٹی کا یہ فرض تھا کہ وہ مارکسزم کو توڑ مروڑ اور عامیانہ پن کا شکار ہونے سے بچائیں اوراس کو دنیا کی عالمی تحریک آزادی کے حالیہ تجربے اور روس کے محنت کش طبقہ کے سیر حاصل تجربے کی بنیاد پر ترقی دیں اور مارکسی نظریئے کی تکمیل کریں۔ لینن نے ثابت کیا کہ سوشلزم ایک واحد ملک میں بھی فتحیاب ہوسکتا ہے۔ مارکسزم لیننزم کی عظیم ترین فتح 1917 میں روس میں عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی کامیابی تھی جو انسانی تاریخ کے نئے عہد ــــ دنیا میں ہر جگہ سرمایہ داری

سے سوشلزم میں تغیر پذیری کے عہد کی نقیب بنی۔ سوشلسٹ ریاست جو لینن کی قیادت میں قائم ہوئی یہ مارکس کی تعلیم پرولتاریہ کی آمریت کا مادی شکل میں اظہار ہے یہ ریاست کی نئی قسم ہے جو اپنے تمام محنت کش لوگوں کے لئے حقیقی جمہوریت کی ضمانت دیتی ہے اس سوشلسٹ ریاست نے اپنی پچاس سالہ زندگی سے اپنی قوت ثابت کی دی ہے صرف یہ ریاست کی نئی قسم ہے جو اپنے تمام محنت کش لوگوں کے لئے حقیقی جمہوریت کی ضمانت دیتی ہے۔ اس سوشلسٹ ریاست نے اپنی پچاس سالہ زندگی سے اپنی قوت ثابت کر دی ہے صرف یہ **ملک** ہے جس نے سوشلزم پر عمل کر کے دکھایا۔ یہاں کی آبادی کی مختلف قوموں کو جوڑ رکھا ہے روسی یہ قوم نازی جتھوں کے حملوں کے مقابلے میں مضبوطی سے کھڑی ہوئی انہیں شکست دی اور یورپ کے لوگوں کو فاشزم سے آزادی دلانے میں ایک فیصلہ کن کردار ادا کیا جنگ عظیم روم میں سوویت یونین کی فتح عالمی تاریخی اہمیت کی حامل تھی اس نے یورپ اور ایشیا کے کئی ملکوں میں سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے لئے اور لپے ہوئے لوگوں کی قومی آزادی کی جدوجہد کی ترقی کے لئے سازگار حالات پیدا کئے۔ جنگ کے بعد عالمی سوشلسٹ نظام کی تعمیر اور سوویت یونین کی اقتصادیات کی ترقی اور دفاع کی امکانی صورت نے دنیا کی طاقت کا توازن سوشلسٹ کے حق میں بدل دیا۔ اس سے کمیونسٹ معاشرے کی تعمیر کے لئے زمانہ تغیر کو لازمی بنیادی شرائط مہیا ہو گئیں۔ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کے پروگرام کے مطابق ضروری شرائط یہ ہیں اشتراکیت کی مادی اور تکنیکی بنیاد استوار کرنا۔ اشتراکی سماجی رشتوں کی داغ بیل ڈالنا اور لوگوں کو اشتراکی نقطہ نظر سے تعلیم دینا۔ جنگ کے بعد سوشلزم کی شاہراہ پر چلنے والے ملکوں کے تجربات نے سماجی ترقی کے قوانین کے علم کو مالا مال کر دیا اور

سوشلزم تعمیر کی مختلف سمتوں اور طریقوں کے لئے نئے خیالات بھی مہیا کیے ۔عالمی سوشلسٹ نظام کی ساخت نے سوشلسٹ قسم کے نئے بین الاقوامی رشتوں کو جنم دیا جن کی بنیاد آپسی برادرانہ مدد'وسیع تعاون'قومی فرمانروائی اور مساوات کے اصولوں پر تھی ان نئے رشتوں کی اساس مارکس اور اینگلز کے اعلان کے مطابق پرولتاری بین الاقوامیت کے اصولوں پر رکھی گئی ہے۔یہ بندٹکا اصول ہے کہ پرولتاری بین الاقوامیت اور مارکسزم لینن لذم سے کسی طرح کے انحراف کا انجام بھی یہ ہوگا کہ وہ لوگوں کے مفادات کے لئے مغر ثابت ہوگا اور سوشلزم کے مقاصد کے لے نقصان دہ نتائج کردہ مرتب کرے گا اس کی گواہی چین میں عظیم طاقت کے ہاتھوں پیدا کردہ صورت حال سے مل جائے گی جس نے موزے تنگ گروپ کی جانبازانہ پالیسی کو دولخت کردیا ہے اکتوبر کے عظیم سوشلسٹ انقلاب نے نوآبادیاتی تسلط کے تمام نظام کو سخت دھچکا لگایا۔اور جنگ عظیم دوم کے بعد نوآدباتی نظام بکھر کر رہ گیا۔ نئ آزاد شدہ مملکتیں کم سے کم ممکن عوصے میں اپنی معاشی اور کلچر پسماندگی'جوان پر نوآبادیاتی نظام نے مسلط کی'پر قابو پانے کے لئے مردانہ کوشش کررہی ہیں ان ریاستوں میں سے کچھ نشوونما کی غیر سرمایہ دارانہ شاہراہ کو اپنانا چاہتی ہیں عالمی سوشلسٹ نظام اور قومی آزادی کی تحریک کے درمیان ناطہ ہونا'قومی آزادی اور سماجی ترقی اور آزادی کے لئے حالیہ نوآبادیاتی نظام اور شہنشاہی کے خلاف کامیاب جدوجہد کے لئے ایک بڑا عنصر ہے۔عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح نے محنت کش طبقہ عالمی واقعات کے مرکز میں لا کھڑا کیا۔اور مارکس کے پرولتاری آزادی کے عالمی تاریخی آدرش کے عظیم اور اہم اصول کی تصدیق کردی۔سوشلزم کی قوتیں جوں جوں مضبوط ہوتی جاتی ہیں عالمی محنت کش طبقہ کی تحریک پر خوش آیند اور

زوردار اثرات مرتب ہوتے ہیں اور مارکسزم لینن ازم کا اثر پھیلتا جاتا ہے مزید یہ کہ تاریخ نے ''اصلاحی نظریئے'' کا کھوکھلا پن اور سرمایہ داری نظام حکومت کی سیس کے مقابلے ہیں ''سوشل جمہوری حکومتوں'' کی بے بضاعی ثابت کر دی ہے سرمایہ دار ملکوں میں مزدور طبقہ اجارہ داریوں کے خلاف اور ان اجارہ داریوں کی معاونت کرنے والی حکومت کی رجعت پسندانہ اور جارحانہ پالیسی کے خلاف اپنی جدوجہد کا آغاز کر رہا ہے سماجی ترقی اور جمہوریت کی یہ جنگ جیتنے کی خاطر پرولتاریہ کے لئے اپنی صفوں میں سے نفاق کا استیعال کرنا اور غیر پرولتاری لوگوں کے گروہ سے حلیف ڈھونڈنا ضروری ہے اور اس طرح انہیں اجارہ داری کے خلاف متحد ہ محاذ بنانا چاہئے۔ اکتوبر انقلاب کے ساتھ ہونے والی دنیا کی انقلابی تبدیلی ہیئت نے محنت کش طبقہ کے فوری اور قطعی مقاصد کی جدوجہد کے لئے نئے حالات پید ا کئے۔ کمیونسٹ پارٹی آف سوویت یونین کی بیسویں' اکیسویں' بائیسویں اور تیئسویں کانگریس اور 1957 اور 1960 میں ماسکو میں ہونے کمیونسٹ اور پارتیوں کے نمائندوں پر مشتمل اجلاس اس سلسلے میں بہت مفید ثابت ہوئے جدوجہد کی مختلف امکانی صورتیں ___ امن یا بدامنی کی ___ کام میں لاکر مارکسی لینی تعلم کی نشوونما کرنا اور سوشلزم نافذ کرنا۔ سوشلزم کی فتح' عام بین الاقوامی صورت حال پر 'حکمران ملبقوں کے مزاحمتی اقدام پر' جو محنت کش طبقہ کی سیاسی بلوغت اور تنظیم کرے۔ اسے ہراول دستہ کا رول ادا کرنے کی بالادتی اور اہلیت دے' جو متعلعہ ملک کی طبقاتی طاقتوں کے محکم رشتوں پر منحصر ہو۔ تاریخ نے مارکسی لینی اصولوں کی تصدیق کر دی ہے کہ یہ نئی قسم کی پرولتاری پارٹی کی ضرورت ہیں جو انقلابی نظریئے سے مسلح ہو اور جو عوام الناس کی رہنمائی کرے کمیونسٹ تحریک جس کا آغاز مارکس

نے کیا دنیا بھر میں پھیل گئی ہے اور آج انتہائی موثر سیاسی طاقت بن چکی ہے کمیونسٹ تمام استحصال کا شکار ہونے والوں اور پسے ہوئے لوگوں کے حقوق کے پکے حامی ہیں اور ان کی واقعی ضرورت کی وکالت بے غرض ہو کر کرتے ہیں اس کی حکمت عمل اور داؤں پیچ کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ محنت کشوں کا کمیونسٹ ہراول دستہ سوشلسٹ سرمایہ داری اور نئے آزاد شدہ ملکوں میں مارکسی لیننی تعلمات کو جنگ اور قطعی مقاصد کی جنگ کو یکجا کر رہی ہیں اور اپنے فوجی اور بین الاقوامی فرائض کو ایک نا قابل شکست اکائی میں بدل رہی ہیں کمیونزم تحریک کی پچاس سال تاریخ بین الاقوامی پرولتاری اصولوں کی وفاداری اور مارکسزم لیننن ازم کی جانثاری سے مزین ہے کمیونسٹ عالمی امن کو بحال رکھتا اور عالمی تھرمونکلیائی جنگ کو ٹالنا اپنا اولین فرضی سمجھتے ہیں سامراج پہلے ہی دو عالمی جنگوں کا ذمے دار ہے اب انتہائی تباہ کن ہتھیاروں کے استعمال سے ایک تیسری جنگ کی دھمکیاں دے رہا ہے اقتصادیات کو فوجی انتظامات کے تحت لانا' مقامی جنگیں' قومی آزادی کی تحریکوں کے خلاف مخاصمانہ مہمات' جمہوریت پر جبر' دشہت پسند فاشسٹ حکومتوں کا قیام' فدانقلاب طرز عمل کی برآمد___ ایسے میں سامراج کی رجعت پسندانہ اصلیت کے نمایاں مظاہر 'ایسے ہیں۔اس کے دنیا اور انسانیت کے خلاف جرائم جب تک سامراج موجود ہے نئی غارتگرانہ جنگوں کا خطرہ موجود رہے گا۔ لیکن سوشلسٹ ریاستوں کا فوجی اتحاد' اور تمام غیر سامراجی طاقتیں' مختلف سماجی نظام رکھنے والی ریاستوں کے ساتھ 'پرامن بقائے باہمی کا بیڑا اٹھا کر موزوں اور منظم کارروائیوں سے نئی عالمی جنگ کو کال سکتی ہیں۔کمیونسٹ جہاں غارتگرانہ سامراجی جنگوں کو برا کہتے ہیں۔وہیں وہ سامراجی حملوں کے خلاف منعفانہ دفاعی جنگ کے لئے مدد بھی دیتے ہیں رجعتی

طاقتوں کے خلاف (جو اپنا دستور قائم رکھنے کے لئے یا دوبارہ بحال کرنے کے لئے ہتھیار اٹھاتی ہیں) قومی آزادی کی جنگوں کے لئے اور انقلابی طبقاتی جنگوں کے لئے ہاتھ بٹانے کو تیار رہتے ہیں۔

کمیونسٹ امن، جمہوریت اور سوشلزم کے لئے لڑتے ہیں اور حقیقی انقلابی انسانیت کے پیرو ہیں وہ محنت کی نجات اور انسان کے ہاتھوں انسان کے ہر طرح کے استحصال کے خاتمے کو فرد کی آزادی کے لئے بنیادی شرط قرار دیتے ہیں۔ ان کا نصب العین کمیونزم ہے جس کے ساتھ پیداواری طاقتوں کا حاصل اور مادی فوائد کی افراط مل کر فرد کی مجموعی ترقی کے لئے حالات مہیا کرے گی۔ مارکس اور لینن کی عظیم تعلیم ایک رہنما ستارہ ہے جو کمیونزم کے راستہ کی سمت نمائی کر رہا ہے

ایوگینیا المبوونا سٹیپی نووا۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ جو مزدوروں کی انٹرنیشنل تحریک اور مارکسزم تاریخ کی سپشلٹ ہیں۔ کمیونسٹ پارٹی سویٹ یونین کی مرکزی کمیٹی میں انسٹیٹیوٹ آف مارکسزم لینزم کی سینئر سٹاف ممبر بنیں۔ اور بعد میں اسی ادارے کی اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہوگیں۔ انھوں نے مارکس اور اینگلز کی تصانیف کی روسی اشاعت اول اور دوم چھپونے کی تیاریوں میں حصہ لیا۔ ای۔ سٹیپنو وا متعدد کتابوں کی مصنف ہیں۔ جن میں سے فریڈرک اینگلز اور مارکس کی مختصر سوانح عمری کا ترجمہ بہت ہی غیر ملکی زبانوں ہو چکا ہے۔

-----------ختم شد----------